بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہید وفا

پہلا ایکٹ

پہلا سین

صحرا قریب مدینہ غرناطہ

یوسف جوش جنون میں بک رہا ہے۔

یوسف۔ صفیہ! صفیہ! آہ یہاں صحرا میں تیری جگہ مجھے کون جواب دے گا؟ تیری محبت مجھی کو ستائے گی۔ کاش کچھ تجھ پر اثر پڑتا۔ تو کیوں نہیں کرتی کہ میں تیرا ناز بردار بنوں؟ کیا کوئی مجھ سے زیادہ تیرے حسن کا قدردان ہے؟ مجھ میں کیا برائی ہے۔ تیری طرح میں بھی ایک نامور قاضی کا بیٹا ہوں۔ ہر قسم کی لیاقت بھی مجھ میں موجود ہے۔ تمام علوم میں دخل ہے۔ سپہگری میں بارہا میرا امتحان ہو چکا ہے کیا کروں کہ تیرا دل تجھ سے میری سفارش کرے منصور آتا ہے۔ کاش یہی معلوم ہوتا کہ یہ بیتابی کچھ اثر نہ کرے گی۔ ہاں ہاں اگر تجھ پر نہیں تو اپنے اوپر پورا اختیار ہے۔"

تجھ پہ قابو نہیں دل پر تو ہے قابو اپنا

آبیاری صفیہ تجھ پہ اپنی جان تھا . . . . "

منصور۔ یوسف یہ کیا ہے؟ کیسا جنون سر پر سوار ہے؟ ایسے بے صبری اتنی جلدی مایوس۔ دیکھو ہوش میں آؤ۔

یوسف! "کون"

(آنکھ اٹھا کر) منصور یہاں کہاں"

منصور" تمہاری تلاش میں"

یوسف!! اب میں دوستوں کے کام کا نہیں۔ اب میں عشق کا بندہ ہوں۔ اسے

مین تیر نظر کا زخمی ہون تم میرے لیے مارے نہ پھرو۔ مین تمھین غمگین بنا دون گا ع

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

منصور۔ اس درجہ مایوس کیون ہوئے جاتے ہو؟ کوئی تدبیر کرو۔ تمھاری معشوقہ زیادہ انکار نہ کریگی۔ تم بھی ایک بڑے معزز شخص کے بیٹے ہو۔ لائق ہو۔ تہذیب یافتہ ہو جاؤ اور کوشش کرو۔

یوسف۔ کیا کوشش کرون؟ ناامید ہو گیا ہون۔ آہ! صفیہ۔ بیدرد ہے"

منصور۔ نہین وہ مان لیگی۔ اسکا خاوند پھر مان لیگا"

یوسف۔ خاوند سے کیا غرض۔ وہ خود تو نہین مانتی"

منصور۔ کوئی ایسا بھی ہے جس کے ذریعہ سے تم صفیہ تک اپنا پیغام پہنچا سکو"

یوسف۔ ہان ہے زینب ہی کے ذریعہ سے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے حق مین پیاری صفیہ سنگ دل ہے"

منصور۔ تو زینب ہی کے ذریعہ سے دریافت کرو کہ وہ کیون نہین مانتی۔ اسکی کوئی شرط ہے یا یون ہی تمھین مشق ناز دکھلاتی ہے؟ کچھ تو معلوم ہوگا"

یوسف۔ کیا فائدہ؟ صفیہ کو مجھ سے زیادہ میری جان پسند ہے۔ وہ اسی کو لے گی دل لے چکی۔ آہ اب جان لے گی"

منصور۔ کیا سودائیون کی سی باتین کرتے ہو؟ چلو شہر مین چلو۔ وہان زینب کے ذریعے سے تمھاری مراد حاصل ہو جائے گی۔

(ہاتھ کھینچ کے)۔ آؤ چلو"

یوسف۔ مجھے اس صحرا سے نہ لے چلو۔ یہان تو کبھی کبھی قدرے دل بہل بھی جاتا ہے۔ وہان مین بہت گھبراؤن گا"

منصور۔ نہین چلنا ہوگا۔ (زبردستی کھینچے لئے جاتا ہے۔)

دوسرا سین

زینب کا مکان مدینہ منورہ

زینب اور زکیہ باتین کر رہی ہین"

زینب :- بیٹی زکیہ- جلدی فراغت کرو- آج مجھے قاضی ابو یحیی کے یہاں جانا ہے۔
زکیہ :- اماں جان- بس اب پکا چکی- آپ کو دیر نہ ہوگی۔
زینب :- آپ ہی آپ) خدا جانے کیا ہوگیا ہے کہ اب پندرہ پندرہ دن گذر جاتے ہیں کہ مجھے جانے کی نوبت ہی نہیں آتی یا ایک وہ زمانہ تھا کہ روز جایا کرتی تھی۔ زکیہ کے والد اب گھر میں ٹھہرتے ہی نہیں- جاؤں تو کس وقت؟ اور لڑکی کو اکیلا چھوڑ جاؤں دل نہیں مانتا۔"
زکیہ :- اماں جان اب تو قاضی صاحب کی صاحبزادی بھی بہت دنوں سے نہیں آئیں۔
زینب :- تو خود ہی نہیں لائی- ورنہ صفیہ سے جب کہو چلی آئیں۔ اچھا آج ضرور لیتی آ.......
یوسف آجاتا ہے
یوسف :- ہاں میری جان صفیہ کو ضرور لیتی آنا۔"
زینب :- تمہارا نام سن کے آتی بھی ہوں گی تو نہ آئینگی
یوسف :- کیوں بھابی! عشق کا یہی نتیجہ ہے۔"
زینب :- ان کو تم سے بڑی شکایت ہے- ناحق بیچاری کو ادھر ادھر بدنام کرتے پھرتے ہو۔"
یوسف :- آخر میرے حق میں وہ کیوں ایسی سنگدل ہو گئی اور نہیں بس یہی بتا دیں کہ مجھ میں کیا خرابی ہے- کسی نہ کسی بات سے میں اپنے دل کو تسلی دوں۔"
زینب :- تو کیا آپکو نہیں معلوم کہ اہل عرب عموماً اور مسلمان لوگ جب تک لڑکی خود نہ منظور کرے شادی نہیں کرتے ہیں؟ صفیہ تمہارے نکاح میں آنا پسند نہیں کرتی۔"
یوسف :- ہائے! "یہی تو پوچھتا ہوں؟ کہ کیوں نہیں پسند کرتی ہے" میں شریف نہیں ہوں نالائق ہوں؟- بدصورت ہوں؟ کیا نقصان ہے؟ کچھ معلوم تو ہو؟
زینب :- کیوں بتائے- اسکا جی نہیں چاہتا- اس میں بھی کچھ کسی کا اجارہ ہے۔
یوسف کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔
(حیرت سے) ہائیں! ہائیں! تو روتے کیوں ہو؟
یوسف :- تو جب تم صفیہ سے بھی زیادہ بے درد ہو- آہ! وہ تو جانتی ہی نہیں۔ مگر تم آنکھ سے دیکھتی ہو اور میری بیتابی پر ترس نہیں آتا۔"

سامنے عیسائی سوار نظر آتے
یوسف " اب تم سب یہیں ٹھہرو۔ مجھے جانے دو۔ دیکھو کیا تماشا دکھاتا ہوں "
عمرو " تم ابھی بزم عشرت سے اٹھ کے آئے ہو۔ ایسی باتیں نہ بناؤ "
نعیم " خیر اب ہم ایک ساتھ بہادری دکھائیں گے "
یوسف (صف سے آگے بڑھ کے) " میں تو جاتا ہوں۔ اب تمہاری باضابطہ تو اعلا
کون انتظار کرے "
نعیم (ہاتھ پکڑ کے) ٹھہرو۔ یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ جو تمہارا افسر حکم دے
وہی کرنا ہوگا۔ (اپنے سواروں سے) " اے اہل غرناطہ! اپنی آزادی کے بچا
والو، اور اے اپنے تاج و تخت کے پروانو، یہ تمہارے دشمن تمہارے دیہاتی بھائیوں
لوٹ کے اور قتل کر کے ادھر آئے ہیں۔ اور اب چاہتے ہیں کہ تم کو قتل کریں۔ اپنے
جوش دلوں سے کام لو۔ اپنی اور اپنے قدیم بزرگوں کی ناموریوں اور شجاعتوں
پیش نظر رکھو اور بڑھ کے اپنے مظلوم بھائیوں اپنے بیکس دین اپنے دل شکستہ بادشاہ
بدلہ لیلو "
دونوں طرف سے حملہ ہو گیا اور نعیم
رضوان ایک بلند مقام پر ٹھہر کے دونوں
نوجوان کو دیکھنے لگا۔ عمرو بھی اسی کے پاس
عمرو " دیکھئے ہمارے سوار کیسی شجاعت سے لڑ رہے ہیں۔ اگر دو گھنٹے یوں ہی اور لڑ
تو میدان صاف کر دیں گے "
عمرو (ایک طرف اشارہ کر کے) دیکھئے وہ سوار لڑتے لڑتے کہاں جا پہنچا "
نعیم " یہ کون شخص ہے؟ بڑی جانبازی سے وہاں تک پہنچا ہے۔ کیسٹل والوں کا جھنڈا تو
رہ گیا ہے " بس صرف بیس پچیس گز کا فاصلہ ہے۔ لو اور آگے بڑھ گیا " اس نے
وہاں تک پہنچتے پہنچتے بہت سے دشمنوں کو قتل کیا ہوگا۔ بڑا بہادر ہے "
اپنے قریب ہی ایک سوار کو گھوڑے سے
دیکھکر یہ کیونکر گرا! ہاں یہ عیسائی یہاں ہمارے پاس آ پہنچا۔ جان پر کھیل کے آیا ہے۔
عمرو " دیکھو تمہارا انتظار رہیگا۔
عمرو ایک ہی تلوار میں اس کا کام تمام کر دیتا۔

جزاک اللہ مرحبا اور عیسائیون کے جھنڈے کی طرف دیکھو۔ ایلو دیکھو وہ ہمارا سوار پہنچ گیا۔ یہ کون شخص ہے؟

عمرو۔ غور سے دیکھ کر! آہا وہ یہ تو وہی ہمارا عاشق مزاج نوعمر سپاہی ہے! اس سے اتنی امید نہ تھی۔

نعیم۔ حقیقت مین یہ آدمی نہین شیر ہے۔ خدا اس کو ان جانبازیون کی جزائے خیر دے۔ اب ہمارا اندلس ایسے سپاہیون سے خالی ہے۔ اہا! عیسائی کیون بھاگے جاتے ہین الحمد للہ یہ یکایک! کوئی سبب نہین معلوم ہوتا! ان معلوم ہوا۔ دیکھو عیسائیون کے بھاگ جانے کے بعد وہ نوجوان میدان مین اکیلا کھڑا ہے۔ اور نیزے پر کس کا سر ہے؟

عمرو۔ ہتا ہا! یہ عیسائیون کے سردار کا سر ہے اسی سبب سے وہ بھاگ گئے۔

نعیم گھوڑا دوڑا کے نوجوان کے قریب جاتا ہے اور خوشی کے جوش مین پیشانی کو بوسہ دیتا ہے

نعیم۔ مرحبا! غرناطہ ہمیشہ تم پر فخر کرے گا۔ تم نے اپنی معشوقہ کا نام بھی آسمان پر پہنچا دیا اس پاکدامن نازنین کا کیا نام ہے؟

یوسف۔ یہ نہ بتاؤن گا۔ وہ بدنام ہوگی۔

نعیم۔ وہ بدنام! یہ نیک نامی ہے کہ بدنامی۔

یوسف۔ مگر اسکے نزدیک وہ تو بدنامی ہی سمجھی ہے۔

نعیم۔ یہ لڑائی خدا نے تمھارے ہی ہاتھ پر فتح کی۔ چلو بادشاہ کو مبارکباد دین اور شہر غرناطہ سے کہین کہ وہ تم پر فخر کرین۔

سب جاتے ہین

چوتھا سین

غرناطہ کی ایک گلی

نافع بن مجاہد لکنسی اور نعیم بن رضوان باتین کر رہے ہین۔

نافع۔ بہت سی لڑائیان ہوئین۔ اکثر ہم غالب ہی رہے مگر جس سے بنے اسکی زبان سے

یہی کھٹکا ہے کہ شکست ہو گی۔ غرناطہ کی در و دیوار سے ادبار کی آواز آ رہی ہے۔ بالکل سمجھ میں نہیں آتا کیوں؟ خدا جانے کیا ہو گیا تھا زمانہ کی ہوا پلٹ گئی! گویا وہ ہم ہی نہیں رہے! خداوند رحم کر!!

نعیم "اور ہاں دیکھو رسد کا انتظام ہمارے سپرد کیا گیا تھا۔ اسمیں ہمیں کامیابی ہے اگرچہ عیسائیوں نے اکثر گاؤں لوٹ کر تباہ کر دیئے۔ مگر آجتک اوس کی نوبت نہیں آئی کہ غرناطہ میں رسد کا سلسلہ موقوف ہو گیا ہو۔ مگر نہیں معلوم کیا شامت سب کے سر دن پر سوار ہو گئی ہے کہ جسکو دیکھئے اُس کے دل میں دشمن کی دہل سما گئی ہے۔

نافع "نعیم یہ رونے کا مقام ہے ادبار اسی کو کہتے ہیں

عمرو بن اُمیہ آتا ہے

کہو عمرو تمہاری کیا رائے ہے

نافع۔ لڑائیوں میں تو ہم ناکام نہیں ہیں۔ مگر ناکامی کی دہشت سب کے دلوں میں سما گئی ہے "بتاؤ آخر اسکا کیا سبب ہو؟ اور کیا علاج کیا جائے"

نعیم "آہ! تقدیر لا علاج ہے۔ کوشش بے سود۔ تدبیر بے فائدہ۔ بس اب خدا کی مرضی کے منتظر رہو"

نافع۔ جب ہماری جانیں شہر کے کام آ رہی ہیں تو ہمیں اس عام مایوسی کے اسباب پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ آؤ ہم اب بہادری دکھا کے لوگوں کی امیدیں تازہ کر دیں۔

یوسف آتا ہے

آؤ بھئی عاشق مزاج سپاہی۔ تمہاری شجاعت کی غرناطہ میں دھوم ہو رہی ہے"

یوسف "ہاں اس کا موقع بھی سر پر آ پہنچا۔ اہل کیسٹل کی ایک فوج ہماری طرف آ رہی ہے شاید ہمارے مورچہ کا محاصرہ کرنے کو آئے ہیں"

نعیم (چونک کر) تو جانبازی کا وقت آ پہنچا۔ محاصرے کی نوبت ہی کیوں آنے دو۔ چلو باہر نکل کر مقابلہ کریں

یوسف: (خوش ہو کر) میں اسی بات کی درخواست کرنے آیا تھا۔ تو جلدی حکم دیجئے کہ ہمارے سپاہی تیار ہوں۔

"ایسا نہ ہو کہ عیسائی سر پر آ جائیں"

نعیم "میں جاتا ہوں کہ فوج جلدی سے آراستہ کردوں

نعیم جاتا ہے "

یوسف "آؤ کسی بلند مقام سے دیکھیں کہ غنیم کی فوج اب کہاں ہے "

نافع "(ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے) یہاں سے خوب معلوم ہوگا آہا ہا وہ تو اب پہونچا ہی چاہتے ہیں

یوسف " (دیکھکر) تو جبتک نعیم بن رضوان اپنی فوج کو لے کے نکلیں ہم تم ان ظالموں کو ادہر ہی روکیں "

نافع " (حیرت سے) اکیلے! "

یوسف "ہاں اکیلے " اچھا تم یہاں سے سیر دیکھو میں اکیلا ان پر حملہ کرتا ہوں "

نافع "اب تو سردار نعیم پہونچ گئے - دیکھو وہ دہنی طرف سے ہمارا نشان نمایاں ہوا "

یوسف " تو اب سیر کا ہیکو ہے کیا یہاں بیٹھے سیر دیکھا کروگے ؟ "

نافع "اچھا چلو - مگر ساتھ نہ چھوٹے - ہمارے تمہارے قدم بھی برابر ہی ہوں ایک کو میں ماروں تو تم بھی ایک کو قتل کرو "

یوسف "انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا

دونوں گھوڑوں کی باگ اٹھا کر حملہ کرتے ہیں

نعیم "یوسف کو آتے دیکھ کے چھینٹا اٹھا کر) مرحبا یوسف مرحبا چار اشیر دو نوجوان آپہونچا - دیکھو یہ آنا فانا دشمنوں کی صفیں الٹ دیگا - یوسف اس فتح کو غنیمت جز آک اللہ! ہاں شجاعت کا امتحان! ہاں دلیرانہ حملے! اے اہل غرناطہ اسے ہمارے جانباز سپاہیو اپنے بہادر اور دلیر نوجوان یوسف کا ساتھ دو - فتح اسی کے ساتھ ہے فتح اسی کے قبضے میں ہے "

عمرو نعیم کے پاس آتا ہے -

عمرو - اے سردار آج دشمنوں کا شمار بہت زیادہ ہے "

نعیم - خدا مددگار ہے! - ہمارا یوسف سب کو درہم برہم کر دیگا - دیکھا نہ یوسف دشمنوں پر جا پہونچ گیا "

عمرو " مگر دیکھئے اسوقت نافع بھی کیسے سخت حملے کر رہا ہے اور اسے دیکھئے اسنے کیتھلک کے نشان بردار کو مار کے گرا دیا اور آگے بڑھتا چلا جاتا ہے "

نعیم — (خوش ہوکر) اور دیکھو ادھر دشمن کے لوگ کتنے پیچھے ہٹ گئے —

یوسف — ہمارے سوار بھی دونوں افسروں کے اشارے پر چلے ہیں ان تینوں میں سے کسی نے بھی کوئی حملہ کیا اور وہ بھی ساتھ ہی ٹوٹ پڑے۔ مگر [illegible] یوسف بڑی دلیری سے لڑتا ہے

نعیم — مگر کیسے دیکھا کیا ہوا [illegible] شکست ہو گئی پسپا ہو گئے کہاں تک پیچھے ہٹتے جاتے ہیں [illegible] جاتا ہوں۔ اگر کوئی سنبھالنے والا بھی نہیں (آگے بڑھ کے) ہمارا [illegible] اور دیکھو فتح ہوا چاہتی ہے کام پورا ہو چکا ہے — یہ دشمن۔ چند ہی ساعت اور میدان میں نظر آئینگے۔ ورنہ مار لیا ہے۔ اے جوانان عرب اے یادگاران اندلس بڑھو۔ جرأت سے دلیری سے دشمنوں کا استقلال محض ایک دم کا ہے اب نہیں رہنے کا۔ بس ایک حملہ اور [illegible] یک ہی بار ان پر پڑتے

اللہ اکبر — سب لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں —

یوسف — (نعیم کے قریب آکے) آپ کے فرمانے پر مسلمانوں نے بڑا سخت حملہ کیا۔ مگر [illegible] ہی کے پیچھے یوسف [illegible] آگے [illegible] الٹے پیچھے بھاگ گئے

نعیم — (جوش سے) مرحبا شاباش لو بھگا دیا نہ سب بھاگ گئے۔ پھر چند جو لڑ رہے [illegible] خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ پھر یوسف [illegible] حملہ

مسلمان سوار پھر حملہ کرتے ہیں

عمر — [illegible] دشمنوں سے میدان صاف ہو گیا۔ مگر [illegible] وقت [illegible] استقلال سے لڑنے [illegible] جگہ [illegible] —

یوسف — [illegible] وہ قرآن [illegible] سکتے ہیں —

نعیم — [illegible] بھاگ گئے [illegible] بھی [illegible] میں واپس [illegible] چلیے [illegible] خوشی کا [illegible] اپنی کامیابی [illegible]

سب جاتے ہیں

پانچواں سین

غرناطہ کا ایک قصر

نعیم اور یوسف بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

نعیم ـ کیوں یوسف تم بڑے خوش نصیب ہو کتنے بڑے خوش نصیب تمھاری معشوقہ تمھاری بہادریاں سنکے کیسی خوش ہوتی ہوگی تم ہی نہیں وہ بھی بڑی خوش نصیب ہے
یوسف ـ کیا ان لڑائیوں کے حالات اس نے سنے؟ نہیں کس نے کہا ہوگا کسے پڑی ہے کہ میرے سرخرو بنانے کے لیے یہ حالت اسکے سامنے بیان کرے مگر بات اگر سنے گی تو خوش ضرور ہوگی
نعیم ـ کیوں نہیں یہ اسی کے حسن کا کرشمہ ہے یہ تمام لڑائیاں یہ تمام میدان جن میں تمنے بڑی کامیابی سے دشمنوں کو پسپا کیا ۔ ان سب میں اسکے عالم فریب حسن کا جلوہ چمک رہا تھا ۔
یوسف ـ ہاں میری آنکھیں تو ان سب میدانوں میں اسکی جھلکیاں دیکھ رہی تھیں کیا تمنے بھی دیکھ لیا؟
نعیم ـ [illegible] تو ایسی باتیں بدگمانی کی نکرو میں تمھارا دوست ہی ثابت ہونگا
یوسف ـ نہیں تو اب تم اسکے حسن کی زیادہ تعریف نہ کرو میرے دل میں [illegible] ہے ۔ ذرا میں بدگمان ہو جاتا ہوں ۔ اب میں اپنے اختیار میں نہیں رہا ۔ بات بات پر بدگمانی ہوتی جاتی ہے ۔ عشق است و ہزار بدگمانی
نعیم ـ افسوس تم نے [illegible] جو اس اپنی معشوقہ کی [illegible] تم کوئی کام اپنے اختیار سے نہیں کرتے ہو اس کا [illegible] ہے جو عشق [illegible] کسی کا اختیار نہیں
یوسف ـ بیشک عشق کا جن مجھ پر ہر وقت سوار رہتا ہے
نعیم ـ اچھا [illegible] بہادری [illegible] جانبازی سے تمھاری غرض غرناطہ کی حمایت قوم کی ہمدردی یا اسلام کا جوش ہے ۔ یا اپنی پیاری دلربا کی خوشی
یوسف ـ [illegible] عشق کی [illegible] تھا ۔ مگر اب اسلام کا جوش زیادہ [illegible] گیا ہے
نعیم ـ خدا تمھاری دونوں آرزوئیں پوری کرے
یوسف ـ مگر کیا کہوں میری دلربا بنو [illegible] ہے ۔ اسکے ناز میرے دشمن ہیں ۔ اوہ میری آرزو پوری نہ ہونے دینگے خدا اسکے دل [illegible]

زنگی :- حضور آپ کو امیر العساکر موسیٰ بن ابی الغسانی نے طلب فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ سردار یوسف کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئیے گا "

یوسف :- مجھے! مجھے وہ کیا جانے "

نعیم :- غرناطہ بھر میں تمھاری جرأت کی دھوم ہو رہی ہے اور انھیں خبر نہ ہوگی!! چلو ان سے مل آؤ "

یوسف :- مگر دیکھو وہاں میرے عشق وغیرہ کا ذکر نہ کرنا "

نعیم :- نہیں اگر مجھے کہنا ہوتا تو ابتک کہہ چکا ہوتا "

زنگی :- حضور آپ درباری لباس پہن لیں۔ وہ امیر المومنین کے دربار میں ہیں وہیں بلایا ہے۔ آپ کو امیر المومنین کے سامنے جانا ہوگا "

نعیم :- شاید تمکو امیر المومنین کے دربار میں پیش کرینگے چلو جلدی کرو "

سب بخوشی چلے جاتے ہیں

چھٹا سین

دربار

امیر المومنین ابو عبد اللہ سپہ سالار موسیٰ بن ابی سے باتیں کر رہا ہے۔

شاہ عبد اللہ :- الحمد للہ تم لوگوں نے انتظام کر لیا ہے۔ مجھے مایوسی تھی اور ابتک میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان بازاری لوگوں سے کیا کام نکلے گا۔ سب جو ویسے ناتجربہ کار بہادروں کو بھی اپنے ساتھ لیجا کے خراب کریں مگر ابتو میں دیکھتا ہوں وہ کامیاب ہوتے جاتے ہیں کئی معرکوں میں شکستیں دے چکے ہیں "

موسیٰ :- اللہ نے اپنے دین کی مدد کی اور آپکا اقبال تھا۔ مسلمان بہت سست ہیں مگر نوجوانوں میں ایک جوش باقی ہے جو اکثر بہادری دکھا دیتا ہے۔ امیر المومنین اس نوجوان کو ملاحظہ فرمائیں۔ ایک کم سن بچہ ہے بالکل ناتجربہ کار جس نے عمر کی جفاکشی صرف نازبرداری اور پرلوشوں کے جوتے پر مجبور ہو رہی ہے مگر اس جرأت اور دلیری سے لڑا ہے کہ جدھر متوجہ ہوگیا دشمنوں کے ہاتھ سے اسلحے چھوٹ چھوٹ پڑے۔

ابوعبداللہ " بڑا بہادر ہے اپنی آزادی کا بہت بڑا دوست ہمارا سب سے اعلا درجہ کا خیر خواہ میں نے طلب کرنیکا حکم دیا تھا۔ ابھی تک نہیں آیا جلدی

موسی " امیرالمومنین۔ اب آتا ہی ہوگا "

ابوعبداللہ " وہ کیسا نوجوان ہے میں اسکی صورت دیکھنے کا مشتاق ہوں "

موسی " حضور نہایت ہی حسین اور نازک بدن لڑکا ہے "

ابوعبداللہ " اور ایسا بہادر اور ایسا جانباز "

موسی " امیرالمومنین اچھی صورت کیساتھ خدا نے اسے نہایت ہی شریف دل دیا ہے

نعیم بن رضوان آتا ہے۔ فوجی قاعدے سے بادشاہ کو سلام کرکے موسیٰ بن ابیل الغسانی کے برابر کھڑا ہو جاتا ہے "

ابوعبداللہ " موسی رسید رسانی کا انتظام تمنے بہت اچھا کیا۔ اور دراصل تمھاری ہی کوششوں سے غرناطہ اب تک محفوظ ہے خیر ورنہ اور کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوسکتی

نعیم " امیرالمومنین ہمارے سردار موسی سے زیادہ جان نثار اسلام غرناطہ میں کم نظر آئیگا۔

موسی " نعیم سے (آہستہ) یوسف کو لائے "

نعیم " آہستہ باہر کھڑے ہیں۔ جلدی بلوا لیجیے "

موسی " تم خود جاکے لے آؤ "

نعیم جاتا ہے

عمر " اصل یہ ہے کہ سردار موسی نے غرناطہ کو تباہی سے بچا لیا "

ابوعبداللہ بیشک۔ بیشک۔ اے اللہ تو ہم سب کی مدد کرنا۔

موسی " آمین "

تمام دربار آمین کہتا ہے۔

ابوعبداللہ " اب ایک فوج پھر کوہستانی گاؤں کی حفاظت ہو سنا گیا ہے دشمنوں نے وہاں لوٹ مچا رکھی ہے اور کوشش کو کہ غرناطہ میں رسد برابر پہونچتی رہے

موسی " کل اس کا انتظام ہوگا "

نعیم یوسف کو لے آتا ہے۔

ابوعبداللہ " (یوسف کو دیکھکے) یہ کون نوجوان ہے ؟ میں نے اسکو کبھی نہیں دیکھا "

تھی — امیر المومنین ... جوان ... [illegible]

یوسف ... سلام ... [illegible]

ابو عبداللہ — (یوسف سے) تمہاری بہادری اور ... [illegible] ... پوچھتا

ہوں ... ثابت ... [illegible] ... تمہارے ... سب سے زیادہ ... [illegible]

یوسف — امیر المومنین ... [illegible] ... جان ... [illegible]

اپنی جانیں ... [illegible] ... پیدا ہوئے ہیں — اسی لیے زندہ ہیں — ... [illegible]

وطن ... دولت ... [illegible] ... کر چکے ہیں

ابو عبداللہ — (خوش ہو کر) اگر ... [illegible] ... ایسے لوگ ہیں ایسے بہادر ایسے جانباز

ایسے وفادار تو وہ ... [illegible] ... کے ہاتھ سے محفوظ رہے گا — مجھے تعجب ہے تم نے

اس کمسنی میں ایسے استقلال اور ایسی بہادری کی باتیں کرتے ہو — تم ایک خوبصورت

نوجوان ہو — جوانی کا ... [illegible] ... بہار تمہاری نظر کے سامنے رہتا ہوگا — محفل عشرت

کی ... [illegible] ... تمہیں ... ان میں ... [illegible] ... تم نے ... [illegible]

کر ان لطف کی ... [illegible] ... چھوڑ کر — اس جان فروشی کے بازار میں چلے آئے

یوسف — یہ حضرت امیر المومنین کی ذرہ نوازی ہے — ورنہ مجھ ... [illegible]

... [illegible] ... پر قربان ہو جانے کے اور کسی کام نہیں آ سکتا —

ابو عبداللہ — (تلوار کھول کر) لو یہ تلوار لو اسکی قدر کرنا — ... [illegible]

نے بازار میں نہیں مول لیا ہے — یہ تلوار بادشاہ امیر المومنین نے دی ہے ... [illegible]

تلوار کو لے کے جاؤ — اور جہاد کرو — تمہارا بادشاہ امیدوار رہیگا کہ تمہاری ... [illegible]

کوششوں میں اسے بھی کچھ حصہ ملے

(موسیٰ سے) نہیں بھائی اور اس سے زیادہ اس نوجوان کی قدر کر چکتی ... [illegible]

... [illegible] ... جاؤ ... تمام ملک کے جوہر ... [illegible] ... غرناطہ کو ہمیشہ ناز رہیگا

موسیٰ یوسف کو لیکر چلا جاتا

ساتواں سین

میدان جنگ

محمد ظہیر:۔ یوسف بڑھتے ہوئے چلے آ رہے ہیں [illegible] قریب ہی ایک فوج
دشمن اس وقت لوٹ رہا ہے اور یہاں [illegible] آئی تو ہم [illegible] سے جا سکتے
ہیں ایسا نہ ہو کہ جب تک ہم پہنچیں وہ لوٹ مار کر چلے جائیں۔

یوسف:۔ بیشک ہمت کرنا چاہئے۔ اگر [illegible] تو ہمارا بچاؤ بھی ممکن ہو جائیگا۔
تیز چلتے ہیں۔

محمد ظہیر:۔ معلوم نہیں کہ یہاں دشمنوں کی کتنی فوج ہے۔

یوسف:۔ جتنی فوج ہو ہم تو مقابلہ کر کے انکو بھگا دینگے دشمن کوئی چیز نہیں۔
ہم کو دلیر ہونا چاہئے۔

محمد ظہیر:۔ یہ سچ ہے مگر اپنا قیاس ہر ایک پر نہیں کرنا چاہئے۔ تمہارے سب سپاہی
تمہارے ہی ایسے ہوتے تو آج غرناطہ کی دیواروں کے نیچے دشمن کی فوجیں نہ ہوتیں۔

یوسف:۔ ایسی ناامیدی کی باتیں نہ کرو۔ اس سے دل تھوڑے ہو جاتے ہیں۔ اور
دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہمارے سب سپاہی مجھ سے زیادہ بہادر ہیں۔

محمد ظہیر:۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

یوسف:۔ نہیں دیکھتے ہو ہمارے سردار موسیٰ بن ابی غسان کس جرأت اور شجاعت
کے آدمی ہیں انکا یہ کہنا کیا تم بھول گئے کہ شہر کے تمام نوجوان ہمارے کام آسکتے ہیں۔
ہاں لشکر کیسے لڑنا جانتے ہوں۔ اور اگر ہم ہی دل ہار دینگے ہم ہی نہ کہینگے کہ ان لوگوں
میں انکی جرأت نہیں تو خواہ مخواہ خلاف نتیجہ ہوگا۔

محمد ظہیر:۔ یوسف تمہارا یہ کہنا صحیح ہے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں صرف موسیٰ ایک ایسے
بہادر آدمی ہیں جنکو ناامیدی اور نامرادی کبھی تھکا ہی نہیں سکتی۔ وہ گویا ثابت
قدمی اور بیدل ہونا جانتے ہی نہیں۔ لیکن تمام اہل غرناطہ کو ایسا خیال نہ کرو۔ وہ زمانہ
گذر گیا جب غرناطہ کی تلواروں سے فرانس میں ہمیشہ ایک ہلکہ پڑا رہتا تھا۔ اب
آرام پسندی اور راحت طلبی کا زمانہ ہے پہلے لوگ ناموری کے خواہاں تھے اور اب
آرام چاہتے ہیں۔ اگلے زمانے والے شجاعت کو عزیز رکھتے تھے اور اب جان عزیز رکھتے
ہیں۔ زمین آسمان کا فرق ہے۔

یوسف:۔ سچ کہتے ہو۔ ذرا جھوٹ نہیں۔ جس نے کچھ بھی پہلے لوگوں کا انداز دیکھا ہے

صاف کہہ دے گا کہ اب ترقی در کنار دولت اسلامیہ کو روز بروز تنزل ہوتا جاتا ہے۔

ایک زخمی آتا ہے اور محمد ظہیر کے آگے گر پڑتا ہے

محمد ظہیر "کیوں؟ کیا ہوا؟ تم کون ہو؟"

شخص "مظلوم ، بیکس ، افلاک زدہ ، خانماں برباد ، اور کون ، صورت ہی میں عالم پرس"

محمد ظہیر "آخر کچھ معلوم تو ہو کس نے ستایا؟ کس نے ظلم کیا؟"

شخص "مسلمان پر سوا ظالم اور بیدین اہل کیسٹل کے اور کبھی کوئی ظلم کریگا؟ میں یہاں سے قریب ہی ایک گاؤں میں رہتا تھا ابھی شاہ کیسٹل کی فوج کا ایک بڑا گروہ آیا۔ اور سارا گاؤں لوٹ لے گیا میرے یہاں کی عورتیں سب ان ظالموں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئیں میں انکے نزدیک تو مردہ تھا مگر قسمت کے بچا دینے سے آپ تک پہنچ گیا ہوں"

محمد ظہیر "کب"

شخص "ابھی ابھی"

محمد ظہیر یہاں سے وہ لوگ کہاں گئے؟

شخص یہ تو نہیں معلوم مگر (ایک طرف اشارہ کرکے) ادھر گئے ہیں ۔ غالباً اس گاؤں میں ہونگے ۔ جو یہاں سے تین چار میل پر ہے ۔ آہ! اب مجھے زندگی کی امید نہیں ۔ زخم کاری لگے ہیں" تڑپنے لگتا ہے "

یوسف "افسوس اس بیچارے پر بڑا ظلم ہوگیا ۔ دیکھئے بچتا ہے یا نہیں!" (قریب جاکے) "اے شخص میں عہد کرتا ہوں کہ ظالموں سے تیرا بدلہ لونگا کاش تو خود ساتھ ہوتا کہ ہم تیرا بدلہ تیرے سامنے لیتے"

شخص "میں نہیں بچونگا وقت آپہونچا! گھڑیاں گنی ہیں! موت میرے آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے ۔ ہاں اگر تمھارا سامنا ہو تو اتنا خیال کر لینا کہ ان ظالموں نے بہتوں کی جان لی ہے ۔ بہتوں کو خانماں برباد کیا ہے"

یوسف "اگر خدا نے چاہا تو ایک کو نہ چھوڑونگا"

شخص "(ناتوان آواز سے) جاؤ خدا تمھیں کامیاب کرے"

آواز ہچکیاں لینے لگتی ہے اور دم توڑ کے مرجاتا ہے

یوسف "افسوس! آہ اسکی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا مجھے تاب نہیں جانے ہوئے"

یہی اسی وقت ا جو سامنے آئیگا - اسے اسی مظلوم کے پاس پہونچا دونگا۔ پھر
تو یہ تو جنت میں گیا۔ ان لوگوں کو جہنم کی سیر کراؤنگا"

محمد ظہیر" بیشک اس مظلوم کے مرنے سے ہم سب کا خون جوش کھانے لگا۔ جلو تیز چلو
بھاگ نہ سکیں"

سب لوگ ہا و تیز چلنے لگتے ہیں

محمد ظہیر" وہ سامنے گرد کیسی نظر آتی ہے"
یوسف" وہی ظالم اہل کیش ہیں۔ مجھے تو اس گرد میں ایک دھندلی سی چمکتی ہوئی نظر آتی ہے
محمد ظہیر" ایک سوار ہے (جاؤ خبر تو لاؤ"

سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا جاتا ہے

ان ظالموں نے بڑی لوٹ مچا دی کمین۔ کاش ہوتے کے ایسے دو تین سوار بھی
جو غزا میں ہوتے تو تمہیں اپنے ظلموں کا بدلہ اچھی طرح مل جاتا"
یوسف" ہم مظلوموں کا انتقام لینے کو آگئے ہیں۔ دیکھو چل کے دکھا دینگے"
سوار آتا ہے

سوار" اہل کیش القصہ چراخت و تاراج کر رہے ہیں ۹ -
یوسف" ہمیں دیکھ کے وہ خود ہماری طرف بڑھے آتے ہیں۔ بلکہ آپہونچے"
محمد ظہیر" (اپنے سواروں سے) اے اہل اسلام تمہارے سامنے آگیا! جو ظلم
کے اکثر فیصلہ کر دیں تمہارے بھائیوں کو بہت نقصان پہونچا چکے ہیں۔ جنکا بدلہ لینا خدا
نے تمہارے سپرد کیا ہے۔ اور اپنی صفیں درست اور مضبوط کر لو۔ تاکہ ہم نیاں موجود
ہشام تم جاکر میمنہ پر ٹھہرو۔ اور یحییٰ بن سعید تم بھی مظلوموں کی نگہداشت
کرو۔ عکرمہ بن مسعود۔ محمد بن سعد اگر ان ہو۔ تو تم سب میرے پاس رہو۔ اگر خدا
نہ خواستہ میں مارا جاؤں تو تم ہی لوگوں میں سے کسی کو فوج کی سرداری کرنا چاہیے"
مسعود" افسوس ہے یوسف تم نے لڑائی میں اپنی فوج کا ساتھ چھوڑ دیا کرتے ہو۔ حضرت علی
کے لیے یہاں بیٹھتے ہیں ان سب سے زیادہ قوی ہو۔ تو دشمن کے بیم سے
حملہ کر کے نقصان کو حرکت دیجئے
یوسف" (زور سے) اے دلاور ان غزا! اے عاشقان شہادت ہر جگہ خلافت سمجھو

اٹھو سو برس سے تمہارے پاس ہے سنو اگر محمد ظہیر تو فوج کی نگہداشت کے لیے
نہین ٹھہرینگے دیکھو مین استقلال سے ان اپنے اور خدا کے دشمنون کو خاک مین ملا دیتا
ہون۔ آو بڑھو خدا تم پر رحمت کرے

(حملہ کرتا ہے)

محمد ظہیر: یہ کیسا جانباز نوجوان ہے! دیکھو ابھی ہمارے سوار دشمنون کی صفون
تک پہونچے بھی نہین اور وہ اکیلا پہونچ گیا۔ اسقدر بےخوف! اسطرح بے ہراس جسطرح
شیر بھیڑون پر گرتا ہے اپنی قوم کا جان نثار! دشمنون کے حق مین ملک الموت اگر شجاعت
محمد ظہیر: حضور آج اہل قسطنطنیہ بڑی جانبازی سے لڑ رہے ہین۔ اور انصاف سے پوچھیے
تو ہمارے لوگ سستی کر رہے ہین یہ بڑے غضب کی بات ہے۔ انکی یہ سستی کہین
ہماری تقدیر پر اثر نہ کر جائے

عکرمہ: اور ہان دیکھیے میمنہ والے دبتے جاتے ہین۔ افوہ اس قدر ہٹ آئے
کسی کو ادھر جانا چاہیے غضب ہو جائیگا۔ آج ابھی سے ہمارے لوگ دل ہارے
دیتے ہین دیکھیے کیا انجام

مسعود: آہ! ہشام پر نیزہ پڑا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ ہا! میرا پیارا دوست تھا
اوسکی بہادری اور راست بازی دونون یاد رہینگے آہ ہا

محمد ظہیر: افسوس میمنہ والون کو شکست ہوا چاہتی ہے۔ انکے پاس کوئی سردار نہین
اپنے مقام سے تو ہٹ آئے پیچھے پھرا چاہتے ہین! محمد بن سعد جلدی جاؤ۔ دیکھو عزت اسلام
کی قسمت الٹا چاہتی ہے جلدی! محمد راست جلدی! اچھا بس اب بڑھنے دو ہمارا شیر
مرنا نہیں بھائیون کی مدد کو پہونچ گیا۔ دیکھو وہ یوسف میمنہ والون کے آگے ہے
اور عیسائیون کو بھگائے دیتا ہے۔

عکرمہ: ہان دیکھیے اہل کیتل جتنا آگے بڑھ آئے تھے اس سے زیادہ انکو پیچھے ہٹنا گیا
محمد ظہیر: مگر یوسف کی لڑائی میری نظرون مین ہر وقت مخدوش ہوتی ہے وہ بے انجام
سوچے اپنے ہمراہیون کو چھوڑ کے دشمنون کی صفون مین گھس جاتا ہے افسوس انکے
کام آگیا تو اہل یمن سے کہو بن سعد تم جاؤ۔ وہ تو اب دشمنون سے جنگ آزمائی کرے گا
تم اہل یمن کی سواری پر جاؤ۔ دیکھو خوب

ہوشیاری سے۔ اور تم خود تجربہ کار ہو"

محمد بن سعد جاتا ہے"

عکرمہ "اے سردار دیکھیے اب ہمارے سواروں کی لڑائی اور رنگ پر ہے پہلے سست تھے اور اب نہایت تیزی سے لڑتے ہیں۔

مسعود" اگر دو تین گھنٹہ یونہی لڑائی رہی اور ہمارے سوار اسی جرات سے کام کرتے رہے تو میں دعوی کرتا ہوں کہ اہل کیتھل نہ بھاگے تو سب کے سب قتل ہو جائینگے

محمد ظہیر" بیشک ہماری فوج میں حضرت یوسف ایک ایسا شخص ہے کہ اکیلا انہی ان تمام دشمنوں پر غالب ہے۔

عکرمہ" دیکھیے اب اہل کیتھل والوں نے میسرہ والوں کی طرف یورش کی مگر محمد بن سعد بھی اسوقت بڑا کام کر رہے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح اپنی حرکات وسکنات سے اپنے سواروں کو جوش دلا رہے ہیں۔ اور کس پھرتی سے ادہر و ادہر پھر کر ہیں کبھی ادہر ہوتے ہیں اور کبھی ادہر اصل میں انھوں نے اس موقع پر بڑی تندہی سے اپنا کام سرانجام دیا"

محمد ظہیر" تم دیکھ لینا چند ہی ساعت میں یوسف اور ہو جائیگا جسوقت لڑائی شروع ہوئی ہے اوسوقت سے ابتک اس نے ایک مقام پر قرار نہیں کیا کبھی ادہر ہوتا ہے اور کبھی ادہر۔ تو دیکھو اب میسرہ والوں کے آگے ہے اور دشمنوں کی صفیں درہم برہم کر رہا ہے کاش ایسے اور سوار ہوتے"

عکرمہ" اب تو انشاء اللہ تعالے ہماری ہی فتح ہے عیسائی دل ہار چکے ہیں۔

محمد ظہیر" اس سے اور مایوسی ہو گئی کہ یوسف نے میمنہ اور میسرہ دونوں جانب کی کوششوں کو بیکار کر دیا۔ اور کوئی انتہا ہے۔ اب نصف سے زیادہ تو کٹ کر گر چکے ہیں جب یہ بھاگیں گے اسوقت دیکھنا ذرا سیدان کو ساعت ہونے دو جہاں تک نظر کام کریگی۔ لاشیں ہی لاشیں دکھائی دینگی۔ بہت مارے جا چکے"

مسعود" اور ملاحظہ فرمایئے ہمنے میمنہ میں جا کے اہل کیتھل کو اور سست کر دیا وہ میمنہ سے بھاگ کے قلب اور میسرہ والوں میں مل گئے اور محمد بھی اپنے سواروں کے ساتھ قلب ہی کی طرف آ رہے ہیں۔ یک شکست تو گویا ہمنے انکو دی"

عکرمہ۔ جی پوری شکست دی! دیکھئے اہل کیتھل بھاگ کھڑے ہوئے!!

محمد ظہیر۔ کیا ہوا؟ یہ آپ سے آپ۔

عکرمہ۔ یوسف نے ان کے سردار کا کام تمام کر دیا۔

سب جوش سرور مین زور سے تکبیر کہتے ہین

محمد ظہیر۔ الحمد للہ۔

عکرمہ۔ خدا نے بڑی بھاری فتح دی اور یہ فتح بھی خاص یوسف کے ہاتھ پر ہوئی یوسف نے اول سے آخر تک جوان مردی دکھائی۔

یوسف خون مین نہلایا ہوا آتا ہے اور سب جوش مسرت سے بغلگیر ہوتے ہین ۔

محمد ظہیر۔ یوسف! تمنے بڑا کام کیا۔ مین اول سے آخر تک تمھاری لڑائی دیکھتا رہا ہون بہادر ہو گے بیٹے خدا نے تمھین کس فرشتے کے عوض مین بھیجا ہے کوئی زخم تو نہین آیا۔

یوسف۔ آپ یہ نہ پوچھین۔ سر سے پاؤن تک زخم ہی زخم ہین۔ سارا بدن چور چور ہو رہا ہے مگر کچھ پروا نہین اللہ وہ غرض حاصل کر دے جسکے لیے یہ قیمتی خون بہایا گیا ہے

محمد ظہیر۔ اب چلو غرناطہ مین واپس چلین۔ جو کچھ غلہ اور سامان ہاتھ آیا ہے عکرمہ اسے اپنی حفاظت مین تم غرناطہ پہونچاؤ۔

سب جاتے ہین

اٹھوان سین

قصر حمرا

امیر المومنین ابو عبد اللہ تقشیری تخت پر بیٹھا ہے وزیر ابو القاسم اور دیگر ارکین دولت دست بستہ کھڑے ہین۔

ابو القاسم۔ امیر المومنین اب تو ہماری امیدین قوی ہو گئین۔ انشا اللہ ہم کامیاب ہونگے

ابو عبد اللہ۔ کیا اور کوئی خوشخبری ہے۔

ابو القاسم۔ کل جو پندرہ سو سوار کوہستانی قصبون کی حفاظت کے لئے محمد ظہیر کی ماتحتی مین بھیجے گئے تھے انھون نے بہت بڑی فتح حاصل کی اور تمام اہل کیتھل کو خاک مین ملا دیا

ابو عبد اللہ۔ الحمد للہ خدا اپنے پاک بندون کی مدد کرتا ہے اس لڑائی مین کون زیادہ نیکنام ہے

ابوالقاسم ۔ وہی نوجوان یوسف ۔ جو اس روز حاضر دربار ہوا تھا ۔ اس نے دشمنوں کے سرگروہ کو مار ڈالا ۔ اول سے آخر تک اہل کیسٹل کی صفیں درہم برہم کرتا رہا جو لوگ لڑائی میں موجود تھے حتی کہ خود محمد ظہیر بن عطار بے انتہا تعریف کرتا ہے ۔ بلکہ اسکی شجاعت پر حیرت کرتا ہے ۔

ابوعبداللہ ۔ ابھی حکم بھیجو کہ موسیٰ اس نوعمر شیر کو لیکے حاضر ہو ایسے لوگ ہماری سلطنت کے زیور ہیں

ابوالقاسم ۔ حضور غرناطہ کو ان پر ناز ہے اور ہمیشہ رہے گا

موسیٰ کے پاس آدمی جاتا ہے

ابوالقاسم ۔ اگر شاہ کیسٹل کو اس دفعہ شکست ہوگی تو پھر مدتوں اسکو ہم پر جرات نہ ہوگی ۔ اہل فرنج ہمیشہ سے ہمارے دشمن ہیں مگر خدا کے فضل و کرم سے ہماری فوجوں نے انھیں ہمیشہ ذلیل و خوار کیا ۔

ابوالقاسم ۔ امیرالمومنین ہماری راحت طلبیوں نے انکے حوصلے بہ نسبت سابق کے اب بڑھا دیے ورنہ انھیں جرات ہرگز نہ ہوسکتی تھی کہ خاص غرناطہ کی دیواروں کے نیچے اپنی فوجوں کو پہونچا دیں ۔

موسیٰ معہ یوسف کے حاضر ہوتا ہے ۔ اور آداب شاہی بجا لا کے دونوں دست بستہ کھڑے ہوجاتے ہیں ۔

ابوعبداللہ ۔ بہادر نوجوان یوسف ۔ تم جیسے بہادر ہو بڑی حیرت تمہاری شجاعت اور دلیری پھر غرناطہ کو اگلے زمانہ کی شجاعتیں یاد دلا رہی ہیں ۔ کئی فتحیں صرف تمہارے حملہ آوریوں سے ہو چکی ہیں اور انشاءاللہ یہ فتح بھی تمہارے ہی خون آشام تلوار کے ذریعہ حاصل ہوگی

یوسف ۔ (ادب سے) صرف امیرالمومنین کا اقبال ہے ورنہ میں غرناطہ کا ایک ناتجربہ کار لڑکا ہوں

ابوعبداللہ ۔ تم تخت کے جان نثار قوم پر روح فدا کرنیوالے وطن کی آزادی کے حامی ہو تمہارا نام ہر دلپر لکھ جائیگا ۔ ہر گھر میں عورتیں تمہارا تذکرہ کیا کریں گی ۔ اور لڑکیاں تمہارے نام کے گیت گائینگی ۔

یوسف ۔ اگر ایسا ہو تو صرف اس وجہ سے ہوگا کہ امیرالمومنین نے مجھے ذلت سے عزت دی اور باوقعت بنا دیا ۔

ابوعبداللہ ۔ اچھا اس دفعہ میں تمہیں موسیٰ کے ماتحت کل فوج کا افسر مقرر کرتا ہوں ۔

یوسف "(ادب سے سلام کرکے) امیر المومنین میں ایک ادنیٰ سپاہی ہوں میں
سچ عرض کرتا ہوں کہ افسری کی مجھ میں بالکل صلاحیت نہیں - اگر حضور مجھے اس خدمت
پر مامور فرمائینگے تو میں وہ تمام خدمات بجالانے سے محروم ہو جاؤں گا - جنکو ایک جریدہ
سپاہی کی حیثیت سے ادا کرتا ہوں"

ابو عبداللہ "نہیں تمہیں یہ عہدہ قبول کرنا چاہئے اگر ایسا ہو تو تمہاری نامنظوری
سے ساتھ سلطنت کی بدنامی ہوگی"

ابوالقاسم "(انگلی سے یوسف کی طرف اشارہ کرکے) اب امیر المومنین نے جو عزت
دی ہے اسے روانہ کرنا چاہئے"

موسیٰ "ہاں! ہاں! دیکھو یوسف یہ گستاخی اور بے ادبی ہے"

یوسف "(تخت کے سامنے دست بستہ) امیر المومنین اگرچہ میں اپنے آپ کو اس
عزت کا مستحق نہیں پاتا مگر تعمیل حکم شاہی میں مجھے عذر نہیں ہو سکتا"

خلعت طلب کیا جاتا ہے"

ابو عبداللہ "یوسف آج سے تم ایک سلطنت کے رکن ہو - یہ ظالم جنہوں نے
تمہارے وطن کو گھیر لیا ہے" انکو جہاں تک ہو سکے کوشش کر کے دفع کرو خدا
بھی تمہیں بہت اجر دے گا - کیونکہ یہ جہاد ہے"

یوسف "(سینہ پر ہاتھ رکھ کے) امیر المومنین - اگر یہ جان تخت شاہی اور وطن
پر قربان ہو جائے تو اس سے زیادہ میرے لیے کوئی فخر نہیں ہو سکتا"

یوسف کو خلعت دیا جاتا ہے

(آداب شاہی بجالا کے) یہ عزت میرے ہی لیے نہیں میرے تمام خاندان کے لیے
باعث ناز ہو گی"

ابو عبداللہ (سب کی طرف خطاب کرکے) اب آیندہ مقابلہ کی نسبت تم سب کی کیا رائے ہے

موسیٰ "میرا ارادہ ہے کہ کل یوسف کو تو یہاں شہر کی حفاظت کے لیے چھوڑ جاؤں
اور خود ایک بہت بڑی فوج لے کے اہل کیسٹل پر عرصہ دنیا تنگ کر دوں ایک
بھی بڑی شکست ان لوگوں کو ہو گئی تو حوصلے پست ہو جائینگے - اور پھر ان سے سوا
اسکے اور کوئی تدبیر نہ بنے گی کہ اپنی باقیماندہ فوج کو لیکے جنگ سے بھاگ جائیں"

ابو عبداللہ: میں نے جو ارادہ کیا تھا۔ اس پر آج تک قائم ہوں۔ تمھیں ان تمام باتوں کا اختیار ہے۔ ملک کی حفاظت اب تمھیں لوگوں کے ہاتھ ہے۔

موسیٰ: (سلام کرکے) اس افتخار پر مجھے فخر ہے۔ اب میں نے تو فیصلہ کر لیا کہ کل تر کے مقابلہ کو جاؤنگا۔ تقدیر جو رنگ دکھائے۔

ابو عبداللہ: جاؤ۔ خدا تمھیں کامیاب کرے

(موسیٰ جاتا ہے اور پردہ گرتا ہے۔)

دوسرا ایکٹ

پہلا سین

غرناطہ کی ایک سڑک

یوسف آپ ہی آپ بکتا ہے

یوسف: خود بخود، شرم! شرم! بیڑا غرق! اب آبرو کہاں! تمام خوشیاں برباد! کل اسپین خاک میں! اگلی عزت پرانی ناموری سب پر پانی پھر گیا! دین پہ نام اسلام۔ ذلیل! ہوا! بادشاہ ایسا بودا! اب ہمت! دل میں قوت ہی نہیں! ساری قوم کا جوش دبا دیا! ایک ہی لڑائی میں دل ہار دیا! لاحول ولاقوۃ! کیا مسلمانوں کو کوئی اور بادشاہ نہیں ملتا؟ یہ ابتک تخت پر کیوں ہے؟ او باغی جاتا ہے! سمجھا جاتا ہے صلح اسطرح ذلت سے درخواست کرکے! شکست کھا کے صلح! غیرت کیا ہو گئی! حمیت کہاں گئی! مر جانا کیوں نہیں پسند کرتا؟ میں ایسے بادشاہ کا خلعت لیکے کیا کرونگا (خلعت جو پہنے ہے۔ اسکی طرف اشارہ کرکے) یہ ذلت کا لباس میں کیوں پہنے ہوں؟ وزیر ابوالقاسم سے کہو (صلح کا پیغام لیکے جاتا ہے۔ وہی یہ خلعت پہن کے جائے) خلعت نہیں سامان ذلت! لعنت کا طوق!

(آہ سرد بھرکے) آہ پیاری صفیہ! میں ابو عبداللہ کا خلعت لیکے کیا کرونگا مجھے تیری رضامندی کا خلعت چاہیے۔ میں نے صرف تیرا قول پورا کرنے کے لیے یہ جانبازی کی۔

کی تھی! افسوس میں چاہے اپنی جان بھی چھوڑ دوں تو اپنی آرزوؤں میں کامیاب نہ ہوں گا
اسلام برباد ہو چکا۔ دین ضعیف ہو گیا۔ دلوں میں وہ جوش ہی نہیں رہا اور دوستی!
بس غرناطہ میں تو میں ایک ہے۔ پیاری صفیہ کی آرزوئیں پوری کرنے میں صرف تو ہی
میرا مددگار ہو سکتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے! آہ زمانہ بدل گیا۔ غرناطہ کا آخری دور اسلام
کی حالت غیر ہو گئی۔ مساجد کی توہین۔ مقابر کا انہدام۔ سب باتیں ہوا چاہتی ہیں۔
آہ میں نے بڑی کوشش کی مگر تقدیر خلاف تھی۔ صفیہ کی امید نہ بر آئی! آخر غرناطہ
کی شکست (آبدیدہ ہو کر) "صفیہ کو کیا منہ دکھاؤں! میں اسکے شوہر ہونے کے قابل ہی کب
ثابت ہوا! پوچھیگی تو کیا کہونگا؟ قسمت نے ناکام رکھا! اب کیا کروں؟ کہاں جاؤں
عزیزوں میں جینے کے بھی قابل نہیں۔ غرناطہ کی بربادی بھی نہ دیکھی جائیگی۔ غریب اور عشق
دونوں ہیں ناشاد! یہ منحوس شہر اب رہنے کے قابل نہیں۔ صحرا اور جنگل یہی جنون خیز
دیوانوں کے لیے مناسب ہیں۔ انہیں میں خوب گذرے گی۔ آزادی بھی اور تنہائی بھی"
(شہر کی عمارت دیکھ کے) غرناطہ مجھے رخصت! پیاری صفیہ! تجھ سے بھی رخصت چلو
جلدی چلو کوئی دیکھ نہ لے۔ ہاں شاید مرا ہم ہو۔ نہیں غرناطہ کی آخری تقدیر مجھ سے
نہ دیکھی جائیگی کبھی نہ دیکھوں گا! قوم بھر کی بے غیرتی۔ تمام مسلمانوں کی بے آبروئی۔
عہد کو توڑنا بے عصمت ہونا! آٹھ سو برس کے مروجہ احکام شریعت کا انہدام۔

کوئی عورت: "کہاں! یوسف کہاں ہے؟"

یوسف: "(سامنے ہو کر) کہیں نہیں۔ جہاں قسمت لیجائے"

عورت: "کیا ہوا کیا؟!"

یوسف: "کچھ نہیں جو قسمت میں تھا"

عورت: "(دل میں) کیا پتھر ہو گیا ہے۔ آخر تیس میں عقل ٹھکانے نہیں رہی! افسوس"
(آواز سے) "آخر کچھ معلوم تو ہو۔ قسمت میں کیا تھا"

یوسف: "شکست تباہی۔ بربادی۔ بیوفائی۔ غرناطہ سب ہو گیا مجھے زیادہ نہ ستاؤ
فرصت نہیں جاؤ۔ غرناطہ میں جس سے چاہو پوچھ لو" (رونے لگتا ہے)

عورت: "بیٹا! میں! یوسف! اسے غافل تو دیکھ مجھے پہچانا نہیں"

[illegible] تقسیم قسمی پڑی ہے کوئی کسی کو نہیں پہچانتا۔ کوئی کسی کا نہیں

عورت :- امیر المومنین کے خلعت نے ایسا مغرور کر دیا۔ اسکی آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھتے

یوسف :- (جھلا کر) خلعت یا شرم کا لباس! بے عزتی کا جامہ! میں کیا کرونگا؟ مجھے ضرورت نہیں اسے۔ خلعت میرے جسم سے نکل ۔۔

خلعت کو پھاڑنے لگتا ہے ۔۔

عورت :- (اپنے دل سے) میں! ایسا وحشی! کپڑے پھاڑنے لگا! بالکل مجنون ۔۔

بڑھ کے ہاتھ پکڑ لیتی ہے

(آواز) :- دیکھو یوسف سنبھلو۔ کیا کرتے ہو؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ ۔۔

یوسف :- (دیکھ کر) میں نہیں پہچانتا اے عورت تو کون ہے؟ کیوں میرا ہاتھ روکتی ہے؟ ۔۔

عورت :- (حیرت سے) مجھے بھول گیا۔ اتنا جلد! ۔۔

یوسف :- ہاں۔ ہاں۔ میں نے پہچانا۔ برقع الٹ کہ میں پہچانوں ۔۔

عورت :- کیا آپ تو صفیہ کے بھی آرزومند ہیں ۔۔

یوسف :- (آہ سرد بھر کر) پیاری صفیہ! وہ میرے دل کی آرزو! وہ ہر وقت میرے دل میں رہتی ہے۔ افسوس میں اسے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ اسکی آرزو نہیں پوری ہوئی۔ میں کچھ نہ کر سکا۔ تقدیر نے دشمنی کی۔ اسلام کو شکست۔ غرناطہ کا زوال سب آفتیں سر پر نازل ہو گئیں میں اپنی پیاری صفیہ سے نادم ہوں۔ آہ۔

عورت :- مجھے پہچانتا ہے؟ ۔۔

برقع الٹ دیتی ہے۔

یوسف :- اہاہ۔ زینب! میری رفیق! میں نے بالکل نہیں پہچانا۔ آہ زینب میں پیاری صفیہ سے نادم ہوں۔ اس سے کہو کہ یوسف تمہاری شرط نہ پوری کر سکا ۔۔

زینب :- یوسف تم تو بڑے بہادر ثابت ہوئے۔ جان لڑا دی گھر گھر دھوم ہو گئی ۔۔ سارا غرناطہ تمہارے نام کا عاشق ہو گیا۔ اب اس سے زیادہ کیا شرط پوری کرتے ۔۔

یوسف :- مگر نتیجہ کیا ہوا یہی کہ کل سے غرناطہ پر عیسائیوں کی حکومت ہوگی۔ مسلمان ذلت سے ادھر ادھر جان چراتے پھرینگے بادشاہ بودا ہو تو کوئی کیا کرے۔ صلح کرتا ہے وہ بے شکست کھائے۔ دینے تمام حقوق اپنی ساری عزت اسلام کی وقعت کھو کے۔ آہ میں نے کیا خاک صفیہ کی شرط پوری کی؟ ۔۔

زینب :- یہ تقدیری معاملات ہین - اس مین تمھاری کیا خطا! تم نے اپنا عہد پورا کردیا۔ صفیہ تم سے خوش ہے - وہ تم پر ناز کرتی ہے تمھارے دیکھنے کی مشتاق ہے

یوسف :- (بشاش ہوکر) اوھین تم مجھے بہلاتی ہو۔ صفیہ کا مین نے کیا دل پورا کیا جو وہ مجھ سے خوش ہوگی!!

زینب :- تم جبتک جہاد کرتے رہے وہ روز روز تمھاری خبرین دریافت کرتی رہی اسے ہر روز کی خبر پہونچ جاتی تمھاری بہادریان سنکے خوش ہوکر اور بجبر ہو ہو کے سُنتین مجھ سے کئی دفعہ کہہ چکی ہے یوسف کو اپنے گھر مین لا کے مجھے ایک نظر دکھا دو - پندرہ بیس روز سے مین تمھین تلاش کررہی ہون - چلو اسی وقت میرے گھر چلو!!

یوسف :- اس ناکامی کے ساتھ مین اپنی پیاری صفیہ کو کیا منھ دکھاؤن اپنے نزدیک تو مین اُسکے ملنے کے قابل ہی نہین -

زینب :- نہین ہر طرح تم ایسے ثابت ہوے کہ صفیہ تم پر ناز کرے - چلو اب بازار مین زیادہ ٹھہرنا بے عزتی ہے چلو جلدی چلو!!

یوسف :- کیا چلون بادشاہ کے بودے پن نے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا - مجھے ہر وقت وہان کی فکر لگی رہتی ہے - دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے!!

زینب جو خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا اب تمھین اس غم مین مبتلا رہنے سے کیا فائدہ چلو تمھین اُسکا بھی خیال نہین کہ صفیہ منتظر ہو گی (دونون جاتے ہین)

دوسرا اسین

زینب کا مکان

صفیہ بیٹھی زینب کا انتظار کررہی ہے

صفیہ :- (آپ ہی آپ) زینب آج کہان گئین کہ اتنی دیر ہوئی ابتک پتہ نہین وہ تو کبھی اتنی دیر نہین ٹھہرتی تھین میرے ہان اگرچہ وہ بہت دیر بیٹھی رہین مگر اتنی دیر آج تک کبھی میرے ہان بھی نہین ٹھین آج تو جیسے وہ گھر مین آنا ہی بھول گئین خدا جانے کہان جا کے بیٹھ رہین۔ اسی ایسی جگہ جانا تھا تو مجھ ناحق لایا مگر کچھ سمجھ مین نہین آیا وہ تو کہین زیادہ ٹھہرتی ہی نہین - میرا یوسف نہ ملگیا ہو نہین وہ کہان وہ تو میدان -

جنگ مین بہادری دکھا رہا ہوگا - یا شہر کی فصیل سے دشمنون پر تیر چلانے مین مصروف
ہوگا - آہ وہ کیسا شریف اور کیسا عمدہ لڑکا ہے - مین نے ایک ذرا اشارہ کیا تھا
وہ جان تک دینے پر تیار ہو گیا - ایک ذرا سی پھانس چبھ جاتی ہے تو انسانکو گھڑی بھر چین -
نہین پڑتا - مگر میرا یوسف روز خدا جانے کتنے زخم کھایا کرتا ہے اور لڑائی سے منہ
نہین موڑتا - مین نے صرف اتنا دریافت کرنے کے لیے اسکا امتحان لیا تھا کہ دیکھون
اُسکی ہمت اور اسکا حوصلہ کیسا ہے مین یہ بھی دیکھنا چاہتی تھی کہ اُسکے دل مین وطن اور
دین کی محبت ہے یا نہین - مگر وہ امتحان مین ایسا ثابت ہوا کہ آج غرناطہ مین کوئی
اُسکا جواب دینے والا نہین ہے حقیقت مین اب تو اگر مین اسکی بیوی ہون تو اسکے لیے
باعث عار ہوگا وہ قدیم خیالات اسکے دل مین باقی رہے ہون گے؟ وہ نہین معلوم اب
بھی مجھے چاہتا ہے یا نہین - میرا اب کہان ایسا رتبہ کہ اسکا سا شریف نوجوان مجھے اپنا
کف بنائے - مگر نہین وہ میری محبت سے دست بردار نہ ہوا ہوگا - اسلیے کہ وہ ایک شریف
اور قول کا پورا ہے - وہ اب بھی میرا عاشق ہوگا - کیا یہ نہین ہو سکتا کہ شتاب مجھے بھلا کے
وہ میری عاشقی کر چکا - اب مین اسکے عشق کا دم بھرون - مگر آہ! عشق - بہت
دشوار چیز ہے اسکی مصیبتین جھیلنے کے لیے یوسف ہی کا ایسا شریف اور متحمل انسان
چاہیے - مین اسکا سا دل - اسکی سی ہمت - اسکا سا جوش کہان سے لاؤنگی"
مگر جو کچھ ہوا تو مین اسکی عاشق ہون اختیار کی چیز نہین ہے . آہ! اب تو
مجھ سے اسکے فراق کی مصیبت نہین برداشت کیجاتی - ہزار رکتی ہون - ہزار ضبط
کرتی ہون - مگر یہ دل خواہ مخواہ بیتاب ہی کیے دیتا ہے خدا کرے زینب کو میرا
یوسف مل گیا ہو"

کسی کے پاؤن کی چاپ سی جاتی ہے -

(چونک کر) رہ کیا زینب میرے یوسف کو لے آئی"

زکیہ آتی ہے

ز - زکیہ تمہاری ماں جان کہان گئین؟ اتنی دیر ہو چکی ابتک نہین آئین - انتظار
مین مین کبتک بیٹھی رہون؟
زکیہ - خدا جانے کہان گئی ہین - اتنی دیر تو انہین کبھی نہین ہوتی تھی"

صفیہ:- تو اب میں جاتی ہوں۔ وہ آئیں تو کہہ دینا کہ صفیہ آئی تھی دیر تک انتظار کرتی رہی آخر اکتا کے چلی گئی۔

زکیہ:- ابھی بیٹھئے۔ اب آتی ہی ہونگی۔

صفیہ:- نہیں میں جاؤنگی۔

صفیہ برقع اوڑھ کے جاتی ہے

زکیہ:- (خود بخود) دیکھو آج خدا نے کتنے دنوں کے بعد صفیہ آئی تھیں۔ مگر اماں جان ایسی جا کے بیٹھ رہیں کہ آخر وہ چلی گئیں۔ آج ہی انہیں بھی بیٹھ رہنا تھا۔ میں کئی دفعہ اُنسے کہہ چکی تھی کہ صفیہ کو کس روز سے آئے آج وہ آئیں تو یہ۔

صفیہ ناز و ادا سے پھرتی کے ساتھ پھر آ جاتی ہے۔

صفیہ:- زکیہ زینب آتی ہے۔ اور اُنکے ساتھ مرا پیارا یوسف بھی ہے میں اودہ کے کمرے میں جا کے چھپ رہتی ہوں۔ تم خبردار نہ بتانا۔ شاید مجھے آتے دیکھ لیا ہو اور تم سے پوچھیں تو اپنا نام ہے دینا کہ میں کہیں جاتی تھی میں تو برقع اوڑھے ہوئے تھی۔ پھر مجھے پہچانا تھوڑا ہی ہوگا۔ اچھا دیکھو بتا نہ دینا۔

صفیہ دوڑ کے دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہے اور زکیہ مسکرانے لگتی ہے

زکیہ:- (خود بخود) میں کیوں بتانے لگی۔ چاہے صفیہ شام تک بیٹھی رہیں مگر اماں جان و یوسف کہاں مل گئے۔ سنتی ہوں کہ وہ رات دن لڑائی میں مشغول رہتے ہیں۔

یوسف اور زینب دونوں آتی ہیں۔ زینب برقع اتار کے کھونٹی پر لٹکا دیتی ہے۔

زینب:- زکیہ کیا تم کہیں جاتی تھیں۔

زکیہ:- نہیں میں تو کہیں نہیں جاتی تھی مگر ہاں آپ کو آنے میں ایسی دیر ہوئی کہ کئی دفعہ گھبرا کے میں باہر گئی۔ اور دیکھا کہ آپ آتی ہیں یا نہیں۔ ابھی ابھی تیسری دفعہ گئی تھی مگر میں نے تو آپکو نہیں دیکھا۔ کیا آپ نے مجھے دور سے دیکھ لیا تھا۔

زینب:- تو کیا برقع اوڑھ کے گئی تھیں؟ میں تو سمجھی کہ اکیلا چھوڑ کے تم کسی کام کو جاتی ہو

زکیہ:- نہیں جاتی کہاں؟ ہاں برقع اوڑھ لیا تھا۔ کیونکہ یوں باہر جاتے شرماتی ہے

زینب:- یوسف اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ کیا آخر تک لڑائی میں مصروف رہو گے؟ ابا جو کچھ کام اسکو چھوڑ دو۔ خدا نہ کرے کہیں دشمنوں نے ایک جرکا لیا تو۔

ساری آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ جس غرض کے لیے تم نے میدان جنگ میں قدم رکھا تھا وہ حاصل ہو گئی تمھاری صفیہ تمھارے لیے بیتاب تمھارا خیال ہر وقت اسکے دل میں رہتا ہے بے تمھیں یاد کئے چین نہیں پڑتا پہلے تم اسکے ہجر میں جسقدر بیتاب تھے وہ اب اس سے زیادہ تمھارے لیے بیتاب ہے"

یوسف "آہ سرد بھر کے زینب! افسوس میں اپنی جان صفیہ کی شرط تو پوری ہی نہیں کر سکا اُسے کیا منہ دکھاؤں۔ جس کام کے لیے اس نے مجھے بھیجا تھا۔ آہ میں اُسے بالکل بگڑا ہوا چھوڑ آیا ہوں اہل کیسٹل غالب آگئے سلطان کی شکست ہو گی

زینب "اب امیر المومنین کا کیا ارادہ ہے"

یوسف "صلح۔ دیتے ہیں۔ اپنا ملک عیسائیوں کی سپرد کر کے اب دیکھنا ہم سبکو اپنے وطن میں رہنا دشوار ہو جائیگا"

زینب "کیا تمام مسلمانوں نے جو غرناطہ کی قوت بازو تھے ہمت ہار دی؟ سب ذلت گوارا کرینگے

یوسف "سب نے گوارا کر لی کسی میں غیرت نہیں"

زینب "اچھا صفیہ کی اسمیں کیا خطا؟ تم نے اوسکی محبت کیوں چھوڑ دی؟"

یوسف "پیاری صفیہ کی محبت! بھلا وہ میرے دل سے نکل سکتی ہے؟ کبھی نہیں اوسکی محبت جان کے ساتھ ہے"

زینب "تو میں اسے بلا بھیجوں؟ وہ مشتاق ہے"

(زکیہ سے) "زکیہ صفیہ نہیں آئی ابتک؟ انھوں نے آج آنے کا وعدہ کیا تھا"

زکیہ اماں جان آج تو نہیں آئیں اور روز بہت دنوں سے نہیں آئیں۔

زینب "مگر آج اونھوں نے وعدہ کیا تھا۔ اچھا تم جاؤ۔ انھیں چپکے سے یہاں بلا لاؤ"

یوسف "(گھبرا کے) مگر مجھے انکا سامنا کرتے شرم آتی ہے"

زینب "اب زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ ساری شرم جاتی رہیگی کیا اس شرم کیوجہ اُس بیچاری کو حیران کروگے؟ تمھیں اُسکے ساتھ ایسا سلوک نکرنا چاہیے۔ اُسنے وفاداری سے تمھارا خیال رکھا۔ یہ خیال پہلے تو صرف تمھاری بیتابیوں کو دیکھکے اسکے دل میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن اب اسی پر رحم کرنے لگے وہ اب کسیوقت تمھارا خیال بھولتی ہی نہیں"

یوسف "افسوس! مجھ سے اس سے چار آنکھیں کیونکر ہونگی۔ اور زینب اب تو میں اپنی زندگی سے

بیزار ہوں سوائے اسکے کہ شہر غرناطہ کے پھاٹک سے نکل کے دشمنوں پر حملہ کروں
اور اُنکے ہاتھ اپنی جان دیدوں اور کچھ نہیں سوجھتا ۔

زینب ۔ زکیہ۔ تم تو جاؤ میں انکو سمجھاؤں گی ۔

زکیہ جانے کا سامان کرتی ہے ۔

یوسف ۔ مگر اب مجھے جانے دو۔ زینب تم مجھے ذلیل کروگی۔ سچ کہتا ہوں میں اپنی
معشوقہ صفیہ پر دل و جان سے قربان ہوں۔ اس کی ہر ادا پر جان دیتا ہوں
اصل میں اسکا عاشق ہونے کے قابل نہیں ہوں۔

زینب ۔ ہائے افسوس اب تمہیں کیا ہوگیا۔ کس نے تمہارا دل پھیر دیا ۔

یوسف جانے کیلیے اٹھتا ہے

زینب ۔ آخر اب یہاں سے کہاں جاؤگے ۔ کچھ معلوم تو ہو ۔

یوسف ۔ کہہ تو دیا کہ اپنی پیاری نازنین صفیہ کے حکم - اپنے وطن غرناطہ کی حفاظت
اور اپنے مذہب کی آزادی بچانے پر اپنی جان دیدونگا یا تو کافر ہی ہونگے یا میں ہی ہونگا

صفیہ دوسرے کمرے سے نکل آتی ہے

صفیہ ۔ دیکھو [illegible] دیکھو زینب انہیں جانے نہ دینا۔ اور اگر حقیقت میں
جانا ہے تو پہلے مجھکو [illegible] اپنے ساتھ لیتے جائیں ۔

یوسف یہ سنکر ٹھہر جاتا ہے ۔

زینب ۔ صفیہ تم یہاں [illegible] ۔

صفیہ ۔ بڑی دیر سے یہیں کھڑی تھی۔ تمہاری سب باتیں سن رہی تھی۔ جب مجھ سے
نہ ضبط ہو سکا تو نکل آئی۔ شرم سے مجھے کسی طرح جرات نہ ہوتی تھی کہ انکے سامنے
کوئی لفظ زبان سے نکالوں۔ یہ آخری وقت تھا جبکہ میں کسی طرح زندہ نہیں
رہ سکتی [illegible] جب تک جناب یوسف میرا دامن ہرگز نہیں چھوڑ سکتا ۔
اگرچہ یہ نامرادی کی موت ہوگی مگر میں اسے وصال کی سمجھونگی۔ میں اپنا ہاتھ نہیں چھوڑوں

زینب ۔ (خود بخود آہستہ) اب تو صفیہ خود آگئی وہ آپ سمجھا لیگی۔ میرے سامنے دونوں کو
حجاب ہوگا۔ بہتر ہے ذرا میں یہاں سے ٹل جاؤں۔ تو دونوں اپنے دل کا جوش نکال لیں ۔

زینب ۔ زکیہ بی ذرا ادھر چلو۔ مجھے کچھ تم سے کہنا ہے ۔



زنس[illegible] جاتی ہے اور دیر تک یوسف اور صفیہ ایک دوسرے کی صورت دیکھا کرتے [illegible]

یوسف:۔ پیاری صفیہ۔ مین کن آنکھون سے تمھاری صورت دیکھون! یہ آنکھین وہ سامان دیکھ آئی ہین جو قیامت تک تمھاری آرزو نہ پوری ہونے دیگا!

صفیہ:۔ (شرم سے) نہین یہ نہ کہو!

یوسف:۔ مین سچ کہتا ہون!

صفیہ:۔ (دبی زبان سے) خدا نہ کرے۔ کیون؟ میری آرزو کیون نہ پوری ہوگی؟ اب اس سے زیادہ کیا آرزو پوری ہوگی کہ تم آنکھون کے سامنے بیٹھے ہو!

یوسف:۔ تمھاری وہ آرزو جسکے پورا کرنے کے لیے مین اپنی جان ہتیلی پر لیکے گیا تھا!

صفیہ:۔ وہ کونسی آرزو ہے؟

یوسف:۔ غرناطہ کی فتح۔ کافرون کی شکست!

صفیہ:۔ نہین۔ نہین۔ اب مین یہ نہین چاہتی!

یوسف:۔ (حیرت سے) تم نہین چاہتین کہ غرناطہ دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رہے؟!

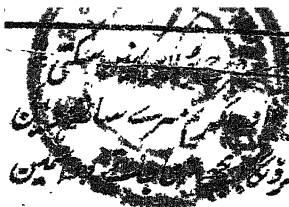
صفیہ:۔ (شرم سے) مین چاہتی ہون مگر!

یوسف:۔ مگر کیا؟!

صفیہ:۔ (دبی زبان سے) تمھین کھوکے نہین!

یوسف:۔ تمھین نہین معلوم کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا؟ ہر ایک کی بے عزتی۔ تمام شریفون کی بے عزتی دین کی توہین۔ مسلمانون کی تحقیر شریفونکی خرابی۔ بیسیونکی خانہ بربادی یہ سب باتین تمھین گوارا ہین؟ اسوقت مین مر جاؤن تو کیا ہوا؟ کچھ نہین پیاری صفیہ تم معشوقہ ہو تمھاری ادائین دلستان ہین۔ مردون کی قربانی پر تمنا چاہئے کیا تم نے نہین سنا کہ عالمگیر حسن پا کر عشاق قربان ہوجایا کرتے ہین؟ اسیطرح مجھے اجازت دو اپنی جان تم پر فدا کردون۔ اس ذلت سے نہین جسطرح بعض نادان عشاق خدا کرتے ہین۔ بلکہ اسطرح کہ مین غرناطہ کی حمایت کیلیے غنیم کی فوج پر حملہ کرون اور لڑتے لڑتے کافرون سے یا غرناطہ کو آزاد کراؤن اور یا مین خود ان مصائب سے نجات دون!

صفیہ:۔ (آبدیدہ ہوکر) یوسف اگر تم نے یہی دل مین ٹھان لی ہے تو مجھے بھی اپنے ساتھ



لیتے چلو، کیونکہ میں تمہارے خیال کو اپنے دل

یوسف :- (جرشے سے) تم میدان جنگ میں چلو گی

تو میں تمہاری صورت دیکھوں گا یا کافروں کا مقابلہ کرونگا ... نہیں

میری اور تمہاری دونوں کی ناموری ہوگی"

صفیہ :- نہیں ایسی ناموری سے باز آئی۔ خدا کے لیے یوسف مجھے زیادہ مایوس کرو"

صفیہ یوسف سے لپٹ کر رونے لگتی ہے"

یوسف :- اچھا تم رو موقوف کرو میں اب وعدہ کرتا ہوں کہ نہ جاؤنگا۔ ہرگز نہ جاؤنگا

افسوس تمہاری محبت نے مجھے بودا بنا دیا خود میرا دل ہی اب میدان جنگ میں جانے سے

پس و پیش کرتا ہے۔ مگر افسوس میں نے تو اپنے دل میں ٹھان لی تھی کہ جہاد کے میدان

میں اپنی جان دونگا"

صفیہ :- میں تمھیں روکتی ہوں مگر ہاں اتنا کہتی ہوں کہ جو تمہارا خیال ہوگا وہی میرا

خیال ہوگا۔ اگر اب زندگی سے تم تنگ آگئے ہو تو میں بھی تنگ آگئی ہوں"

یوسف :- نہیں میں اپنے ارادے سے باز آگیا۔ اب یہ زندگی تمہاری نذر ہے۔

پیاری صفیہ۔ اسے تمہاری ناز برداری میں صرف کرونگا۔ مگر نہیں بس اب رونا موقوف

کرو دیکھو تمہاری بیتابی دیکھ کے میرا دل قابو سے نکلا جاتا ہے"

یوسف صفیہ کے آنسو پونچھتا ہے اور صفیہ کچھ آہستہ آہستہ الگ

ہٹ کے بیٹھ جاتی ہے

یوسف :- مگر ہماری زندگی اب بڑی ذلت کی حالت میں گذریگی۔ اچھا ہم تم دونوں

وطن چھوڑ کے ملک مغرب میں چلے چلیں یہ زندگی وہاں شاید کچھ اطمینان سے گذر جا

یہاں تو اب اسلام پر ادبار طاری ہے"

زینب آجاتی ہے

زینب :- یوسف کہو اب کیا ارادہ ہے بیٹا"

یوسف :- اپنے ارادہ پر کیونکر میں قائم رہ سکتا تھا جبکہ پیاری صفیہ خلاف تھی

تو میں انکے حکم کا تابع ہوں جو انکی رائے ہو وہ میری رائے ہے۔

زینب :- تو اچھا - اب جو مین بتاؤن اُسپر عمل کرو تم دونون ایک دوسرے کے فراق مین انتہا سے زیادہ بیتاب و بیقرار ہو "

یوسف :- بیتابی کا حال تو خدا کو خوب معلوم ہے جب گذشتہ ایام فراق کو یاد کرتا ہون تو مجھے حیرت ہو جاتی ہے کہ اتنی مدت کیونکر گذر گئی - اور اتنی بیتابی اور بیتابی پر ایسی مایوسی دل مین پیدا کہ جان دینا بہ زندہ رہنے سے آسان معلوم ہوتا ہے "

صفیہ :- (دبی زبان سے) ہان زینب تم کیا کہتی تھین -

زینب :- میرے نزدیک تو جہانتک جلد ہو سکے اب تمھارا نکاح ہو جائے کوئی دن معین کر دین اُس روز قاضی صاحب کو اور ان کے دو چار دوستون کو بلا لونگی وہ اکے نکاح پڑھ دینگے اور کسی کو کانون کان خبر بھی نہوگی "

یوسف :- میرے لیے تو اس سے زیادہ کس بات مین خوشی ہو سکتی ہی اگر وہ تمنا پوری ہو گئی جس سے بڑھ کے عمر بھر مین کبھی کوئی اچھی تمنا میرے دل مین آتی نہین خدا کرے میری دلربا صفیہ بھی منظور کرے "

زینب :- کیون صفیہ تم راضی ہو نہ "

صفیہ :- (گردن جھکا کے اور شرم سے) کیا تم جانتی ہو کہ میرا دل اس خوش قسمتی کی بات سے مجھے انکار کرنے دیگا " لیکن اگر ابا جان کو اطلاع کر کے ایسا ہوتا تو زیادہ اچھا تھا "

زینب :- وہ ہرگز منظور نکرینگے "

صفیہ :- وہ یوسف کو بُرا سمجھتے ہین ؟ نہین میرے یوسف سے زیادہ لائق اور شریف سارے بغداد مین تو کوئی ہے نہین زینب وہ کبھی نہ انکار کرینگے - بلکہ ان سے قرابت پیدا کرنا باعث افتخار ہوگا "

زینب :- نہین مین یہ نہین کہتی کہ ان سے نکاح کرنا پسند نکرینگے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ لڑائی نے کل اہل اسلام کو اس درجہ پریشان کر دیا ہے کہ آج کل اس قسم کی کاروائیون کو کوئی نہ پسند کرے گا "

صفیہ :- اچھا تو تمھین اختیار ہے مین جو تم سے کہونگی اسکے خلاف نکرونگی "

زینب :- تو اچھا - آج کون دن ہے - منگل - بدھ جمعرات جمعہ - بس جمعہ کے روز نکاح ہو جائے مین یہان سب سامان کر لونگی تم ضرور آ جانا - یوسف دیکھو -

ایسا نہ ہو کہ تم غائب ہو جاؤ۔ ان دنون تمھارے مزاج مین وحشت زیادہ بڑھتی جاتی ہے
یوسف ۔ مین اپنے ساتھ دشمنی کرونگا! یہ میری تو یہ عین کامیابی ہے ضرور اونگا بلکہ
پہلے سے مین یہان موجود رہونگا۔
زینب ۔ تو بس اب طے ہو گیا۔ اگر کچھ عذر ہو تو اسی وقت کہدو۔
یوسف ۔ کچھ عذر نہین۔
زینب ۔ صفیہ اب تمھارے گھر مین تمھارا انتظار ہو رہا ہوگا بیٹی تم اب جاؤ۔ اور دیکھو
اس روز کوئی معقول بہانہ کرکے آنا۔ کیونکہ خواہ مخواہ دیر تک ٹھہرنا ہوگا۔
صفیہ ۔ (شرماکر) اچھا اب مین جاتی ہون۔

صفیہ چلی جاتی ہے۔

یوسف ۔ تو اب مین بھی جاتا ہون۔
زینب ۔ کہان جاؤگے۔
یوسف ۔ ذرا مین سردار موسے بن ابیل کے پاس جاؤنگا دیکھون کیا فیصلہ ہوگا۔
سب جاتے ہین۔

تیسرا سین

غرناطہ کے قریب ایک گانون یوسف کا گانون

یوسف اپنے مکان کے دروازے سے نکل کے سڑک پر جا رہا ہے۔

یوسف ۔ (آپ ہی آپ) کیا نا زمانہ ہے۔ جدھر دیکھو بدقسمتی ہی نظر آتی ہے۔ والد
اور والدہ دونون نے جواب دیدیا! اُن سے ایسی امید تھی۔ مگر میرے دل کی بیتابی کا
حال انھین نہین معلوم۔ ورنہ اس صفائی سے انکار نہ کرتے۔ خیر ادھر سے تو جواب ملگیا
اب روپیہ کا انتظام کہان سے ہو۔ میرے پاس تو ایک کوڑی بھی نہین۔ پرسون ہی
نکاح ہے۔ مہر کا روپیہ کیونکر ادا کرونگا کچھ ادھر بھی خرچ ہوگا۔ شاہی خزانہ سے
کچھ ملنے کی امید نہین۔ وہان آجکل روزانہ مصارف اور مخارج مین بھی تنگی ہو رہی
ہے کیا کرون ہا! ایک شریف آدمی سے تو چوری بھی نہین ہو سکتی ورنہ یہی کرتا۔ کسی
ایسے شخص سے بھی ملاقات نہین جس سے کچھ قرض لے سکون اور ہوتا تو وہ بھی

آجکل کچھ نہ تیا۔ ان دنون تو سب کی بے اعتنائی ہو گئی ہے کیسکو کیسکا اعتبار نہین ہا یون اگر روپیہ کا کچھ انتظام نہ ہوسکا تو کیا کرونگا۔ مجھ سے تو نہ دیکھا جائیگا۔ ٹال جاؤنگا۔ مگر یہ کوئی اور معاملہ نہین ہے۔ میری پیاری صفیہ وہان اسکے مجھے نہ پائیگی تو اسکے دل مین خدا جانے کیا کیا خیال آئینگے یہ بہت اچھا فیصلہ تھا کہ اسکے عشق مین اپنی جان دیدیتا۔ اور عزت سے۔ مگر افسوس خود اسکو گوارا نہ ہوا میری معشوقہ وفادار ہے لوگ معشوقون کا دل سخت کہتے ہین مگر اوسکا دل تو بہت نرم ہے کسیطرح اسپر نہ راضی ہوئی کہ اسپر قربان ہو جاؤن لیکن اب تو مین عجب بلا مین پھنس گیا کچھ نہین سمجھ مین آتا۔ کہ کیا کرون"

سلمہ آتا ہے

مسلمہ "اخاہ! یوسف! کس سوچ مین؟ ادھر دیکھو۔ السلام علیک

یوسف "(ادھر دیکھ کے) علیک سلام۔ سلمہ کہان سے آتے ہو؟"

مسلمہ "گھر ہی سے آتا ہون تمنے تو بڑا نام پیدا کیا! دنیا بھر مین دھوم ہو رہی ہے"

یوسف "کیا خاک پیدا کیا غرناطہ کی قسمت ڈبونے گیا ڈبو آیا"

مسلمہ "کیون؟ کیا ہوا؟"

یوسف "سلمہ تمنے تو بے تکلفی ہے اسوقت مین ایک اور فکر مین ہون پھر ملاقات ہو گی تو تمام حالات بیان کرونگا۔ لیکن خدا کے لیے اسوقت مجھے تنہا ہی چھوڑ دو"

مسلمہ "آخر بتاؤ تو کہ تم پر کیا فکر سوار ہے شاید مین بھی کچھ رائے دیسکون"

یوسف "نہین تم سے کہنے کے قابل بات نہین ہے شاید کسی اور کے کان تک پہونچ جائے تو پھر غضب ہو جائے"

مسلمہ "یوسف استغفر اللہ! تم مجھے ایسا غیر سمجھتے تھے تو مجھ سے ملاقات کیون رکھی؟ تمنے مجھے اس قابل بھی نہ سمجھا کہ دوستون کا راز دار ہون"؟

یوسف "خفا ہونے کی بات نہین ہے۔ یہ بڑا نازک معاملہ ہے۔ اور تم میان میرے گھر سے قریب ہی رہتے ہو۔ کہین اتفاقاً تمھاری زبان سے نکلجائے اور وہان تک پہونچ جائے تو مجھ سوا اسکے کہ زندگی سے ہاتھ دھوؤن اور کوئی ترکیب نہ بنے گی"

مسلمہ "ابتک یہی کہے جاتے ہو کہ تمھارا راز آشکار کرونگا"

یوسف — نہیں میں تم سے نہیں ڈرتا ہوں مسلمہ مجھے تمھاری نسبت بے اعتباری نہیں ہے اگر میں ڈرتا ہوں تو زمانہ سے اتفاق زمانہ ایسی چیز ہے کہ انسان ہزار احتیاط سے کام لے مگر زک اٹھانی ہی پڑ جاتا ہے ان دنوں میں دیکھتا ہوں کہ زمانہ میرا دشمن

مسلمہ — آخر تم اس درجہ مایوس کیوں ہوئے جاتے ہو۔

یوسف — اچھا سنو اب تم اصرار ہی کرتے ہو تو میں صاف صاف بیان کئے دیتا ہوں ایک پری جمال نے شعبدہ کی ادا اور تیغ سے میرا دل چھین لیا کیا کہوں کہ اسکی نگاہ ناز نے کیا اثر کیا میری بیتابیاں روز بروز ترقی کرتی گئیں۔ آخر اس حور وش نے مجھے حکم دیا کہ تم جاکے کافرون سے مقابلہ کرو اور غرناطہ کو دشمنان دین کے دست ظلم سے بچاؤ اسکا اشارہ پاتے ہی میں نے جہاد شروع کیا جسکا حال تم نے بھی سنا ہوگا۔ غرناطہ کی بربادی اور شکست نے مجھے اس درجہ پریشان کردیا تھا کہ میں نے مایوس ہوکے قصد کیا کہ کافرون سے لڑکے اپنی جان دیدون مگر میری وفاداری پر اب میری نسبت ایسی محبت ظاہر کرتی ہے کہ مجھے سوا دسکی نار بربادی کی [illegible] میں آتا۔ وہ محسوس کرتی ہے جبتک [illegible] اس سے نکاح کرلوں تاکہ مجھے سعید ہوکر پیرون عقد ہوگا مہر وغیرہ میں اور بہم کی بھی کچھ کمی ہوگی اُسے [illegible] ہم شادی کا قطعی انکار کردیا والدہ منظور کرتے ہیں اور شہ والدہ ہی ناخوش ہیں کیا کوئی ایسی [illegible] میں نہیں آتی

مسلمہ — مجھے تمھاری شادی کا حال سنکے بڑی خوشی ہوئی مگر اتنا [illegible] کا بندوبست ہونا آجکل دشوار ہے۔

یوسف — تم ذرا دشوار کہتے ہو میرے نزدیک تو ہوہی نہیں سکتا۔

مسلمہ — نہیں ایک تدبیر ہے اب کون تم معمولی آدمی نہیں ہو غرناطہ کے ہر شخص کو تمھارے ساتھ ہمدردی ہوگی اگر تم وہاں جاؤ اور وہاں کے شیوخ اور عمائد سے کچھ مدد مانگو تو ممکن نہیں کہ وہ لوگ تمھاری اعانت نکرین۔

یوسف — یہ سچ ہے مگر اس زمانے میں کسیکو کسی سے ہمدردی نہیں ساری قوم پر کا اعتبار جاتا رہا۔ اور اب اوبار طاری ہوگیا ہے اور بار کے زمانے میں نااتفاقی سے بے اعتباری سب ہی قسم کی خرابیاں پیدا ہوجایا کرتی ہیں اور تم دیکھ لینا روز بروز بدتر ہوتی جاسکی

مسلمہ — مگر تو ان لوگوں میں نہیں ہو جن پر اعتماد نہ کیا جائے سردار موسیٰ وغیرہ تمھاری

ضرور اعانت کرینگے۔ تم جاؤ۔ دیکھو تقدیر کیا رنگ دکھاتی ہے"

یوسف: تم کو سمجھانے کی غرض سے چلا جاؤں مگر مجھے امید نہیں"

مسلمہ: ضرور جاؤ"

یوسف: اچھا میں اسوقت جاتا ہوں۔ لیکن تم اس راز کو کسی کے سامنے نہ بیان کرنا

مسلمہ: یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے اب تمھیں میرا بالکل اعتبار نہیں رہا"

یوسف: اچھا تو اب جاتا ہوں"

(جاتے ہوئے) السلام علیکم"

مسلمہ: وعلیکم السلام"

دونوں ادھر ادھر چلے جاتے ہیں

چوتھا سین

خواجہ کا ایک کمرہ

یوسف تنہا بیٹھا ہے

یوسف: (آپ ہی آپ) یہاں چلے تو آیا مگر کسی سے کچھ امید ہو سکتی ہے؟ کسی سے نہیں یہ وقت مدد کا ہے وہ مسلمہ ہے جس نے ہزار کہا مگر اسکو کسیطرح یقین نہیں آتا اسی نے مجھے مجبور کرکے غرناطہ میں بھیجا۔ آہ۔ افسوس عاشق کی ہستی بھی کیا چیز ہے جس کھانیوالے دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں اور کوئی بھی پیاری صفیہ کا عاشق ہو تو وہ جانے کہ میری بیقراری جائز ہے یا ناجائز۔ نہیں نہیں خدا نکرے کہ کوئی اسکا عاشق ہو اگر وہ میرا رقیب ہی تو ہوگا اگر ہو بھی تو پیارا کام صفیہ مجھپر اسے ترجیح نہ دیگی۔ اچھا پھر اب کہاں جاؤں وہ تمام سرداران مسیحی جنکی لڑائی میں جانبازی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ کیا انہیں سے کوئی میرا ساتھ دیگا۔ مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ لڑائی کا کیا حشر ہو دیکھئے کس پہلو پر ہوتی ہے شہر میں روز نئی خبریں اڑا کرتی ہیں انکا کیا اعتبار افسوس اب تو عبداللہ شاہ غرناطہ کو بھی کوئی امید نہیں رہی کیونکہ اپنے بہادروں کے حملے سے [illegible] کچھ [illegible] اچھا چلو زینب سے چل کے اس بارہ میں کچھ مشورہ کروں صرف وہی ایک [illegible] ہے جو میری مدد کر سکتی ہے اور کچھ بندوبست نہ ہو سکا تو اس سے"

کہدونگا کہ مین نے پھر وہی راے اختیار کرلی۔ اور عیسائیون سے مقابلہ کرنے جاؤنگا
افسوس۔ عشاق کی قسمت کیسی بُری ہوتی ہے" اب پیاری معشوقہ وفادار اور
محبت کی قدردان ہے تو قسمت نے عداوت پر کمر باندھی! ہاے مین کس مایوسی
سے جان دونگا۔ اور اگر ایسا ہو تو اُسکے نازک دل پر کتنا بڑا صدمہ ہوگا۔
عکرمہ آتا ہے"

عکرمہ "(جوش سے) اخاہ! یوسف کہان تھے؟"
یوسف "پژمردگی مین اپنے گھر چلا گیا تھا"
عکرمہ "(مایوسی سے) یہان کا حال تو سن ہی چکے ہونگے"
یوسف "(متوجہ ہوکر) ہان کیا ہوا۔ مین نے کچھ نہین سنا"
عکرمہ "(حیرت سے) کچھ نہین عجب۔ آہ۔ یہان تو قیامت ہی آگئی۔ یوسف ہم تم
ایک دوسرے کو اس عزت اور رفعت کی حالت مین دیکھ چکے ساری عزت کل
شرافت تشریف لے گئی (آبدیدہ ہوکر) اب تو غلامی ہے ہمین عزت کہان"

افسوس امیرالمومنین اور سب نے دل ہار دیا۔
یوسف "یہ سب تو میرے سامنے ہو چکا تھا۔ بلکہ وزیر ابوالقاسم عہدنامہ کی تکمیل کرنے
گئے تھے جسکے بعد سے نہین معلوم کہ کیا شرائط طے ہوے اور وہان سے وہ کیا جواب لاے"
عکرمہ "آہ تم کو اس بڑے سانحہ کی خبر ہی نہین جو غرناطہ مین ہو گیا! ابوالقاسم کے
آنیکے بعد امیرالمومنین نے قصر حمرا مین دربار کیا کل شیوخ اور قاضی جمع ہوے انکے
سامنے ابوالقاسم نے عہدنامہ پڑھ کے سنایا تھا۔ یوسف ایسی شرطین تھین کہ تم اگر سنو
تو تمھین زندگی سے نفرت ہو جائیگی۔ امیرالمومنین اور تمام رعایا نے شاہ کیسٹیل کو اپنا
بادشاہ تسلیم کرین قاضی اور منتظم اسی نصرانی بادشاہ کے حکم سے معین کیے جاوین
غرض اس قسم کی اور باتین تھین جنکا مطلب مختصر الفاظ مین یہ تھا کہ اسلامی حکومت
نہ رہی اور پوری پوری شاہ کیسٹیل ہی کی حکومت ہو جاے یہ عہدنامہ سنایا گیا تو سب
اہل دربار زار و قطار رونے لگے اسوقت سردار موسے اٹھ کھڑے ہوے اور کہنے لگے
اس روز سے تو اچھا ہے کہ ہم سب بڑی عزت اور ناموری کے ساتھ میدان جنگ
بہادریان دکھا کے اپنی جانین دیدین ان شرائط کا کیا اعتبار آزادی تشریف لیجائیگی اسلام

بے لگرتی ہوگی عورتوں کی بے عصمتی ہوگی" اور ہم سب ہمیشہ کی غلامی مین مبتلا ہو جائینگے علاوہ
بریں ہم سب لوگوں کی موت سر پر آپہونچی ہے تو ہم نامردی بہادری ہی سے
کیوں نہ جان دین یہ اچھا ہو کہ تم لوگ آئندہ ذلتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھو الغرض موسیٰ
نے سب طرح ابھارا مگر ایک کو جرات نہ ہوئی کہ ذرا شجاعت سے کام لے۔ آخر موسیٰ نے
یہی کہدیا کہ یہ سب ذلتین وہی دیکھے گا۔ جو اسوقت اس عزت کی موت سے انکار کرتا ہے
اور میں اس وحدہ لاشریک کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ چاہو تم لوگ ان مصیبتوں کو
دیکھو میں نہ دیکھوں گا۔ اس پر بھی کسی نے اتنا نہ کیا کہ سر اٹھا کے موسیٰ سے چار
آنکھیں کی ہون۔

یوسف :- (حیرت سے) کسی نے ساتھ دینے کی حامی نہ بھری! آہ! یہ ہمارے سلمان لوگوں کو کیا ہو گیا؟"

عکرمہ :- جب خدا قوم کا دفتر الٹتا ہے انہین ایسی ہی پست ہمتیاں اور ایسی ہی چالین سوجھا کرتی ہیں

یوسف :- (حسرت سے) بیچارے موسیٰ کے دل پر اسوقت کیا گذری ہوگی دل ٹوٹ گیا ہوگا

عکرمہ :- دل ٹوٹنا کیسا ابھی آگے تو سنو۔ لوگوں کے یہ بودے پن کی لا جوابی دیکھکے سردار
موسیٰ ایسے شکستہ دل ہوئے کہ امیر المومنین سے اجازت ہی نہ لی۔ اور دربار سے اٹھ کے
چلے آئے گھر میں جا کے سامان جنگ سے آراستہ ہو کے شہر سے نکل چلے گئے اور خدا جانے
کہاں گئے مشہور ہے کہ عیسائیوں کی ہمپر جا کے ٹوٹ پڑے بہت سے سواروں کو مار کر شہید ہو گئے"

یوسف کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں

یوسف :- (نہایت غوری جوش سے) شہید ہو گئے۔

عکرمہ :- آہ! شہید ہو گئے! جب ایسا شخص غرناطہ میں نہیں رہا تو اب اسکی نسبت
کوئی بھلائی کی کیا امید کر سکتا ہے"!

دونوں روتے ہیں"

یوسف :- صرف ایک بہادر تھا جس نے اتنے دنوں غرناطہ کی اور اسے دشمنوں کے
حملوں سے محفوظ رکھا۔ آہ وہ بھی نہیں رہا"

عکرمہ :- مجھے جب یہ خیال آتا ہے کہ اب ہماری زندگی کیونکر گذریگی تو موسیٰ کی موت کا
صدمہ بھی بھول جاتا ہے

یوسف :- بیشک موسیٰ کے بعد جو زندہ رہیگا وہ ذلت ہی میں زندگی بسر کریگا اب ہم لوگ

کیون زندہ ہین ؟ کیا سامان ذلت دیکھنے کو ؟ کیا ہماری آنکھین اپنی قوم کی تباہی بربادی دیکھنے کے مشتاق ہین ؟ آہ ہرگز نہین مجکو مرجانا پسند ہے پیا موسیٰ تو کیون موجود ہوا جب سردار موسیٰ نے یہ تقریر کی تھی چاہیے کوئی حامی نہ تھا مگر مرحوم کا ساتھ دینے پر فوراً آمادہ ہوجاتا۔ اور کیا اب اسکے پاس پہونچ نہین سکتا ہون ؟ اچھا موسیٰ۔ ٹھہرو نہین مین ابھی تمھارے پاس آیا۔ دیکھو آتا ہون "

عکرمہ ۔ یوسف کیا تمھین جنون ہوگیا ہے کیسی بہکی بہکی باتین کررہے ہو "

یوسف ۔ جنون ہوگیا ہے ہا۔ ہان۔ مگر اچھا جنون ہے جو ہر غیرت والے کو ہونا چاہیے۔ نہین اب مین نے بھی اپنے دل مین یہی ٹھان لی ہے۔

عکرمہ ۔ یوسف ہوش کی دوا کرو تم اکیلے اگر لڑکے مرگئے تو کیا نتیجہ ہوگا "

یوسف ۔ (ٹھنڈی سانس آہ کھینچکر) بس اسی خیال نے غرناطہ کو تباہ کیا اسی خیال نے لوگون کا ساتھ دینے کی جرأت کسی کے دل مین نہ پیدا ہونے دی۔ آہ تم ہی وہ لوگ ہو جو اپنی جان کو اسوقت بچا لیا کرتے ہو جب اسکے صرف کرنیکا وقت ہوتا ہے غرناطہ والون کے لیے یہ جان کا بچانیکا وقت ہی نہین ہماری جان بچا اچھا یا قومی سلطنت کا بچنا اچھا ہے "

(عکرمہ نادم ہوکے چلا جاتا ہے)

یوسف ۔ یہ سب لوگ بزدل ہین انمین کچھ غیرت نہین۔ دین کی الفت نہین ایسی ہی بے غیرتی نے انکو بھی پست حوصلہ بنادیا کرتے ہین۔ آہ یہی عکرمہ کل تک لڑ رہا تھا اور آج یون جان بچا رہا ہے۔ ایسے لوگون مین ایک سردار موسیٰ تھا۔ یہ صرف اسکا جوش اور اسکی خوش انشائی تھی کہ ان لوگون سے حمایت غرناطہ کا کام نکلتا تھا ورنہ یہ بعد تھوڑی دیر بھی میدان جنگ مین ٹھہر سکتے تھے۔ اور مجھے تو یون بھی زندگی سے نا امید آچکا ہون جاتا ہون۔ دوسرا شخص ہونگا جو موسیٰ کی طرح اہل کسٹیل پر حملہ کرکے اپنی جان دونگا "

مگر کیا ہوگیا ہے کہ اب مین جو میدان جنگ کا ارادہ کرتا ہون تو جیسے کوئی اسکے میرا دامن پکڑ لیتا ہے یہ کون ہے آہ میری پیاری دلربا صفیہ کے سوا اور کسکی جرأت کب ہوسکتی ہے اس کے عشق نے بودا بنادیا۔ مگر خیر اب تو مین جاتا ہون سب سے رخصت اے دلربا صفیہ اگر مین تیرے پاس رخصت ہونے کو آؤنگا تو مجھے کبھی نہ آنے دیگی اسلئے نہین سے رخصت۔ اگرچہ تجھے صدمہ ہوگا "

مگر اب کیا کروں۔ مجبوری ہے۔ یہ زندگی تو بے حیائی کی ہے"۔
دوڑ کے چلا جاتا ہے

پانچواں سین

زینب کا مکان

زینب اور صفیہ بیٹھی ہیں

زینب :- صفیہ۔ اسوقت کہاں آئیں؟ آج کل بے ضرورت گھڑی گھڑی گھر سے نہ نکلا کرو۔ تمہیں شوق نے بیخود کر دیا ہے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ شہر کی آج کل کیا حالت ہو رہی ہے۔ ہر جگہ بے امنی اور بے انتظامی۔ دن دہاڑے لوگ لٹ جاتے ہیں۔ عورتوں کی برابر آبرو ریزی اور بے حرمتی ہو جاتی ہے۔ بیٹی اب میں جب تک تمہیں خود نہ لینے آؤں تم ہرگز نہ آنا"۔

صفیہ :- کیا کہوں۔ گھر میں تو کمبخت دل لگتا ہی نہیں۔ اور خصوصاً دو تین روز سے گھر میں ایسا تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ جب دیکھو ماتم ہوتا ہے۔ سردار موسیٰ سے ابا جان کی بڑی ملاقات تھی۔ اور اب سب کے ذہن نشین ہو گیا کہ موسیٰ کے بعد ملک کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا۔ اسی خیال سے سب لوگ رات دن موسیٰ کا ماتم ہی کیا کرتے ہیں"۔

زینب :- ہائے بیٹی۔ موسیٰ کا ماتم گھر گھر ہو رہا ہے۔ غرناطہ میں کون گھر ہے جہاں سے آہ و زاری کی آواز نہیں آ رہی ہے۔ وہ سب سے ہر جگہ کو نفرت تھی۔ پہلا اسکی بات کسی نے نہ مانی۔ اسکی جان جاتا دیکھ کر اب سب اسکی ملاقات میں تڑپ گئے۔ بار بار میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ بیٹا کیا ہے۔ مجھے تو آئندہ اور بدتر حالت نظر آتی ہے۔ اسی لئے میں چاہتی ہوں کہ جس طرح بن پڑے جلدی تمہاری شادی ہو جائے"۔

صفیہ :- (حسرت سے نیچے دیکھ کر) آہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ تم سے کی بات سے دنیا پلٹنا پڑا ہے۔ اگر ایسا ہو تو مجھے لوگ کیا کہیں گے اور سب تو اپنی فکر میں پڑے ہیں۔ اسمیں کون شریک ہوگا اور کہیں خدانخواستہ ابا جان یہ خبر سن پائیں تو عمر بھر کے لئے میری صورت سے بیزار ہو جائیں۔ مگر میری زینب میں تو خوش ہوں چاہتی ہوں جو کچھ ہو جاہے کچھ ہو جائے بیوفائی نہ کرونگی اور بیوفائی اور وہ اپنے جان۔

زینب ۔ (رک رک کے) مگر تمھاری اماں جان تجھی سے نفرت مین ڈرتی ۔

صفیہ ۔ رک رک کے نہین زینب تم کیون ڈرتی ہو ۔ تم ڈرین اور مجھپر قیامت آگئی مین کہین کی نہ ہون گی ۔ آہ اب مجھ مین صبر کی تاب نہین میرے پیارے یوسف سے مجھے جلدی ملادو ۔

خود بخود شرما جاتی ہے ۔

(جرات کرکے) ہان ہان مین اسکے لئے بیحیا اور بے شرم بنجاؤنگی اپنے یوسف کیا آپ ہی آپ) ۔ آہ اب کیا ہوگیا ۔ اب تو میری زینب بھی خلاف ہوگئین کیا تقدیر مین زیادہ بے شرمی لکھی ہے میری ساری شرم اسیوجہ سے ہے کہ زینب کوشش کیری ہین انھون نے بھی ساتھ چھوڑدیا آہ کیا ہوگا ۔

آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین ۔

زینب ۔ صفیہ گھبراؤ نہین مین تمھارا ساتھ نچھوڑونگی مین نے اب تمھاری مراد پوری کرنیکا عہد کرلیا ہے ۔ للہ اتنی بیتاب نہو ۔ لو مین وعدہ کرتی ہون کسی بات مین عذر نہین جسکو کرنیکو موجود ہون ۔ خدا کیطرف نظر رکھو وہ بڑا کارساز ہے ۔

صفیہ ۔ یہ عہد کے لیے ہین تو انھین بلالاؤ ۔ مجھسے یہ مصیبت نہ برداشت کیجائیگی

زینب ۔ (رک کے) بلالاؤن یوسف کو ۔ ہا سنکر وہ اسوقت کہان ۔ !

صفیہ ۔ ندامت کیساتھ مین کیسی بے شرم ہوگئی ۔ ایا جان یہ باتین سن لین تو کیا ہوگا (کانپکر) ان کا خوف جوش کہا جاے غیرت کے دریا مین ڈوب جائین ۔ مجھے مار ڈالین کوتاہی نہ کرین ۔ مگر آہ کمبخت یہی یہ بھی کسیطرح مارہی ڈالین یہ بھی تو اے ہین

زینب ۔ صفیہ سمجھو تم اب بہکی بہکی باتین کرتی ہو ۔ اپنے دلکو سنبھالو ۔

صفیہ ۔ (جھنجھلا کر) یہ دل میرے سنبھالے سنبھلے گا ۔ آہ مین تو یہان صرف اسکی بلا کے لیے آئی تھی ۔ میری زینب جاؤ ڈھونڈھ لاؤ ۔

زینب ۔ کہان سے ڈھونڈ لاؤن مین تو جانتی ہون یوسف آج شاید مین بھی ہوگا لڑائی مین شکست ہوجانے سے ایسی بے [illegible] مین [illegible] شاید [illegible] بھرے مین شاید آج تو کل مین عیسائیون کا قبضہ ہوجائیگا یوسف بیا ۔ [illegible] مرنیکی خبر سن کے تمھارا جانے اسکا کیا حال ہوا ہوگا ۔ اصل تو یہ ہے کہ یوسف کے مرنے سے

ان لوگوں کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی ہے۔ جو بہادر ہیں اور مسلمان ہوں کچھ تعجب نہیں جو یوسف دل شکستہ ہو کے اپنے مکان میں چلا گیا ہو۔"

صفیہ :- (حیرت سے) عیسائی لوگ تو شہر کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں وہ گئے کیونکر ہونگے؟"

زینب :- وہ تو کسی ترکیب سے چلے جایا کرتے ہیں۔ مجھ سے خود کہتے تھے۔ شاید کسی طرف دشمنوں کی فوج نہیں ہے۔"

صفیہ :- پھر کیا کروں زینب جو تم نے کہا یہی سب گھر میں بھی کہتے ہیں۔ آجکل مجھے کوئی باہر آنے ہی نہیں دیتا۔ تمہارے یہاں چھپ کے آئی ہوں میں خود نے لگی تھی بھلا اماں جان منع کرتیں اور چلی آتی۔ صرف اسکا جوش کھینچ لایا ہے ہر وقت میرے دل میں رہتا ہے۔ اور جسکی جدائی رہ رہ کے کلیجے میں چٹکیاں لیا کرتی ہے

زینب :- تمہاری بے صبری سے کچھ بن نہیں پڑتا ورنہ بابا سب تو یہ تھا کہ یہ تباہی اور بے امنی کا زمانہ نکلیجاتا تو تمہاری شادی ہوتی۔"

صفیہ :- (شرم کے لہجے میں) کیا تم جانتی ہو کہ مجھے بے اپنے یوسف سے ملے صبر آئیگا؟" آہ! اب مجھ سے صبر نہ ہوگا۔ زینب ان باتوں سے میرا دل کہتا ہے خدا کے لیے ایسا کہو

زینب :- صفیہ۔ تم گھبراؤ نہیں وہی ہوگا جو تم چاہتی ہو مگر میں تمھیں اے دی تھی تمھیں نہیں منظور ہے نہ سہی۔"

صفیہ :- مگر ایسی رائے نہ دینا۔"

زینب :- اب تم اپنے گھر جاؤ۔ وہاں سب بیٹھے گھبراتے ہونگے چلو میں پہنچا آؤنگی اکیلی جاؤ گی تو میرا دل لگا رہے گا۔"

صفیہ :- میں اکیلی جاؤنگی روز ہی آیا جایا کرتی ہوں۔

زینب :- روز کی اور بات ہے اور آج کی اور حالت ہے نہیں اکیلی نہ جاؤ میں ساتھ چلتی ہوں۔ اٹھو۔ دونوں برقع اوڑھ کے چلی جاتی ہیں۔

چھٹا سین

بغداد کی ایک سڑک یوسف جا رہا ہے۔"

یوسف :- (خود بخود) اب کیا رہا کچھ نہیں عزت کا خاتمہ آزادی رخصت۔

مین کیون زندہ رہون - مرجانا چاہئے موسی آہ وہ سے لڑکے مرگیا، عزت سے جان
دیدیا، عزناطہ کو ذلیل چھوڑ گیا - غلامی کی ذلتین اور سب نے گوارا کرلی - مگر مجھے کیون
گوارا ہونے لگی اسوقت غیرت مند کو کیا کرنا چاہئے بس دو ہی باتین - یا موسی کے
خون کا بدلہ - یا موت کی عزت کی موت - وہی جو موسی کو نصیب ہوئی نہین موت
نہین جنت خدا کی رضامندی صرف اتنا ہی نہین - ناموری بھی - جو قیامت تک یاد رہے
بڑی عزت کے سامان - خدا سب کو نصیب کرے چلو چلو - یہ عزت ہم بھی حاصل کرین
لڑکے مرجائین - بہادری دکھا کے اپنی جان دیدین کچھ پروا نہین زندگی بیکار
بالکل فضول ہے"

دور کی آواز " یوسف کہان - کس دہن مین ہو"

یوسف " کس نے پکارا کسی جان پہچان شخص کی آواز تھی مگر مجھے تو اب دنیا سے علاقہ ہی
نہین کوئی مرنے کو اور جان دینے کو جاتا ہون - چند ساعت کے بعد مردون مین شمار
ہونگا دنیا سے اسوقت کیون بے تعلق ہو جاؤن - نہین مین کسی کی نہ سونگا - لیکن اس
آواز سے ایک انس اور لطف ظاہر ہوتی تھی محبت کیسی کہونگا"

آواز " کیا نہین سُنا"

یوسف [illegible] بیشک نہین سُنا سنکے کیا کرونگا سننے کا زمانہ ہی
[illegible] مرتے وقت کسی سے کیا غرض ہے غیرت اور موسے کے خون نے کان بہرے کردیے
ہین نہین کان ہی نہین آنکھون سے بھی سوا موت کے کچھ نہین

آواز " کس قدر غضب یوسف کیا مجھے بھول گیا پہچانتا ہی نہین - ایسا بجود "

یوسف " نہین مین کسیکو نہین پہچانتا " اب پہچان کے کیا کرونگا "

بس اب جنت مین ملاقات ہوگی یہان مین کسی سے نہ ملون "

کوئی عورت برقعہ اوڑھے ہوئے آجاتی ہے

عورت - سب ہی شہر مین کوئی اپنا نہین -

یوسف - ادہر دیکھ تو کسی کی کیا تمیز نہین ہون "

عورت بڑھ کے ہاتھ پکڑ لیتی ہے

عورت - ادہر دیکھو میں ہی مجھی ہمدم تھی -

یوسف چونکہ اگر اے زینب میں نے سنا ہے یہاں کے کردوں کیا؟ جاؤ تم اپنا کام کرو ان لوگوں سے ہمدردی نہ کرو جو اپنی جان سے بیزار ہو رہے ہیں؟

زینب :- معلوم ہوتا ہے تمہیں جنون ہو گیا ہے رہ رہ کے تمہیں جوش آتا ہے اور جان دینے پر آمادہ ہو جاتے ہو؟

یوسف :- زینب تم نے مجھ پر ایسے احسانات کئے ہیں کہ جو تم کہو گی شوق سے سن لونگا لیکن میری نظر میں غرناطہ مٹ گئے اب وہ غرناطہ کے جتنے لوگ غیرت والے اور سب کے سب جان دیں۔ یہ شہر اب اُن لوگوں سے خالی ہوا جاتا ہے جنہیں اسکی ہیبت ہے میں بھی تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہوں؟

یوسف :- ہائے زینب - کیا تم نے موسیٰ کا حال نہیں سُنا؟

زینب :- سب سن چکی ہوں - سن ہی نہیں رو بھی چکی ہوں ہر گھر میں موسے کا ماتم ہو رہا ہے۔

یوسف :- اب تمہیں انصاف کرو کہ جب عورتوں اور لڑکیوں کا یہ حال ہے تو مردوں کو اس غم میں کیا کرنا چاہئے - اگر غیرت والے ہیں تو چاہیے بیغیرتی کا تماشہ دیکھنے سے پہلے اپنی جان دیں - زینب نہیں یوسف کا نا تجربہ کاروں بہادروں اور غیرت مندوں کا یہ کام ہے کہ عمدہ ترکیب سے آگے دفکر کی کوشش کریں اور اسوقت بہادری دکھائیں جب کسی نتیجہ اور کامیابی کی امید ہو اور خالی جان کھونے سے کیا فائدہ

یوسف :- کس طول امل میں پھنسا کی ہو تو ان کا انتظام نہ کیا جائے گا - میں جاتا ہوں ابھی قسمت کا فیصلہ کرونگا - بس اب میرا فیصلہ اسی پر ہے آیا موت یا موسیٰ کے خون کا بدلہ - زینب - تو اب تم جان دینے پر آمادہ ہوا -

یوسف :- بے شک؟

زینب :- اور صفیہ کو کس پر چھوڑ جاؤ گے ؟ یہ گوارا کر لیا کہ وہ غریب اُن غلامی اسیری کی ذلتوں کے علاوہ تمھارے فراق میں بھی جان کھو دے؟

یوسف :- زینب تم نے بڑا ظلم کیا پھر اسی کو یاد دلایا جسکا خیال ہر موقع پر میرا دامن پکڑ لیا کرتا ہے اسی نے مجھے بہادر بنا یا تھا - وہ اب وہی مجھے بودا بنا رہی ہے آہ کیا کروں صفیہ کیا اچھا ہوتا کہ تو اب مجھے بالکل اپنے دل سے بھلا دیتی ہے؟

زینب :- تم نے اسکو اپنا بنایا اسکا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اب اسے کیا دھوکا دیتے ہو

یوسف :- یہ دھوکا نہیں ہے مین بے شک اس سے بیوفائی کرتا ہون مگر اسکے عشق مین جان دیتا ہون ۔ اس سے آمد نیاک ہمارے عربی اور اسلامی رسوم کے بموجب غرناطہ کے کسی اور شریف کے لڑکے سے نکاح کرے صفیہ آہ! مین تجھے کس دل سے اسبات کی اجازت دیتا ہون مگر مجبور ہون موسٰے کا خون مجھے بے اختیار کئے دیتا ہے !!

زینب :- افسوس تم نے اسے بے موت مارا ۔ خدا جانے اسکا کیا حال ہوتا ہے تم بھی جلتے ہو اور مین بھی جانتی ہون کہ صفیہ تمہارے غم مین بہت جلد اپنی جان دیدیگی !!

یوسف :- اف یہ باتین میرا حوصلہ پست کئے دیتی ۔ اب تو زیادہ نہ سنونگا ۔ بس ۔ رخصت زینب اب تم جاؤ میری صفیہ کو میری طرف سے پوچھ دینا ۔ مین جاتا ہون ۔

جانے لگے پیچھے پڑتا ہے اور زینب ہاتھ پکڑ لیتی ہے !!

زینب :- تم اسوقت اپنے ہوش مین نہیں ہو مین ہرگز نہ جانے دونگی !!

یوسف :- (ہاتھ جھٹک کر) نہین جانے دو ۔ مین اب نہ ٹھہرونگا !!

زینب :- صفیہ کو ایک نظر اپنی صورت دکھاتے ہو ورنہ وہ میری جان کھا جائیگی !!

یوسف :- (خوشامد سے) بس اب مجبور نہ کرو اسکی صورت دیکھ کے پھر مجھ سے جایا جائیگا

زینب :- نہین یون تو مین نہ جانے دونگی !!

یوسف :- (ہاتھ چھڑا کے) مین تو اب نہ پھرونگا ۔ موسٰی کے بعد بیحیائی کی زندگی ہے

یوسف چلا جاتا ہے اور زینب سناٹے مین کھڑی رہتی ہے

زینب :- (خود بخود) بڑا غضب ہوا اب کیا کیا جائے ۔ یوسف ہاتھ سے نکلا ۔ اب یہ سمجھ لو کہ اس نے دشمنون کی فوج پر حملہ کر کے اپنی جان دیدی وہ بھی ہاتھ سے نکل گئی اس نے نہین جان دی صفیہ نے اپنی جان دی اس عشق کا کیا انجام ہونا ہے کیا یہ دونون دوسرے ۔ لیلی مجنون تھے کیا شیرین فرہاد کی پرحسرت واقعہ کو یہ دونون از سر نو یاد دلا ئینگے ! اے خدا تو انکے پاک و صاف دلون پر رحم کر یہ مظلوم ہین قسمت وطن اور انکے دل یہ سب ان دونون پر ظلم کر رہے ہین آہ یہ خبر سنکر صفیہ کیا کریگی شاید اسے (تنگ) ہی حیا کا برقع اوتار ڈالنا پڑے گا ۔ شاید وہ خبر سنکر آج ننگ و ناموس کو خیرباد کہیگی شاید آج یہ راز عشق افشا ہوگا ۔ اور شاید آج

ہی بلکہ اسیوقت پر بحال بھولی جان کے ساتھ یہ عشق کی کہانی ناتمام ہوجائیگی جلد
اب گھر میں چلوں ۔ صفیہ میرے گھر ہی میں تو بیٹھی ہے ۔ ابھی تک غنیمت ہے یوسف
ابھی قریب ہے شہر پناہ سے نکل گیا ہوگا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا یہ خبر لیکر جلدی چل کے
صفیہ کو سنا دوں اسے جو کچھ کرنا ہو کرے ورنہ یہی شکایت کرتے کرتے صفیہ جان
دیدیگی ۔ زنیب نے مجھ سے چھپایا ۔ آہ یہ خبر سنکر اس کے باعفت اور سادے دل
پر کیا گذر جائیگی کاش اس خبر کے لیے کوئی اور قاصد ہوتا ! معصوم لڑکے کا دل دکھانا
میری تقدیر میں تھا ۔ کیسی معصوم ؟ جسکے دل میں بے عصمتی کا خیال نہیں گذرا ۔"

صفیہ راستہ میں ملتی ہے "

صفیہ ۔ زنیب کہاں سے آتی ہو ۔ میں تمھارے راہ دیکھتے دیکھتے اکتا کے چلی آئی
کب تک بیٹھتی کہو کچھ خبر معلوم ہوئی میرے یوسف کی خبر ۔"

زنیب ۔ (اور کی آواز سے) صفیہ فیصلہ ہوگیا ۔ اب میرا کچھ زور نہیں اہ میرا اختیار
نہیں ! میں نے بہت کوشش کی ۔ جہانتک مجھ سے ہوسکا کوئی بات اٹھا نہیں رکھی مگر تقدیر کو کیا
مجھ میں تاب نہیں !"

زنیب ۔ ہائے کیونکر کہوں ! صفیہ تمھارا دل مجھ سے نہیں دکھایا جاتا نہیں اپنی
زبان سے نہ کہونگی ۔ بس اتنا ہی کافی ہے جو کچھ ہونا تھا ہو چکا کیا تم تقدیر سے لڑوگی ۔"

صفیہ ۔ بس اب زیادہ نہ حیران کرو میری بدقسمتی کی خبر مجھے جلدی سنادو ۔
بتاؤ کیا ہوا یوسف اچھا تو ہے ۔"

زنیب ۔ ہاں اچھا ہے ۔"

صفیہ ۔" مگر کیا ۔ جو کچھ کہنا ہو کہہ ڈالو ۔ میرا حال ایسی بیتابی کے انتظار کا متحمل نہیں ہے ۔

زنیب ۔ کیا کہوں صفیہ ۔ مجھے یقین نہیں کہ یوسف زندہ ہو اگر ابھی تک زندہ
بھی ہوگا تو ہائے گھڑی بھر میں نہ ہوگا ۔"

صفیہ ۔ ہائے یہ کیوں ؟ یقین کیونکر معلوم ہوا ؟ کس نے کہا ؟
زار و قطار رونے لگتی ہے "

زنیب ۔ اسی لیے مجھے کہنے کی جرأت نہیں ہوئی آہ وہ مخفی ہوگیا ۔ بچی اُسنے تمھارا

خیال دل سے بھلا دیا۔ غیرت نے اسے سنگدل بنا دیا۔ موسیٰ کی موت نے اسے سب باتیں بھلا دیں وہ اسکے خون کا بدلہ لینے گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ مر جاؤنگا اور یا موسیٰ کے خون کا بدلہ لونگا ۔؛

صفیہ :۔ گھبرا کر میری زینب۔ یہ کب کا ذکر ہے ؟ یوسف کب گیا ؟ کتنی دیر ہوئی ۔؛

زینب :۔ ابھی ابھی شہر پناہ تک نہ پہونچا ہوگا اور کیا کہوں کہ کس بے سروسامانی سے گیا ہے نہ گھوڑا ہے نہ اسلحہ ہے کچھ ایسا آراستہ ہے۔ بس بالکل جیسے کوئی دیوانہ کسی کام کی دھن میں نکل کھڑا ہو ۔؛

صفیہ :۔ اور تم نے روکا بھی نہیں ؟

زینب :۔ روکا۔ جب سمجھانے سے کسی طرح نہ مانا تو میں نے زبردستی ہاتھ پکڑ لیا مگر اسکا جوش اسپر بھی فرو نہ ہوا۔ میرا ہاتھ چھڑا کے چلا گیا وہ اسوقت کچھ اپنے ہوش میں نہیں ہے بالکل دیوانہ ہی بنا ہوا ہے۔ بڑی مصیبت سے تو مجھے پہچانا۔ کسیطرح پہچانتا ہی نہیں تھا ۔؛

صفیہ :۔ (جوش الم سے) آہ زینب اب کیا کروں میری زینب تمھیں کوئی تدبیر بتاؤ اگر کچھ بن نہ پڑے تو جان ہی دینے کو کہدو مگر جو کچھ کہنا ہو کہدو۔ افسوس میں نکاح سے پہلے ہی بیوہ ہوئی جاتی ہوں ۔؛

زینب :۔ ہاں ہاں اور تمھارے بارے میں بڑے آزردگی کے ساتھ کہہ گیا ہے کہ تم ناطہ کے کسی اور شریف لڑکے سے نکاح کر لینا ۔؛

صفیہ :۔ (غضب آلود شرم سے) مجھے ایسا بیوفا سمجھا کہ میرا دل سچ کہتا تھا کہ یوسف میری وفاداری کا امتحان لے گا۔ ہائے اُسنے بڑا سخت امتحان لیا ۔؛

لگا بتاؤ اب کیا کروں۔ زینب سوا ئے صبر کے اور کیا کر سکتی ہوں ۔؛

صفیہ صبر اچھا۔ تم جاؤ۔ میں اب اسی وقت اپنے گھر جاتی ہوں ۔؛

زینب :۔ وہاں نہ جاؤ نگی۔ اسکی بتایاں تمھیں بدنام کر دینگی ۔؛

صفیہ :۔ اتنے دنوں جو بدنامی کو ڈرتی رہی اس سے بہت بڑا فائدہ ہوا ہے جو اب بدنامی کو ڈرونگی اب زیادہ باتیں نہ کرو اب مجھے جانے ہی دو ۔؛

زینب :۔ نہیں اسوقت تم میرے گھر واپس چلو تھوڑی دیر کے بعد چلی جانا ۔؛

صفیہ:۔ "نہین۔ مین گھر ہی جاؤنگی۔ تم جاؤ"
زینب:۔ "تو چلو۔ تمھین گھر تک پہونچا آؤن"
صفیہ:۔ "اسوقت تم بھی میرے ساتھ چلو مجھے تنہا ہی جانے دو۔
زینب:۔ "یہ تو مجھ سے نہ ہوگا۔ ان دنون شہر کی حالت اچھی نہین ہے"
صفیہ:۔ (ہاتھ جوڑ کے) خدا کے لیے۔ زینب۔ اب مجھے نہ ستاؤ۔ تمھین میری جان کی قسم بس نہین سے تم اپنے گھر واپس جاؤ۔ مجھے کوئی ستائیگا؟ مین خود ہی ستم زدہ ہون
زینب:۔ "اچھا تمھین ناگوار ہے تو جاتی ہون"
زینب جاتی ہے اور صفیہ آگے بڑھتی ہے

صفیہ:۔ (دل مین) کیون۔ اب کیا کرون؟ اگر تیز چلون تو کیا مجھے یوسف راستے مین ملجائیگا مگر مین اسے کہان پا سکتی ہون۔ وہ نکل گیا ہوگا۔ پھر اب کیا؟ موت۔ نہین شہادت عاشق کی موت کو شہادت ہی کہنا چاہیے۔ مگر کیون جان دون؟ حرام موت مرنا تو مسلمان کی شان کے خلاف ہے جو سنیگا کیا کہے گا۔ بیشک اسمین بڑی رسوائی ہے۔ ہان خوب یاد آیا۔ گھر مین میرے ہی کمرے مین ابا جان کی تلوار رکھی رہی ہے چھپا کے لے آؤن۔ اور مین بھی میدان جنگ مین چلون۔ اگر میرا یوسف زندہ ملا تو اسے پھیر لاؤنگی۔ ورنہ جہان وہ گیا ہے وہین پہونچ کے مجھے بھی خوار آئے گا بس یہی ٹھیک ہے خوب ہوا زینب چلی گئی۔ وہ تو کبھی نہ جانے دیتی اچھا تو اب ذرا قدم اٹھا کے چلون۔ شاید یوسف راستے ہی مین ملجائے۔ ہان۔ ہان جلدی چلون
ہر بہادر موت کی تلاش مین جاتا ہے اور جس طرح میرا یوسف گیا ہے"
تیز تیز جاتے جاتے غائب ہو جاتی ہے

ساتوان سین

غرناطہ کے باہر ایک پہاڑی۔ عیسائیون کے کیمپ کے سامنے
یوسف غضب آلود نظر سے عیسائیون کے خیمون کی طرف دیکھ رہا ہے۔

یوسف۔ (طیش مین) یہی ہین بدبخت مین جو بے جمعیت ہین۔ انھین نے موسیٰ کو قتل کیا ہوگا۔ یہی ظالم ہین۔ ان کمبختون نے مجھے ناامرا د رکھا! میری صفیہ کا دل کھایا۔ اگر

آرزو پوری نہ ہونے پائی۔ مین بھی ناکام رہا۔ اب میرا صدمہ اس بھولی بھولی لڑکی کے نازک دل کو بھی انھین ظالمون کے ہاتھ سے پہونچیگا۔ مگر مین اسے خوش کر کے مرونگا۔ ہنون کی جان لیکے۔ کیا یہ مجھے بس یونہین آسانی سے مار لینگے! دیکھو کتنون کو خون مین نہلاتا ہون۔ یا تو مین پیاری صفیہ کے ہاتھون کو مہندی سے رنگتا یا انھین خون کے حنائی رنگ مین غوطے دونگا۔ ایک دو کو نہین بہت سے کافرون کو مین انکی جرأت کا امتحان لے چکا ہون اور یہ بھی میرا تلوار کا زخم کھا چکے ہین تھوڑی دیر مین اب حشر بپا ہوگا۔ پہلے تو جب کبھی مقابلہ ہوا مین تنہا نہ تھا۔ لیکن اسوقت تنہا ہون آج انھین معلوم ہوگا کہ مسلمان کیسے بہادر ہوتے ہین۔ بس اب انتظار کس بات کا؟ ہان مرنے جاتا ہون تو ایک بار اپنی پیاری صفیہ کو اور یاد کر لون یہ زندگی کا آخری حصہ ہے عشق یہین پر تمام ہو جائیگا۔ اے میرے پیارے دل کی مالک صفیہ! کاش تو یہان موجود ہوتی۔ اپنی آنکھون سے دیکھتی کہ تیرا عاشق کس جوانمردی سے جان دیتا ہے آہ! مجھے اتنا بھی موقع نہ ملا کہ تجھ سے رخصت ہو لیتا۔ خیر۔ اب تجھ سے نہین تو تیرے خیال سے رخصت۔ پیاری صفیہ! تیرا عاشق اب ہمیشہ کے لیے دنیا سے جاتا ہے نازنین اور حور وش صفیہ"

صفیہ آتی ہے اور دوڑ کے لپٹ جاتی ہے

صفیہ: "(بیقرار ہو کے) یوسف! آہ! کیا مجھے دغا دے جاؤگے؟ خوب زور سے لپٹ کر نہین یہ نہین ہوگا۔ مین بھی تمھارے ساتھ ہون۔ اب تو ساتھ دے چکی تو

یوسف: "(دیر تک متحیر رہنے کے بعد) صفیہ! مجھے یہ نہین معلوم تھا۔ کہ تمھارے دل مین میری اسقدر محبت ہے مجھے میرا دل دھوکہ دیتا ہے کہ تمھارے عشق مین مین ناکام جاتا ہون۔ مگر اب اپنے عشق کے اثر کا قائل ہو گیا صفیہ خوش ہو کر تمھارا عاشق اب بڑی خوشی سے اطمینان سے جان دیگا۔

صفیہ: "بلکہ اور زیادہ خوش ہو"

یوسف: "کیون"

صفیہ: "اس لیے کہ تمھاری صفیہ بھی تمھارے برابر ہی جان دیگی۔

یوسف: "(حیرت سے) کیونکر؟"

صفیہ: "جس طرح تم"

یوسف: "میں تو اُن (اشارہ کرکے کافروں کے ہجوم میں لڑتے لڑتے مر جاؤں گا تم وہاں تک کیونکر پہونچو گی"

صفیہ: (ردا کے اندر سے تلوار نکال کے دکھا کر) دیکھو یہ مجھے تمھارے پاس پہونچا دیگی یہ بہت اچھے وقت کام آئی۔ اسی سے میری مراد حاصل ہوگی۔ یہی مجھے (شرمندگی سے) پیارے یوسف سے بچھڑنے نہ دیگی۔ جہاں وہ جائیگا۔" وہاں مجھے بھی آسانی سے پہونچا دیگی۔ یہی ثابت کردے گی کہ میرا یوسف تو حقیقت میں یوسف تھا۔ مگر میں صفیہ نہیں زلیخا تھی"

یوسف: (افسردگی کے ساتھ) پیاری صفیہ۔ تم اس خیال سے باز آؤ۔ تمھارا کام تو ہے کہ لوگ تم پر مرمٹیں نہ کہ (کانپ کر) اف۔ تم جان دو۔

صفیہ: یوسف اگر تمکو مجھپر کچھ ترس آتا ہو" یا میری زندگی چاہتے ہو تو یہیں سے پھر چلو۔ ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ اگر تم واپس نہ چلوگے تو یقین جانو کہ تمھارے بعد جو خون آلود لاش زمین پر گرے گی وہ میری ہوگی"

یوسف: "پیاری صفیہ۔ ایسے لفظ زبان سے نہ نکالو۔ میرا حوصلہ پست ہوا جاتا ہے کیا تمھیں یہ نہیں منظور ہے کہ تمھارا عاشق حوض کوثر پر تم سے ملے"

صفیہ: "ہاں۔ ہاں۔ اگر تمھیں یہ منظور ہے تو مجھے بھی یہی منظور ہے"

یوسف: "آہ! صفیہ میں دیکھتا ہوں کہ مجھے تم شہادت کے اکھاڑے میں نہ اُترنے دو گی کیا کروں۔ تمھاری صورت دیکھ کے مجھے موت سے ڈر معلوم ہونے لگا اپنی موت۔ نہیں پیاری صفیہ تمھاری"

صفیہ: "ہاں۔ ہاں۔ کہئے کیوں نہیں میری ہو"

یوسف: (مُنھ بند کرکے) نہیں یہ لفظ زبان سے نہ نکالو۔

ایک عیسائی سوار قریب آتا ہوا اور دونوں کو دیکھ کے آگے بڑھتا ہے (ادھر دیکھکر) دیکھو یہ کمبخت کنسٹل والا آرہا ہے" صفیہ تم اپنا منھ چھپا لو جو رخ ادھر لو۔ تمھارے دلربا اور پیارے چہرے کی زیارت اسے نہ نصیب ہو جائے

صفیہ بدقت اُلٹ کے ادھر دیکھتی ہے

(تیش کھا کے) :- اسی ظالم کے ہمراہیوں نے موسیٰ کی جان لی ہوگی۔ کمبخت کافر
نہیں ظالم بھی ہیں۔ بڑے ظالم۔ ہماری عزت کے تباہ کرنے والے ہمارے دین کے دشمن

عیسائی سوار قریب آ کے صفیہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے

یوسف :- (غضب سے) ارے دیکھ ظالم! ادھر ہاتھ نہ بڑھانا۔ ۔۔۔ ن لینا کہ تو
تیری سر پر سوار ہے۔ کیوں قضا آئی ہے! ہاں ہاں نہیں مانتا۔ (بڑھ کر)
یہ تیری گستاخی کا صلہ ہے!!

ایک ہی تلوار میں مار ڈالتا ہے

صفیہ :- (خوشی کے جوش میں) واہ! ایک ہی وار میں! ایسا بھرپور ہاتھ پڑ
گیا۔ اب سب عیسائی سوار جھپٹ پڑینگے۔ آہ! اب کیا ہوگا۔ لو دیکھو وہ سا
فوج کی فوج بڑھی آتی ہے۔ میرے یوسف بھاگ چلو!!

یوسف :- (جوش کے لہجے میں) وہ سب ہو گئے تو کیا کر لینگے تمہارا عاشق ا
بھاگ جائے! انہیں یہ نہ ہوگا۔ یا تو اپنے بہت سے ساتھیوں کو تڑپتا چھوڑ ۔
بھاگیں گے یا وہی یہاں زمین پر تڑپتا ہوگا!!

یوسف سنبھل کے اور تلوار کھینچ کے کھڑا ہو جاتا

صفیہ :- (سہم کے) :- ہائے اب کیا ہوگا! آخر وہی ہوا! جو تقدیر میں تھا! ہا
تامرادی ہی بدی تھی! اب کیا ہوت!!

صفیہ تھراتے ہوئے ہاتھ سے تلوار کھینچ لیتی ہے اور کانپ
جاتی ہے یوسف مقابلہ کو آگے بڑھتا ہے۔

(چلا کے) :- میرے یوسف۔ آگے نہ بڑھو۔ یہیں کھڑے رہو۔ جلدی کا ہے کی
وہ تو آ ہی رہے ہیں۔ خدا کے لیے یہیں اسی درخت کے نیچے لڑنا۔ اچھا اگر جاتے
ہو تو ٹھہرو۔ میں بھی وہیں آتی ہوں۔ مجھے آ لینے دو آہ۔ اب کیا ہوگا۔
دشمن سر پر آ گئے ارے! اکیلے ایک پر اتنوں کا نرغہ! پاک پروردگار
میرے یوسف کا مددگار تو ہی ایک ہے (خوش ہو کر) میرا یوسف
کیسا بہادر ہے کس پھرتی سے سب کو جواب دے رہا ہے۔ وہ کو مارا
ابھی جلدی! لو تیسرا گرا۔ آہ! میرے یوسف پر یہ تلوار بری پڑی

شانہ شست ہو گیا۔ مگر شکر بایان شانہ ہے۔

(غور کر کے) "یوسف! دیکھو یہ سوار تمہارے پیچھے آ گیا۔ دیکھو۔ بچو۔ تلوار چھوڑا ہی چاہتا ہے (بشاشت سے) خوب خالی دی! ہاہاہا! اور اس ظالم کو بھی مار ڈالا۔ ایسی بہادری تو اب غرناطہ مین کوئی نہین دکھا سکتا۔ واہ! جوانمردی ایسی جوانمردی اور انھون کے مقابلہ مین! واہ واہ ابھی لوگ غرناطہ کو فتح کرنے آئے ہین ایک ہی شخص کے مقابلہ مین سب نے دل ہار دیا! لو وہ تو بھاگے جاتے ہین۔ کیا خوب بھگا دیا ہے۔ آہ! یوسف! ایسا یوسف! پھر مجھے کہان ملے گا؟ وہ قوم پر جان دے دیگا اور مین اسیر جان دونگی"

یوسف خون مین تر بتر آتا ہے"

(گلے مین ہاتھ ڈالکر) "میرے یوسف! اب گھر پلٹ چلو بس۔ ہو چکا ایک موسیٰ کے عوض اسوقت تم نے کئی ایک کو مار ڈالا۔ اب گھر چلو ایسے بہادر کو جان بوجھکر جان دیدینا چاہیے۔ اگر یہان کی ذلت نہ دیکھی جائے تو مراغہ مین چل کے از سر نو فوجین آراستہ کرنا اور یہان سے بدلہ لینا"

یوسف "صفیہ تم کہتی تو سچ ہو۔ مگر کیا کہون جسوقت موسیٰ کا خیال آتا ہے میرا خون جوش کرنے لگتا ہے۔ آہ! اور تیا تو ان مسلمانون کے حال پر جنھون نے دیدہ و دانستہ موسیٰ کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ اچھا تم اب مجھ سے الگ ہٹ کے کھڑی ہو۔ تمھارے کپڑون مین یہ ناپاک خون بھر جائے گا"

صفیہ "یہ خون تو بھرنا۔ اور اسی لیے تو مین یہان آئی تھی خدا کرے تم اب دیر نہ چلو کیون چلو گے نہ!"

یوسف "کس دل سے چلنے کا نام لون؟ مگر کیا کہون تمھاری ادائین مجبور کیے دیتی ہین۔"

صفیہ "تو جلدی چلو۔ نہین تو عیسائیون کے اور سوار آ جاینگے"

یوسف "کیا وہ لوگ پھر آینگے؟ تو ابھی انتظار ہی کرنا چاہیے آنے دو دیکھو پھر کیسی سیر ہوتی ہے"

صفیہ (گھبرا کے) "یوسف مین دیکھتی ہون اب تم خود گھر چلو گے اور نہ مجھے جانے دو گے خیر تمھاری مرضی یہی ہے تو یہی سہی۔ اس دفعہ مین کھڑی ہوئی سیر نہ دیکھون گی بلکہ تمھاری طرح مین بھی ان ظالمون پر حملہ کرونگی۔"

یوسف "نہین پیاری صفیہ! تم ایسا غضب نہ کرنا - اگر ایسا ہوا تو میرے دل کا حوصلہ نہ نکلے گا - اور ظالمون کے ہاتھ سے فوراً مار ڈالا جاؤنگا - اسوقت مین تمھین بچاؤنگا کہ اپنی خیر مانونگا"

صفیہ "جو کچھ ہو - لو اب ہوشیار ہو جاؤ - دیکھو عیسائیون کا بہت بڑا گروہ آ پہونچا!"

یوسف "تم ٹھہرو - پیاری صفیہ - ایک گھڑی میرا انتظار کرو پھر جو جی چاہے کرنا دیکھو یہ ناتوانا ہون - لیکن انھین ابھی بھگائے دیتا ہون انھین مین تھوڑا ہی بھگاتا ہون تمھارا عشق انھین بھگائے دیتا ہے - میری ساری بہادری تمھارے عالم افروز حسن کی بدولت"

یوسف حملہ کرتا ہے

صفیہ "(دور ڈر کے) آہ! اتنے ایک میرا یوسف کس کس سے لڑیگا؟ مقابلہ ہو گیا واہ! یوسف نے یہ خوب کیا کہ پہلے سوار کو مار کے اسکے گھوڑے پر خود سوار ہو لیا۔ اب خوب مقابلہ ہوگا۔ یوسف نہین میرا بہادر شیر! بجلی ہے بجلی! دیکھو! کبھی جھک کے ادھر آتا ہے اور کبھی تڑپ کے اودھر جاتا ہے۔ یہ اسکی تلوار چمک رہی ہے! اسکے گورے چہرے کی ضو ہوگی۔ تلوار مین یہ بات کہان! نہین تلوار ہی ہے۔ وہ دیکھو اب خون میں آلودہ ہوکے کیسی ماند پڑ گئی! اُسکا چہرہ ہوتا تو یون ماند نہ پڑ جاتا۔ پچاس سوار درجن کم نہ ہونگے! شاباش! دس بارہ کو تو جہنم مین پہونچا چکا - ! وہ! یہ کیا ہین! اہم دیکھو کتنون کو دوزخ مین بھیجتا ہے - آہ! اس یورش پر میرا یوسف ضرور زخمی ہوا ہائے اس دفعہ تو مین اسکی لڑائی کا تماشا دیکھتی تھی اب کی تو وہ نگاہ سے غائب ہو ہو جاتا ہے لو تیا نہین - کدھر ہے! کچھ نہین معلوم ہوتا۔ کیا آہ مارا گیا! میرا بھی وقت آگیا چلون ہان ہان اب چلنا چاہیے مجھے بھی تو اُسکے پاس جانا ہے۔ تلوار کھینچ لینی ای تلوار - دیکھون تو میری کیسی مدد کرتی ہے ابھی مین ان کافرون کے ہاتھ مین زندہ گرفتار نہین - نہین - تو یہ میرا دل کیسا بدگمان ہے - میرا یوسف تو ابھی بہادری سے لڑ رہا ہے ادھر وہ دیکھو عیسائیون پر حملہ کر رہا ہے - بڑا بہادر ہے عیسائیون کو دور تک بھگا دیا اوہ! لاشین کتنی پڑی ہین - مجھے در معلوم ہوتا ہے نہین بہت سے زندہ بھی ہین - لو میرے یوسف نے بھگا دیا - اے پروردگار تیرا ہزار شکر"

یوسف ایک سوار کے گھوڑے کو پکڑے ہوئے آ

صفیہ "واہ! خوب بھگا دیا مجھے تو ایک دفعہ بڑا ڈھوکا ہوا تھا۔ تلوار نکال کی بھی آنے ہی کو تھی۔ تمھاری صورت نہ نظر آ جاے تو مین بھی کود پڑا دن"
یوسف "غنیمت ہوا کہ تم نے قدم نہ بڑھایا۔ ورنہ غضب ہی ہو جاتا۔ اس گھوڑے پر سوار ہو ہم دونون چلے چلین"
صفیہ "بہت زخمی ہو گیا ہون۔ ران پر کسی کی تلوار بڑی کاری پڑ گئی۔ اب چلو زینب کے وہان چل کر دکھاؤن گا"
صفیہ "اب تو تم نے اپنا حوصلہ پورا کر لیا ہوگا"
یوسف "حوصلہ! لیکن تو ان لوگون مین کٹ مرنے کے لیے آیا تھا۔ آہ پیاری صفیہ تم لیے چلتی ہو ورنہ مین یہان سے پھر کے چلتا!"
صفیہ "جو کچھ ہو اب جلدی چلو!"

دونون شہر غرناطہ کیطرف واپس جاتے ہین"

تیسرا ایکٹ

پہلا سین

مدینۂ غرناطہ۔ زینب کا گھر

قاضی ابو یحییٰ اور زینب باتین کر رہے ہین

ابو یحییٰ "زینب! آہ! بیدل نہ کرو سچ سچ تمھین نہین معلوم؟ ہاے! اُدھر کیسے معلوم ہو گا ہاے میری بیٹی! وہ تمھارے سوا اور کہین جاتی ہی نہ تھی۔ آج بھی یہی کہکے گئی کہ زینب کے یہان جاتی ہون۔ آخر کہان چلی گئی۔ اسکا تو چال چلن بھی کچھ ایسا خراب نہ تھا نہ مجھے آج تک اسپر بدگمانی نہین ہوتی۔ آہ! اب کہان جا کے ڈھونڈون اور کس سے پوچھون!"
زینب "قاضی صاحب میرے ہان سے تو دیر ہوئی وہ یہ کہکے چلی آئی تھی کہ اب گھر جاتی ہون گھر پر نہین گئی تو پھر کہان گئی ہوئی۔

ابو یحییٰ :- کیا وہ مجھے بدنام کرنے گئی ہے۔ زینب خدا کے لیے تم بتاؤ اسکی راز دار ہو میں نے تو اُسے آجتک کبھی کسی بات سے نہیں روکا۔ پھر کیا بات اسکے خلاف ہوئی تمکو کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہو گا !!

زینب :- قاضی صاحب۔ آپ خفا ہوں تو بیان کروں۔ صفیہ کی سی بھولی اور پاکباز لڑکی اسوقت غرناطہ میں نہیں ہے۔ مگر چند روز سے تقدیر نے اُسے کیسا منتشر رکھا ہے کہ وہ دیوانی ہوتی جاتی ہے۔ اب تمام باتوں کا فیصلہ ہو گیا ہو گا اگر اجازت دیجیے تو صاف صاف بیان کر دوں۔ حقیقت میں اب آپکو صفیہ کی جستجو کرنا چاہیے میرے پاس سے وہ ایسی دل شکستہ ہو کے گئی کہ مجھے اُسکی جان کا اندیشہ ہے میں اس لیے کہتی ہوں کہ اسوقت آخری تدبیر جو آپ سے بن پڑے کیجیے!!

ابو یحییٰ :- (ہمہ تن گوش ہو کر) کیا ہوا؟ زینب جلدی بیان کرو۔ میری صفیہ مجھے دل کو کیا صدمہ پہنچا! آہ اگر خدانخواستہ نہ ملی تو میری زندگی تلخ ہو جائیگی۔ آہ! اگر وہ زندہ نہ ہوئی تو کیا کرونگا!!

زینب :- اب آپ بیتاب ہی ہیں تو میں بیان کرتی ہوں۔ آپ نے اس نوجوان کا نام نہ سُنا ہو گا جو غرناطہ کی حمایت میں کفار سے لڑ رہا تھا!!

ابو یحییٰ :- ہاں۔ ہاں۔ خوب جانتا ہوں۔ میرے سامنے ہی موسیٰ نے اُسے امیر المومنین کے دربار میں پیش کیا تھا۔ بلکہ میں نے سُنا ہے وہ کسی لڑکی پر عاشق تھا اس لڑکی ہی نے اُسے جہاد پر آمادہ کیا بلکہ شرط کر لی کہ جب تک تم جہاد میں ناموری نہ پیدا کرو گے نکاح نہ کروں گی!!

زینب حیرت سے قاضی ابو یحییٰ کی صورت دیکھنے لگتی ہے

ہاں زینب پھر اس نوجوان سے کیا تعلق؟"

زینب :- آپکو سب کچھ معلوم ہے۔ اور پھر آپ ناواقف ہیں کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ وہ لڑکی کون ہے جسنے یوسف کو لڑائی کے میدان میں بھیجا ہے!!

ابو یحییٰ :- میں کیا جانوں یوسف سے میں کبھی کسی ایسے موقع پر نہیں ملا کہ اس لڑکی کا حال دریافت کرتا"

زینب :- اچھا تو مجھ سے سُنیئے وہ لڑکی صفیہ ہی ہے!!

ابو یحییٰ: "صفیہ ہی ہے۔ یہی میری صفیہ"

قاضی صاحب دیر تک دم بخود رہتے ہیں۔

زینب: "تو اب آپ خاموش کیوں ہیں؟ کوئی ترکیب کیجئے۔ آہ! دونوں کی زندگی کا اعتبار نہیں۔

ابو یحییٰ: "کیوں؟ ہوتا کیا! زینب خدا کے لئے جو کہنا ہو جلدی کہو۔ اب یہ وقت پریشان کرنے کا نہیں ہے۔

زینب: "صفیہ پر پہلے یوسف ایسا عاشق تھا کہ جنگلوں میں جا جا کے رویا کرتا تھا بالکل وحشی ہو گیا تھا۔ جب اسکی طرف سے زیادہ اصرار ہوا تو صفیہ سے کچھ نہ بن پڑا۔ تھا صفیہ کے دل میں بھی محبت تھی۔ مگر وہ چھپائے ہوئے تھی۔ ٹالنے کے لیے اسنے یہ شرط کر دی۔ یوسف فوراً جہاد پر مستعد ہو گیا اور جہاد میں ایسی ناموری پیدا کر لی کہ گھر گھر اسکا شہرہ ہو گیا۔ اب معاملہ بالکل دگرگون ہو گیا یعنی صفیہ کی محبت تو عشق کے درجے کو پہنچ گئی۔ اسے بے یوسف کے دیکھے کسی حال پر چین نہیں پڑتا اور یوسف کو مسلمانوں کی شکست اور موسیٰ کے لڑکے مر جانے سے کچھ ایسا صدمہ آ گیا اور دشمنوں کی ایسی عداوت دل میں پیدا ہو گئی کہ کسی طرح نہیں مانتا۔ کہتا ہے کہ موسیٰ کی طرح میں بھی لڑ کے جان دیدونگا۔ میں صفیہ کی شرط نہ پوری کر سکا۔ اس لیئے کہ شکست مسلمانوں ہی کو ہوئی اور آئندہ جو مسلمانوں کو غلامی نصیب ہو گی میں اسکے دیکھنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ہزار سمجھایا کسی طرح نہ مانا۔ آخر آج جوش میں آ کے چلا گیا اور شہر سے نکل گیا کہ جاتا ہوں لڑ کے مر جاؤں۔"

یہ خبر صفیہ کو معلوم ہوئی تو اسکے حواس ٹھکانے نہ رہے۔ میں نے بہت چاہا کہ میرے ساتھ یہاں چلی آئے مگر نہ مانا کہنے لگی اسوقت میں گھر نہ جاؤنگی اب آپ سے معلوم ہوا کہ گھر میں نہیں ہے۔ آہ! کہیں وہ میدان نہ چلی گئی ہو۔"

ابو یحییٰ: "کہاں؟"

زینب: ہائے آپکو کیا ہو گیا۔ میدان جنگ میں شہر کے باہر۔ یوسف کے پاس اور کہاں

قاضی ابو یحییٰ سنتے ہی آ جاتے ہیں

ابو یحییٰ: (تعجب سے) "زینب! کیا اب میں اپنی بیٹی کو نہ دیکھوں گا! آہ صفیہ میری

بیٹی بے زبان لڑکی! تو نے مجھے چھوڑ دیا!"

زینب"قاضی صاحب۔ اب آپ یہاں ٹھہریے تھوڑی دیر میں آجاؤنگی ای بس ابھی آئی

ابو یحییٰ"کہاں! یہ تو بتاؤ کہ صفیہ مجھے کہاں ملے گی۔ افسوس میرے دل سے اس محبت کا نقش نہیں مٹ سکتا۔ میری لڑکی کو تم خوب جانتی ہو کہ فقط حسن و جمال ہی اُسکا وصف نہیں ہے۔ بلکہ علم و فضل اور تمام انسانی کمالات اس میں جمع ہیں۔ ان باتوں کے علاوہ بالکل بھولی اور سادی لڑکی ہے۔ زینب تمکو سب معلوم ہے کوئی بات چھپی نہیں"

زینب"(جھلا کر) ہاں۔ ہاں۔ میں سب جانتی ہوں۔ اب میں جاتی ہوں جب تک میں نہ آؤں آپ یہیں تشریف رکھیں۔ میں ابھی ابھی آجاؤنگی"

ابو یحییٰ"جاؤ جلدی آنا"

زینب"(دل میں) قاضی صاحب کی تو عقل نہیں ٹھکانے رہی۔ اولاد کے غم نے بالکل گھبرا دیا میں چل کے دیکھوں کہ دونوں کا کیا انجام ہوا۔ خدا کرے زندہ ملجائیں مگر انھیں گئے ہوئے دیر ہوئی اب تک کیوں زندہ رہنے لگے تھے۔ یوسف تنہا دشمنوں پر حملہ کردیا ہوگا۔ اور آہ مارا گیا ہوگا۔ اور یہ ممکن نہیں کہ اُسکی لاش دیکھ کے صفیہ زندہ بچی ہو۔ ہائے دونوں نے جان دیدی اور آہ! جوانی ہی میں۔ چلنا بیکار ہے مگر نہیں۔ کچھ نہیں تو انکی لاش ہی شاید نظر آجائے ان غریب مظلوموں کی لاش جہاں تک مجھ سے بنیگا، ضرور اُٹھوا لاؤنگی۔ خدا کرے زندہ ہی مل جائیں"

سامنے سے یوسف اور صفیہ خون میں لتھڑے ہوئے آتے ہیں

صفیہ"بیٹا! عجلت سے زینب تم کہاں؟ خوب ملیں! دیکھو میں انھیں لڑائی سے پھیرا

زینب"یہ تو میں نے یوسف سے کہدیا تھا کہ اگر صفیہ بچی تو تم دشمنوں تک نہ پہونچ سکتے خیر خدا کا ہزار ہزار شکر کہ تم وقت پر پہونچ گئیں (یوسف سے) تم خون میں کیسے لتھڑے ہوئے ہو؟ کیا کسی اور سے تلوار چل گئی"

"اور کس سے مقابلہ ہوتا۔ وہی بچی جو ہماری عزت اور ہماری قسمت کے مالک نہیں بنے۔ ان سے بڑی لڑائی ہوئی اور میں نے بہتوں کو خاک میں ملا دیا۔"

زینب:۔ پھر تم وہاں سے واپس کیونکر آئے؟ عیسائیون کے پورے لشکر سے مقابلہ ہوا اور تنہا بچ کے نکل آئے کیا کچھ اور مسلمان سپاہی بھی ہو بچ گئے تھے؟
صفیہ:۔ (خوشی کے لہجے مین) نہین زینب یہ بڑی بہادری سے لڑے۔ اکیلے سب سے مقابلہ کیا اور سب کو بھگا دیا۔ بس وہی تو بڑے بڑے جو مارے گئے اور زخمی ہو کے گرے باقی سب بھاگ نڑے ہوے۔ مین تو اپنی آنکھون سے دیکھ رہی تھی ان کی شجاعت کی تعریف سُنا کرتی تھی۔ اب آنکھون سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حقیقت مین دشمنون سے مقابلہ کرتے وقت انکو اپنی جان کا کچھ خیال ہی نہین رہتا۔
زینب:۔ (حیرت سے) تمھارا ہی کام تھا کہ اکیلے ان سب سے لڑے اور بھگا کے چلے آئے زخمی تو بہت ہو گئے ہوگے؟
یوسف:۔ زخمی کیونکر نہوتا۔ یہ کہو کہ زندگی تھی بچ گیا۔ ورنہ مجھے ورنہ مجھے تو اسکی بھی امید نہ تھی کہ پھر آکے تم سے ملونگا۔ اور زینب مین سچ کہتا ہون۔ میرے دل مین اب تک وہی جوش ہے مجھے اسی بات کا یقین کہ اُن ظالمون نصاریٰ کے ہاتھ سے مارا جاؤنگا یہ صرف پیاری صفیہ کا حکم تھا۔ جو مجھے وہان سے پھر لایا خیر اب اپنے گھر مین جلدی چلو۔ میرے جسم سے بہت خون نکل گیا اور ناتوان ہوتا جاتا ہون دو تین زخم شاید ہین۔ انکو باندھ دو شاید ان کا فرون سے پھر مقابلہ کر سکون۔
صفیہ:۔ مگر میری ایک بات سُن لو۔ اب مین تمھارے لیے بدنام تو ہوگئی اگر ایسا ارادہ ہو تو مجھ سے ضرور کہہ دینا۔ مین بھی تمھارے ساتھ چلون گی۔ مین یہ نہین کہتی کہ ان ظالمون سے نہ لڑو۔ مگر ہان اگر مجھ سے چھپ کے جاؤگے تو مین بے موت مر جاؤنگی۔
یوسف:۔ نہین۔ اب مین بے تمھاری اجازت کے نہ جاؤنگا۔ مگر اٹ پر نگاؤ زینب جلدی چلو۔ مین بہت ناتوان ہوگیا شاید تمھارے وہان پہونچتے پہونچتے گر پڑونگا
صفیہ۔ ہان اپنے اپنے شوق کے جوش مین مجھے انکا خیال ہی نہین رہا۔
زینب جس طرح بنے انھین جلدی لے چلو۔
زینب:۔ اچھا چلو۔
یوسف:۔ زینب میرے پاس ہی رہو ایسا نہ ہو کہ گر پڑون۔
زینب:۔ (ہاتھ پکڑ کے) ذرا دل مضبوط کیے رہو۔ اب خدا نے چاہا تو جلد صحت

ہو جائیگی سب چلے جاتے ہیں۔

دوسرا سین

زینب کا مکان

قاضی ابو یحیی مجھے آپ ہی آپ بک رہے ہیں

قاضی ابو یحیی: "(جوش غم کے لہجے میں) ابھی تک نہیں آئی۔ اب زینب کیوں آنے لگی تھی وہ تو بیقرار ہے! افسوس میری بیٹی میرے ہاتھ سے گئی۔ مجھے اسکا صدمہ یا اسکی شکایت نہیں کہ اس نے یوسف کو کیوں دل دیا۔ افسوس وہ دنیا سے گئی! میرے دلکو داغ دے گئی! میرے جگر کو پاش پاش کر گئی! وہ غیرت دار تھی۔ سے یوسف کے ساتھ جان دیدی۔ بہادری سے مر گئی! افسوس صفیہ خوش نصیب تھی کہ غنیم ظالم کی قسمت ستم سے بچاؤں کے ہاتھوں میں دیکھ کے اس سے رہا نہ گیا"
اس لیے تلوار ہاتھ میں لے کے اپنا فیصلہ کر لیا۔ ایک ہم ہیں کہ مرجانے کا وقت ہے مگر جیتے ہیں۔ آہ! زینب کو کہاں دیر ہوئی۔ کیا وہ میری صفیہ کو لے کے آتی ہوگی یا نہیں۔ ایسی قسمت کہاں۔ افسوس! صفیہ کی ماں کو خبر ہوگی۔ تو اسکا کیا حال ہوگا۔ اسکی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو جائیگی"

ناگہاں زینب آجاتی ہے"

زینب کو۔ کیا خبر ہے! میری صفیہ کا پتہ لگا"!

زینب: "آہستہ سے قاضی صاحب! الحمد للہ کہ دونوں صحیح و سالم مل گئے اور میں انکو لے آئی ہوں۔ آپ ذرا ادھر کے کمرے میں چلے جائیے۔ آپ کے سامنے دونوں کو آتے شرم آئیگی۔ میں پھر آپ سے سارا حال بیان کر دوں گی۔ مگر اسوقت ذرا ادھر چلے جائیے۔

قاضی ابو یحیی: "(مسرت آمیز شوق میں) کہاں ہے؟ خیریت سے ہیں؟

زینب: "میں سب عرض کر دوں گی۔ مگر اسوقت آپ ذرا جلد ہٹیے۔ اچھے یوسف بہت زخمی ہے۔ اسمیں دروازے پر کھڑے ہونے کی تاب نہیں۔ میں بہانہ کر کے دونوں کو دروازے پر ٹھہرا آئی ہوں۔ بس اب آپ جائیے"

قاضی ابو یحییٰ "! جاتا ہون مگر کچھ حال تو بیان کرو کہ دل کو ذرا تسلی ہو"
زینب "(ہاتھ جوڑ کے) قاضی صاحب - للہ اسوقت مجھپر اور انکے حال پر رحم کھا کے گھڑی بھر کو خاموش رہیے -
قاضی صاحب اُٹھکے چلے جاتے ہین "
زینب "(پکار کے) بیٹی صفیہ! آؤ"
صفیہ اور یوسف آتے ہی پلنگ پر گر پڑتا ہے
صفیہ "زینب - اسوقت تمھارے ہان کون آیا ہے - آج تک تم نے کبھی مجھکو دروازے پر نہین ٹھہرایا"
زینب "بیٹی - یوسف کا تمہا کو ... سننا مجھے اچھا نہین معلوم ہوا - اور یہان شیخ حسن کی بیوی آئی ہوئی تھین - اُنکے سامنے یوسف کو کیونکر بلا لیتی - اور تمکو صرف یوسف کے لیے چھوڑ دیا"
صفیہ "پھر وہ کہان گئین"
زینب "اپنے گھر - اُدھر کے دروازے سے مین نے انھین نکالدیا"
یوسف "زینب میرا زخم باندھو کاری زخم لگا ہے - امید بچنے کی نہین"
زینب "یوسف اتنے بڑے بہادر ہوکے نام ڈبونے جاتے ہو! ایسے ایسے زخم مردون کے روز ہی آیا کرتے ہین - مگر تمھاری طرح کوئی دل نہین ہار دیتا ہے اور تم زیادہ گھبرائے ہو تو مین باندھے دیتی ہون"
زینب صفیہ کی اعانت سے یوسف کے زخم باندھتی ہے
یوسف "آہ! سخت تکلیف ہے - اب باندھنے سے درد بڑھ گیا مجھے کسی طرح اپنی زیست کی امید نہین ہو خدا ہی بچ جاؤن - ناتوانی یہانتک بڑھی جاتی ہے کہ غش آجانے کا خوف ہے آہ!
زینب اور صفیہ غور سے یوسف کیطرف دیکھنے لگتی ہین اور یوسف کو غش آجاتا ہے
صفیہ "(گھبراکر) ہائے زینب! اب کیا ہوگا اس سے تو یہی اچھا تھا کہ میدان جنگ مین میرا اور میرے یوسف کا خاتمہ ہو جاتا - آہ! مین کمبخت انھین یہان کیون لائی"
صفیہ رونے لگتی ہے
زینب "اسی لیے تو کہتی ہون بیٹی - کوئی گھبرانے کی بات نہین ہے دم بھر مین یوسف کو

ہوش آجائیگا۔ ناطاقتی مین اکثر ایسا ہوجاتا ہے۔ تم رُو دھو نہین۔ تمھاری
بیقراری یوسف کا مرض اور بڑھ جائیگا۔

صفیہ "(رو کر) ہائے! کیا کرون! اب تو مین ناامید ہوئی جاتی ہون آہ!
دل کی آس ٹوٹی جاتی ہے"

زینب "(جھنجلا کر) اے ہے! تم تو میرے بھی ہاتھ پاؤن پھلائے دیتی ہو"

صفیہ "تم کو میرے دل کا حال نہین معلوم"

زینب "سب جانتی ہون۔ مگر اسوقت انکا علاج کرنا چاہیے رونے دھونے
سے کیا فائدہ! اچھا بھئی۔ ایک بات سُنو۔ آپ تمھارے ابا جان کو بھی یہ حال
معلوم ہوگیا تمھارے جانے کے بعد میرے پاس آئے تھے۔ اور تمھارے لیئے بڑی
دیر تک روتے رہے انھون نے تمکو اجازت دیدی کہ یوسف سے اپنا عقد کرلو"
وہ تمھاری اس محبت کا حال سن کے ناراض نہین ہوے۔ بلکہ خوش ہوے
کہ یوسف کے ایسے نوجوان کو تم نے اپنا ہم عزت بنانے کے لیئے تجویز کیا"

صفیہ "(گھبرا کر) تو کیا انھین معلوم ہوگیا۔ خدا جانے کس نے کہدیا۔ اب کیا ہوگا

زینب "ہوتا کیا؟ کچھ نہ ہوگا۔ کہتی تو جاتی ہون کہ وہ سُن کے خفا نہین ہوے
بلکہ اور خوش ہوے"

صفیہ "اسوقت میرے مرنے کے رنج مین گھبرا کے انھون نے اپنی رضامندی
ظاہر کردی ہوگی۔ مگر اب تو میرے خون کے پیاسے ہونگے۔ زینب بڑا غضب ہوا
آہ! زینب اب کیا کرون۔ کہین ایسا نہ ہو تم سے میرا حال پوچھنے کیلئے یہان چلے آئین یا

زینب "(ذرا بھی خفا ہون تو میرا ذمہ) تم مطمئن رہو مین انکو یہان بلائے لاتی ہون وہ
آکے انکے علاج کا کچھ بندوبست کرینگے۔ اور ہم دونون سوا گھبرانے کے اور کیا تدبیر کرسکتے ہین

صفیہ "نہین نہین ایسا غضب نہ کرنا۔ زینب اس غم مین تم مجھے اور بدحواس کیے دیتی
ہو خدا کے لیے اب اس ذکر کو جانے دو جس حکیم کو کہو مین خود جا کے بلا لاؤن"

زینب۔ کیون بُری ہوئی ہو؟ وہ آکے اچھا خاصہ انتظام کردینگے۔ اور دم کے دم مین
انکو ہوش آجائیگا جس حکیم کو چاہین گے بلا لینگے اور تمھارے بلانے سے تو کوئی ایسا بھی نتیجہ نہ [illegible]

صفیہ "اچھا مانا اگر وہ خفا بھی نہ ہونگے۔ مگر مجھ سے انکی موجودگی مین نہ ہوگا کہ یوسف

کے سامنے بیٹھی رہوں۔"

زینب۔ "اچھا ایک کام کرو میں تمھیں ایک کمرے میں چھپا کے بٹھائے دیتی ہوں"

صفیہ۔ "ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ مگر یوسف کو اس عالم میں کیونکر چھوڑ دوں خدا جانے انھوں نے میرے عشق کا حال سن کے اپنے دل میں کیا کہا ہوگا!"

زینب۔ "صفیہ تھوڑی دیر کے لیے تم الگ چھپ کے بیٹھ رہو۔ یہ محبت کا وقت نہیں ہے۔ اسوقت تو یوسف کی دوا دوش کرنا چاہیے اور یوں محبت کے لیے عمر بھر پڑی ہے"

صفیہ۔ "(جھنجلا کر) ہائے کہتی تو ہوں کہ اچھا ہٹ جاؤنگی!"

زینب۔ "تو چلو!"

صفیہ۔ "چلی جاؤں گی پہلے تم انھیں بلا تو لاؤ۔"

زینب۔ "تمھیں نہیں معلوم میں انھیں بلا چلی ہوں۔ اور وہ میرے دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں"

صفیہ کے ہاتھ پاؤں میں لرزہ پڑ جاتا ہے۔

صفیہ۔ "بڑا غضب ہوا۔ اے ہے یہ سب باتیں کھڑے سن رہے ہونگے زینب تمنے مجھے کہیں کا نہ رکھا!"

زینب۔ "اچھا میں نے برا کیا یا بھلا۔ تم اب جلدی جاؤ۔"

صفیہ۔ "کہاں جاؤں؟ چولھے میں؟ ساری داستان وہ خود میری زبان سے سن چکے ہائے تقدیر!!"

زینب کے ساتھ ایک کوٹھری میں چلی جاتی ہے"

زینب۔ "(بے ہوش یوسف کیطرف دیکھکر) افسوس؟ اب تک ہوش نہیں آیا۔"

قاضی ابو یحیی کو کمرے سے نکال لاتی ہے۔"

قاضی صاحب دیکھتے ہیں یوسف کا یہ حال ہے۔ آتے ہی پلنگ پر گر پڑے اور گرتے ہی بیہوش۔ اب کوئی ایسی تدبیر بتایئے کہ انھیں جلدی ہوش آ جائے؟"

قاضی ابو یحیی۔ "خون زیادہ نکل گیا ہے۔ اسوجہ سے غش آ گیا۔ اب کچھ خوشبو کی چیزیں انکے پاس لاکے رکھدو۔ اور تھوڑی دیر بیٹھ کے آہستہ آہستہ پنکھا جھلو۔ اور منع کر دو کہ کوئی بولنے چالنے نہیں۔ بس ایک گھڑی بھر میں انھیں ہوش آ جائیگا!!"

زینب پنکھا جھلنے لگتی ہے اور قاضی صاحب خوشبو سنگھاتے ہیں۔"

قاضی ابو یحییٰ "(آہستہ سے) دیکھو اتنی ہی دیر کی راحت میں اتنا ہوا کہ کروٹ بدلی۔ بس اب ہوش بھی آیا جاتا ہے"

زینب "آپ کے آجانے سے اتنا بھی ہوا ورنہ میرے اور صفیہ کے زبان دانتوں کے نیچے دبا کے خاموش ہو جاتی ہے"

(بہت جھکے سے) میرے منھ سے نام نکل گیا کہیں سُن لیا ہو گا تو لڑکی آفت کر دیگی"

قاضی ابو یحییٰ۔ اب تو مجھے سب حال معلوم ہو چکا۔ اور میں کچھ اس پر ناراض بھی نہیں ہوں۔ پھر صفیہ کیوں اسقدر چھپاتی ہے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے یہ سُن کے خوشی ہوئی میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو لڑکیوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور میں نے تو شاید خود صفیہ کو اُس کے نکاح کا اختیار دیدیا تھا؟"

زینب "مگر صفیہ کو رسم عرب کے[^1] سبب شرم آتی ہے کہ آپ کے سامنے اس شخص کے ساتھ عقد کی درخواست کرے جو قبل نکاح اسیر عاشق ہو چکا تھا"

قاضی ابو یحییٰ "نہیں وہ زبردستی کی رسم تھی۔ اور میں اسکے خلاف ہوں۔ اچھا تم صفیہ کو یہاں لے آؤ۔ میں اُسے سمجھا دونگا اور اسکی تسلی کر دونگا"

زینب "میرے لانے سے تو وہ یہاں نہ آئیگی۔ آپ خود تکلیف کر کے اُدھر چلے جائیے دیکھیے اس کوٹھری میں ہے۔ سمجھا بوجھا کے راضی کر دیجیے بس اب اتنی ہی کسر ہے۔ کہ ایک تو صفیہ کو آپکا خوف نہ رہے دوسرے خدا کرے کہ یوسف جلد اچھے ہو جائیں"

قاضی ابو یحییٰ اُس کوٹھری کے دروازے پر جاتے ہیں جس میں صفیہ ہے

(محبت کی آواز سے) صفیہ صفیہ

جواب ندارد"

(پھر) "صفیہ! بیٹی صفیہ!"

صفیہ آنکھیں نیچی کر کے کانپتی ہوئی نکل آتی ہے"

(دلاہی کے ساتھ) لا بیٹی میں تجھ سے خفا نہیں ہوں۔ ڈرنے کی کون بات ہے میں نے تو خود تجھے اس امر میں مختار کر دیا تھا"

[^1]: عرب میں مشہور تھا کہ ماں باپ اس شخص کے ساتھ لڑکی کا نکاح کرنا جو پہلے سے عاشق ہو باعث ذلت و بدنامی خیال کرتے تھے"

صفیہ ''(خوف ندامت کی آواز) ابا جان! میں بڑی گنہگار ہوں - آپکو کیوں کر منہ دکھاؤں - ہمت نہیں میرے نالائق دل نے مجھے اس قابل ہی نہیں رکھا اپنی ذلیل صورت آپکو دکھاؤں ''

قاضی ابو یحیی '' نہیں صفیہ! میں تجھ سے ہر طرح خوش ہوں - تو نے کسی ذلیل آدمی کو دل نہیں دیا یوسف غرناطہ کا مشہور اور نامور نوجوان ہے اسکے کیرکٹر پر مجھے فخر ہوگا اسکی شرافت آج شہر بھر میں ہر دل پر نقش ہے -

صفیہ قاضی صاحب کے قدموں پر گر پڑتی ہے اور زار و قطار رونے لگتی ہے ''

صفیہ '' ابا جان میں نے آپ کے نام پر دھبہ لگا دیا - میں نے خاندان بھر کو ذلیل کیا مجھ سی لڑکیاں اس قابل ہیں کہ جاہلیت عرب کی رسم کے بموجب اپنے ماں باپ کے ہاتھ سے قتل کر ڈالی جائیں ''

قاضی ابو یحیی صفیہ کو اٹھا کے سینہ سے لگاتے ہیں اور آنسو پونچھتے ہیں

قاضی ابو یحیی '' بیٹی تجھے بالکل گنہگار نہیں سمجھتا - میں تجھے نہایت ہی پاکیزہ خیال تصور کرتا ہوں اگر بالفرض تجھ سے

صفیہ اب کوئی رونے دھونے کی بات نہیں ہے اٹھ اور چلکے زینب کے پاس بیٹھ

زینب '' (ذرا پکار کے) قاضی صاحب آیئے دیکھئے یوسف کو ہوش آگیا ''

قاضی صاحب یوسف کے پاس جاتے ہیں اور صفیہ زینب کے قریب بیٹھ جاتی ہے ''

قاضی ابو یحیی '' (یوسف سے) یوسف کہو اب طبیعت کیسی ہے -

یوسف '' قاضی صاحب کی صورت دیکھ کے متحیر ہو جاتا ہے اور دیر کے بعد جواب دیتا ہے -

'' اچھا ہوں مگر ناتوانی بہت ہے ''

قاضی ابو یحیی '' زخم کی تکلیف کچھ کم ہے ؟

یوسف جی ہاں اب بہت کم ہے ''

زینب '' یوسف خوش ہو - قاضی صاحب کی تدبیروں سے ہوش آیا اور قاضی صاحب کو تمھاری تکلیف کا بہت بڑا صدمہ تھا - تمھاری آرزو پوری کرنے کو قاضی صاحب

دل وجان سے راضی ہین تمھاری طبیعت ذرا اچھی رہے با اصلاح ہو لی اور عقد ہو جائے

یوسف ندامت سے آنکھین نیچی کر لیتا ہے۔

قاضی ابو یحیٰی۔ ہان یوسف اب انکے متعلق تم کوئی فکر اپنے دل مین نہ رکھو مین نے صفیہ سے بھی کہہ دیا اور تم سے بھی کہہ دیتا ہون کہ مجھے اس عقد مین کسی طرح کا اختلاف نہین جس وقت کہو تم دونون کا عقد کر دیا جائے خدا ہی نے تم دونون کو ایک دوسرے کے لیے پیدا کیا ہے مین کون مخالفت کرنے والا ہون۔

یوسف اور صفیہ دونون خاموش رہتے ہین

زینب۔ یوسف اب تو انشاءاللہ اچھے ہی ہین کوئی ہفتہ بھر مین قوت آجائے گی آج کون دن ہے۔ اتوار۔ اس اتوار کو پورا ہفتہ ہو جائیگا بس اوسکے بعد جمعہ کے روز ان دونون کا عقد کر دیجئے دونو کی بیتابیون اور بیقراریون کی اب انتہا ہو چکی اس خوشی مین یوسف کی طبیعت بہت اچھی ہو جائے گی۔

قاضی ابو یحیٰی۔ مجھے کوئی عذر نہین۔ مجھ سے جس وقت کہو سامان کرون خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ یہ دونون اس مقام سے سرخرو آئے جہان سے واپس آنیکی کسی کو امید نہین ہو سکتی اب یوسف کی طبیعت اچھی ہے مین بھی رخصت ہوتا ہون بیٹی صفیہ تم اپنے دل مین خیر ارنہ گھبرانا مین سچ کہتا ہون کہ مجھے تمھاری کوئی شکایت یہان تمھاری والدہ گھبرا رہی ہونگی اب تم اپنے گھر آوگی جلد آنا۔

صفیہ۔ (رو کر) ابا جان مین کیونکر آؤن۔ امان جان نے اوسکے متعلق کچھ پوچھا تو کیا جواب دونگی اور سب کے سامنے مجھ سے کس طرح چار آنکھین کیجائین گی۔

قاضی ابو یحیٰی (تسلی دیکر) صفیہ تمھاری والدہ بھی میری طرح تم سے خوش ہین انکو بھی کچھ شکایت نہین انکا خیال نہ کرو باقی رہے اور لوگ گھر بھر مین سوا تمھاری ان کے اور کسی کو خبر ہی نہین انکے سامنے شرمانے کی کون بات بیٹی تم اسی طرح بے خوف اپنے گھر مین آنا۔

زینب۔ آپ چلیے مین تھوڑی دیر مین انھین وہان خود آکے پہونچا جاؤنگی۔

قاضی ابو یحیٰی۔ بہتر تو مین جاتا ہون۔

قاضی صاحب چلے جاتے ہین۔

زینب "صفیہ! قاضی صاحب گئے۔ لو اب کھل کے بیٹھو۔"

صفیہ "تم نے غضب کر دیا۔ انکو میرے پاس بھیج دیا۔ کیا کہون کہ اسوقت میرا کیا عالم تھا۔ ابتک میرے دل سے کھٹکا نہین گیا"

زینب "اب یہ تمھارا جنون ہے سب دھرے۔ انھون نے تمھاری تسلی و تشفی کر دی اسی جمعہ کو تمھارا نکاح کر دینے کا بھی وعدہ کر لیا۔ ان ناحق کی ہولون سے فائدہ؟"

یوسف۔ (ناتوان آواز سے) کیا قاضی صاحب نے وعدہ کر لیا؟

زینب "تمھین سے تو کہا تھا کیا تم بھول گئے؟"

یوسف "ہان مجھے خیال نہین رہا خیر الحمد للہ کہ میری آرزو نکا بہت اچھا فیصلہ ہوگیا۔ مگر"

زینب "مگر کیا۔"

یوسف "پھر کہدونگا"

صفیہ "نہین یہ بتادو کہ تمنے مگر کیا کہا"

یوسف "اسوقت مجھ مین زیادہ باتین کرنے کی طاقت نہین ہے مجھے بڑا خوف ہے کہ پھر غش نہ آجائے"

غش کے خوف سے زینب اور صفیہ ساکت ہوجاتی ہین اور پردہ گرتا ہے۔

تیسرا سین

غرناطہ کی ایک سڑک

یوسف آہستہ آہستہ جا رہا ہے

یوسف "(آپ ہی آپ) آج جمعہ ہے شادی کا روز جسکی لوگونکو تمنا ہوتی ہے خصوص مجھ سے عاشق کو لوگ میرے منتظر بیٹھے ہونگے۔ صفیہ بھی راہ دیکھ رہی ہوگی۔ مگر واہ کیا اچھی قسمت ہے عجیب و غریب نہ دیکھی نہ سنی! ان تمام جھگڑون کے طے کرنے کے لئے اہل کسٹیل کی فوجون مین گھس گیا۔ وہان سے زندہ بچ کے چلا آیا۔ خیال تھا کہ یہ زخم ان بکھیڑونکا فیصلہ کردینگے مگر اب اچھا خاصہ ہون۔ ان زخمون سے بھی نجات مل گئی دنیا مین اور کوئی ہوتا۔ تو ان باتون سے خوش ہوتا مگر اب یہ حال ہے کہ اور زیادہ حیران و سرگردان ہون یہ کتنی بڑی خوشی موقع ہے کہ میری صفیہ گویا اب میری ہوگئی اس نے وفاداری"

کا بیٹا اور میرے ہاتھ [illegible] پیدا ہوتی - میرے عشق کی مدد کی - اس کے والد
نے بھی یہ خوشی خاطر [illegible] کر لیا کہ میرے ساتھ اس کا عقد ہو جائے - اب اس سے
زیادہ اور کون خوشی [illegible] عاشق کو حاصل ہو لیکن افسوس یہ سب
خوشیاں مجھ پر قیامت گزر رہی ہیں [illegible] گزرتی جاتی ہے مجھے دیکھ کے نفرت ہوتی
جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب میں [illegible] کے قابل نہیں رہا - آہ کیا کروں
شادی تو کروں مگر کوئی سامان [illegible] میرے امکان میں نہیں شادی کے
لئے روپیہ کی ضرورت ہے [illegible] نہیں [illegible] مگر میری [illegible] بھیانک ہے اگر اس کے
سہارے پر شادی کروں"

وہ ایک منہدم عمارت دیکھ کر "میں شادی کی فکر میں ہوں اور غرناطہ پر یہ گزر رہی ہے
کیپیٹل والے کی طرف عالیشان عمارات کو [illegible] ہیں مگر [illegible] تباہی آگئی -
سلطان سلمان خاقان برباد ہو رہے ہیں آہ [illegible] ان لوگوں سے [illegible] ظالم
سیر دیکھ [illegible] آہ اے [illegible] دوستو کہاں ہو تمہارے پیارے وطن پر
ستم ہو رہا ہے"

اس کی عمارتیں خون کے آنسو بہا رہی ہیں - اس کی [illegible] پر بھیانک لڑکیاں [illegible]
خوشی سے کھیل رہی تھیں [illegible] بچوں کی [illegible]
اور غرناطہ کی نسل کے بچے یتیم ہو گئے [illegible] گھروں سے بلک
کر رونے نکلتے ہیں اور دروازے پر ظالم کیپٹل والوں کی چمکتی ہوئی تلواروں سے سہم
ہیں - اے پیارے غرناطہ [illegible] کیا ہوا [illegible] تیرے
بہادر حاتمی کن پہاڑوں میں ٹکرا کے مر گئے کہ آج کہیں ان کا نام نہیں ہے -
تیری زمین کے پاؤں میں ان لوگوں کے خون کی مہندی لگی ہے - جو کل تک تیرے
موسم بہار کے شگفتہ پھول تھے - ان شادی کے گیتوں کے جگہ اب تیرے گلی کوچوں سے
آہ آہ کی آواز آ رہی ہے وہ جھنڈا کیا ہوا جو دولت بنی اسیم کی یادگار تھا +
افسوس آج وہ نہیں لہراتا - نصر [illegible] تیرے عاشق خاک میں ہیں اور جن سے
آجکل تیری رونق تھی انہوں نے ذلت کے ساتھ تیری محرابوں سے باہر قدم نکالے
سنسان چھوڑ گئے اور تیری قسمت دشمنوں کے سپرد کر دی آہ اے غرناطہ

تو خود بھی ذلیل ہوا۔ اور تیرے ساتھ تیرا اسلام بھی ذلیل ہوا ؎
یہ ذلت کیونکر دیکھوں۔ شام ہو گئی۔ اور آج [illegible] ان شہروں پر کوئی چراغ جلانے والا بھی نہیں۔ عیسائیوں کے گروہ سیر کرتے پھرتے ہیں۔ دیکھیے کب تک یہ عالم رہتا ہے۔
کوئی [illegible] ظالم عیسائیوں کو غرناطہ [illegible] موسیٰ بہادر موسیٰ۔ تو رخ کر گیا تھا۔ یہ وہی وقت ہے جبکہ تو نے خبر دی تھی۔ [illegible] وہ لوگ [illegible] سوسن کی تقریر سن کے ذلت سے سر جھکا لیا تھا۔ موسیٰ [illegible] تیرے [illegible] کے بعد۔ غرناطہ کی تباہی کے بعد میں کیونکر اپنا دل [illegible] رکھوں۔ صفیہ! پیاری صفیہ
تو مجھے آزاد کر دیتی تو اچھا تھا۔ میں بھی موسیٰ کا ساتھ دیتا اور لڑ کے مر جاتا ؎
ایک جگہ بیٹھ کے رونے لگتا ہے۔
" آہ یہ تباہی و بربادی کن آنکھوں سے دیکھوں۔ یہ شریف گھرانوں کی عورتوں سے کہو کہ بے برقع و چادر باہر نکلیں کیونکہ اب وہ نصاریٰ کی لونڈیاں ہیں۔ معزز خاندانوں کی بہو بیٹیوں سے کہو کہ سوگواری کا لباس پہنیں کیونکہ ان کے مرد تہ تیغ ہوئے اور اب بے والی وارث اور بیوہ ہیں ؎
وہ سامنے سے عیسائیوں کے کچھ سوار آتے ہیں۔ تھوڑے ہی تو ہیں [illegible] گے۔ ان پر حملہ کر کے دل کا جوش نہ نکال ڈالوں۔ اگر مار گیا تو یہ بھی [illegible] ورنہ [illegible] تو تھوڑا بہت مال اسباب ضرور مل جائیگا جس کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ [illegible] کے بہت کچھ لئے ہوں گے۔ کیونکہ دیکھ رہا ہوں [illegible]
آزمائی کا یہی موقع ہے صفیہ! اگرچہ تجھ سے اجازت نہیں لی۔ [illegible] کہ ضرورت اور دل کا جوش دونوں مجبور کر رہے ہیں۔ علاوہ بریں تجھ سے تو یہ عہد ہے کہ جب مرنے کی تیاری کروں گا تو تجھے خبر دوں گا۔ اور یہ تھوڑے سے ہیں انھیں تو میں مار کے بھگا دوں گا۔ یہ میرا کچھ نہیں کر سکتے بس تاخیر نہ کرنا چاہیے یہ تو بہت قریب آ گئے۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر!
حملہ کر دیتا ہے
ایک عیسائی سوار ؎ اس نوعمر عرب کو لو۔ دیکھو تلوار لیے پھرتا ہے شاید اپنی زندگی سے سیر ہو گیا ہے آخر تم نے سمجھ لیا کہ وہ تمہی پر آ پڑا

اسکی نوعمری اور خوش اندامی پر ترس آتا ہے۔ مگر یہ تو بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے کس مردانگی سے لڑ رہا ہے۔ ہوشیاری سے اپنے کو بچائے ہوے! یہ کوئی معمولی شخص نہین اسکے حملون سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلے درجہ کا سپاہی ہے! آہ۔ ہمارے چار آدمی مار ڈالے گئے اور اوسکو ایک زخم بھی نہ آیا اچھا اب زخمی کرکے گرفتار کرو یہ یون ہاتھ نہ آئے گا وہ تو بجلی پر جھپٹ پڑا ؀

دوسرا سوار۔ دیکھیے حضور ہوشیار یہ اب آپ پر آتا ہے بڑا بہادر ہے ؀

(یوسف سے) اے بہادر نوجوان کیا خوب ہوتا اگر تم ہتھیار دیدیتے تو ہم تمکو اپنے سردار کے پاس بھیجین گے جو سپاہی کا بڑا قدردان ہے ؀

یوسف۔ کمظرفو! مین اور اسلحے تمھاری سپرد کردون! ایسی غیرت سے کیا ہوتا دیکھو یہ اسلحہ تمھارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین بس اب ہوشیار ہو اور اپنے تئین بچاؤ۔ مین تم سب کو پھر بھی تمام کردونگا اس زمین کو دیکھ رکھو اسی پر تمھاری لاشین پڑی ہونگی ؀

عیسائیون کا سردار۔ بہت ہوشیاری مقابلہ کرو بیشک یہ نوجوان بڑا بہادر ہے اسکی گرفتاری بہت دشوار معلوم ہوتی ہے اب قتل ہی کی کوشش کرو مگر دیکھو وہ کیسا ہمارا نقصان کرتا جاتا ہے سب ملا کے دس آدمی ہوے جو تمھارے گروہ مین سے مارے گئے ؀

ایک عیسائی سوار۔ حضور اس نوجوان کے مقابلہ مین ہمارا دل ہارا جاتا ہے ہم لوگ اسکا مقابلہ نہین کرسکتے میرے نزدیک تو اسے یونہی چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اب مقابلہ مین ہمارا ہی نقصان ہے۔

یوسف (ڈپٹ کر) کیا اب تم جان بچاکے جا بھی سکتے ہو؟ سب کے سب نہ مار ڈالے جاؤ تو کہنا مین ان لوگون مین نہین ہون جنھون نے اطاعت قبول کرلی اور تمھارے آگے ذلت سے سر جھکا دیا او میرے اس حملہ کو روکو بس ابھی پھر تم سب کا خاتمہ ہے ؀

(پھر زور سے حملہ کرتا ہے)

ایک عیسائی۔ افسوس ہمارے پندرہ سولہ آدمی مفت مارے گئے (اپنے سردار سے) اگر ہماری مدد نہ ہوئی تو بیشک ہمین بھاگنا پڑیگا آپ لڑائی کا رنگ نہین دیکھتے۔

افسر — اکیلے ایک شخص سے - ایک متنفس کے سامنے اڑ ڈپے رہنا اسی دل سے
سپہگری کا نام لیتے ہو اچھا تو تمھاری مدد بھی آگئی اور بہت کافی مدد —
کیسٹل والون کا ایک رسالہ آجاتا ہے -

یوسف - (آپ ہی آپ) افسوس اب خیریت نہین بیشک صفیہ کے دل کو صدمہ پہونچا نہین اسکی جان پر بن گئی - آہ کیا تھا اور کیا ہو گیا - اب ہزارون کے مقابل ہین مجھے اب موت کے اور کیا ہو سکتا ہے - آہ - اے صفیہ میری محبت کا بھی اختتام ہے خدا تجھے صبر دے شاید اب خیال کو تیری طرف متوجہ ہونیکی مہلت نہ ملے لہذا ابھی سے رخصت ہوے لیتا ہون —

پھر عیسائیون پر حملہ کرتا ہے

کیسٹل رسالدار - بہادرو اس شخص کو زندہ گرفتار کرو تاکہ معلوم ہو کہ یہ کون شخص ہے اور کیون جان دینے پر امادہ ہو گیا ہے؟

سخت لڑائی سے یوسف زخمی ہوتا ہے

شاباش خوب زخمی کیا کیا اچھا ہاتھ پڑا ہے ایسے ہی تین ہاتھ اور خسروار بار شہید اتنا ابھی ہمین اسکی دلیری کی داد دینا ہے ہان خوب بس اب کام پورا ہو گیا یہ دوسرا ہاتھ اچھا پڑا اب کیا ہے الحمد یہ نیزہ پڑا پڑا - مر نہ جائے مگر واقعی بڑا بہادر ہے - اس زخم پر بھی لڑے جاتا ہے بس اب کمند کمند کمند اسی سے مطلب پورا ہوگا -

چارون طرف سے کمندین پڑتی ہین اور یوسف گرفتار ہو جاتا ہے

اور سب اسے باندھ کے سامنے کھڑا کر دیتے ہین

یوسف — (افسوس) آہ اب سب آرزوین خاک مین مل گئین - گویا کوئی تمنا دل مین تھی ہی نہین اب میرے دل مین پیاری صفیہ کی تمنا نہین رہی ہان اگر حسرت ہے تو اس بات کی کہ اسکے نازک دل کو صدمہ پہونچے گا افسوس اسکے دل مین کتنی بڑی چوٹ لگے گی جب سنے گی کہ عیسائیون کے ہاتھ مین گرفتار ہو کے مارا گیا مگر وہ سنے ہی کیون لگی تو بھی میری مفقود الخبری کا صدمہ کیا کم ہوگا چاہے کچھ ہو مگر آج کی غیر حاضری سے وہ اپنے دل مین مجھے بیوفا کہے گی اور حقیقت مین مین نے بیوفائی کی جو جان اسکی نذر کر چکا تھا اوسکو بے پوچھے خود اپنے ہاتھون مین نے عیسائیون کے سپرد

کر دیا یوسف ابتو دنیا کو چھوڑتا ہے مگر خیر کوئی پروا نہین ان باتون سے گذر کر میری پیاری
نافیسہ کا خیال مرتے وقت تک میرے دل مین رہیگا۔ شاعر یاد کرلین کہ فرہاد و شیرین
کی طرح مین بھی ایک شہید ناز ہون۔ اور مجھے بھی ان کے عاشقانہ خیالون مین جگہ
پانے کی صلاحیت حاصل ہوگئی افسوس ساری دنیا آج مجھ سے رخصت ہوتی ہے
اور مین بھی سب کو۔

عیسائیون کا سردار۔ اے نوجوان مسلمان تمھاری بہادری کی مین تعریف کرتا ہون
اتنا بتادو کہ تم کس شریف گھرانے سے ہو تمھاری جانبازی پر مجھے حیرت ہے۔

یوسف (آبدیدہ ہوکر) مین ایک معمولی سپاہی ہون اور اس سے زیادہ میرا کچھ حال
معلوم نہین ہے مجھے مختصر بیان دینے کے لئے تمھارے پاس آیا ہون۔ بس اب جلدی سے مجھے
قتل کرنے کی کوشش کرو۔

عیسائیون کا سردار۔ تم موت کے اسقدر منتظر کیون ہو۔

یوسف۔ اسکا جواب مجھے بھی نہین معلوم ہے۔

عیسائیون کا سردار۔ (دو تین کیطرف اشارہ کرکے) اچھا اسی وقت اس نوجوان
کو ہمارے سپہ سالار صاحب کے پاس لے جاؤ۔ وہ خود دریافت کرلین اسکی ذات
وغیرہ اگر تم نے سچا حال بیان کردیا ایسا ہو کہ تم اپنی بدنامی کے خیال سے حال
نہ بیان کرو۔ اچھا مین خود پہونچونگا۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔

سب کے سب چلے جاتے ہین۔

چوتھا سین

اہل کیتھل کے سپہ سالار کا خیمہ

یوسف پا بزنجیر کھڑا ہے اور مسیحی سپاہی گھیرے ہوئے ہین۔

سپہ سالار۔ تو یہ شخص بڑا شجاع ہے بہت سے سپاہی اس کے ہاتھون نذر اجل ہوئے
تھے اسکی گرفتاری بھی حیرت کی بات ہے۔
بھلا بتاؤ تو سہی تمھارے ہاتھ سے ہمارے کسقدر سپاہی قتل ہوے ہونگے۔

یوسف۔ مینے کبھی شمار کرنے کا قصد نہین کیا۔ ہزارون نہ سہی سیکڑون تو ہونگے۔
اس لئے کہ ابتدا اکثر لڑائیون مین بھی شریک تھا اور جب مینے حملہ کیا سیکڑون کا

خاتمہ کر دیا۔

سپہ سالار۔ باوجود اس بہادری کے تم کیونکر گرفتار ہو گئے۔

یوسف۔ قسمت اور کس کا نام ہوں۔ آپ ہی خیال کریجئے کہ جب ایک شخص تن تنہا ہزاروں سواروں کے گروہ میں پھنس جائے اسکے سوا کیا صورت ہو سکتی ہے ہائے افسوس

ایک آہ سرد کھینچتا ہے

سپہ سالار۔ لیکن اگر تم ایسے ہی بہادر ہو جیسا کہ میں سنتا ہوں تو اس قدر پریشان خاطر کیوں ہو۔ تم سے بہادر کو موت سے تو ہرگز نہ ڈرنا چاہیے۔ اگرچہ تمہاری موت کا مجھے بھی افسوس آتا ہے ہاں

یوسف۔ نہیں موت سے نہیں ڈرتا ہوں۔

سپہ سالار۔ اچھا حال تو بتاؤ کہ تم کون ہو۔ یہ تو یقین ہے کہ تم کسی معزز نسب سے ہو قوم و ملک کے ناموروں میں ہو مگر یہ تو معلوم ہو کہ کون تھے اور کس عہدے پر مامور تھے۔

یوسف۔ بس اسی قدر کہ عیسائیوں کا جانی دشمن ہوں اور [illegible] عرصے تک میں کبھی ملک [illegible] کا افسر تھا۔ اسلامی افواج شہزادہ کا ایک سپاہی ہوں [illegible] سوا اور کچھ نہیں مگر افسوس قسمت نے زندگی بھر ایسی نامرادیوں میں مبتلا رکھا کہ [illegible] پھر چاہے مجھے ترس نہ آئے لیکن آج میرے سوگوار و نیز ہر ایک کو ترس آئیگا۔

سپہ سالار۔ نہیں یہ بتاؤ تم کون [illegible] ہو۔ اور کس عہدے پر مامور تھے اور یہ بھی کہو کن نامرادیوں کی حسرت تمہیں ستا رہی ہے۔ تمہاری وضع اور تمہارے لباس سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی معزز نسل سے ہو۔

یوسف۔ نہیں ہو سکتا کہ اپنے ساتھ میں اپنے خاندان کو بھی بدنام کروں اور میری حسرتوں سے ان لوگوں کو کیا علاقہ جو ظالم ہیں اور جنہیں ہماری مصائب کا کچھ لحاظ نہیں بس میں وہی ہوں جو ہوں۔ زیادہ پوچھنا بے فائدہ ہے ہاں [illegible] اس قدر خوش ہو سکیں کہ ایک عمدہ شکار ہاتھ لگا۔

رونے لگتا ہے۔

سپہ سالار۔ تمہاری نوجوانی تمہاری شجاعت اور تمہاری [illegible] پر سخت [illegible] تمہاری

سفارش کرتی ہیں تمھیں قتل کرنے سے شاید یہ ہو کہ تم کو اتنی خوشی نہ ہوگی جتنا کہ صدمہ ہوگا
اور یہ تمھارے بچپن اور صفات ایسے ہیں کہ بار بار میرا جی چاہتا ہے کہ تمھارے حالات خود
تمھاری زبان سے سنوں کاش تمھیں میرے قول کا اعتبار ہو جاتا تو میں کہتا کہ جو الفاظ
تمھاری زبان سے نکلیں گے وہ اور کسی کے کان تک نہ پہونچیں گے اگرچہ یہ مسلم ہے کہ
تمھاری یہ گرفتاری اس عزت کے ساتھ ہوئی ہے کہ اس سے تمھارا خاندان اور نیکنام
ہوگا۔ مگر پھر بھی اگر تمھیں اسکی بدنامی کا خوف ہے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ اور کسی
کو خبر ہوگی ؛

یوسف ؛ درد کے بیچ میں مثل مشہور ہے۔ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را میری
داستان غم ایسی نہیں کہ کوئی سنے اور اوسکا دل پاش پاش نہ ہو جائے۔ اگر آپ میرا حال
سنیں گے تو آپ کے دل کو بھی صدمہ ہوگا اور میں نہیں چاہتا کہ جان دیتے وقت ایک
اور دل کو حسرت بناؤں ؛

سپہ سالار ۔ نہیں نہیں تم بیان کرو مجھے تمھاری داستان سننے کا بہت شوق ہے
اس اشتیاق میں مجھے زیادہ نہ پریشان کرو۔

یوسف ۔ میں غرناطہ کے ایک قاضی کا بیٹا ہوں اگرچہ میری سپہگری کی تعلیم
میں کم صرف ہوا مگر عربی خون اور قریشی نسل نے مجھ میں شجاعت کا مادہ ضرور پیدا
کر دیا تھا غرناطہ ہی کے ایک اور شریف قاضی کی بیٹی پر میں عاشق ہوا اس لڑکی کا نام
صفیہ ہے آہ پیاری صفیہ تیری حسرت اور تیری آرزو قبر میں بھی ساتھ جائیگی اور قیامت
تک میرے دل سے نہ نکلے گی۔ مختصر اس لڑکی نے میری الفت کا بالکل خیال نہ کیا
اور آخر یہ شرط کی کہ نصاریٰ اور اہل کسٹیل کے مقابلہ میں نامودی دکھاؤں۔
مجھے پہلا عشق کا سبق یہی ملا اور میری ؛
سپہ گری کی تعلیم کی گویا یہی ابجد تھی۔ میں نے اسی ناز میں تمھاری جورو شکے
کہنے سے ہتھیار باندھے اور اسلحہ جنگ سے آراستہ ہو کر تم لوگوں کا مقابلہ شروع
کیا بہت سے میدانوں میں بیسیوں عیسائیوں کو قاش زمین دیں اور سیکڑوں اہل
کسٹیل کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا مگر تقدیر بگڑی ہوئی تھی میں کیا بنا لیتا ؛

سپہ سالار ۔ تمھارا نام یوسف ہے ؛

یوسف- ہان میرا ہی نام یوسف ہے غرناطہ مین مین ان دنون بہت مشہور ہون۔
سپہ سالار- اوہو۔ تمھاری جرأت و شجاعت کی تو مین بھی تعریف سن چکا ہون تمھین ہوا بڑے شخص ہو۔ پھر کیون نہ ایسی شجاعت ظاہر ہو ہان پھر آگے کیا ہو۔
یوسف- سردار موسی کے مارے جانے کے بعد میرے دل مین بھی قومی، وطن کی محبت کا ایسا جوش پیدا ہوا کہ مین نے ارادہ کیا کہ تم ہی لوگون سے لڑکے مر جاؤن۔ آہ پیاری صفیہ اب مجھ سے زیادہ میری شیدا ہے وہ میدان جنگ مین آئی اور زبردستی مجھے پھیرے گئی۔ لیکن اس مرتبہ مین سخت زخمی ہوا تھا۔ واپس آنے کے بعد صفیہ کے والد نے۔

بھی منظور کر لیا کہ اپنی بیٹی میرے عقد مین دیدین اہ! ہر طرف سے امید و آرزو نظر معلوم ہوتی تھی مگر افسوس میرے پاس روپیہ نہ تھا کہ مین شادی کا کچھ سامان کر سکتا مین پریشان ہوکے گھر سے نکلا اور اسی فکر مین تھا کہ سامنے تمھارے سوار نظر آئے جو غرناطہ کی دولت لوٹ کے آتے تھے مین نے انپر حملہ کر دیا تاکہ ان کو پسپا کر دون اور جو کچھ دولت ان کے پاس ہو اسکو چھین کے اپنے کام مین لاؤن۔"
آہ! صفیہ سے مین نے وعدہ کیا تھا کہ اب اگر عیسائیون کے مقابلہ کو جاؤن گا تو اس سے اجازت لے کے مگر بدقسمتی سے گرفتار ہو گیا اور اسے خبر نہین کہ میری مصیبت پر وہ آنسو بھی بہائے۔ ہائے! آج کی تاریخ بلکہ یہی وقت نکاح کیلئے مقرر ہے۔"

وہان لوگ جمع ہو گئے اور میرا انتظار کر رہے ہون گے

پیاری صفیہ وصل کی خوشیون مین ہو گی منتظر ہو گی اور اسکا دل گواہی دے رہا ہو گا کہ مین آیا چاہتا ہون۔ مگر اگر مین مار ڈالا جاؤن تو شاید میری روح آزادی پاکے اسکی زیارت کو جا سکے بس اب آپ عنایت کریں۔
اور حکم دین کہ مین جلدی قتل کیا جاؤن آپ کو حیرت ہو گی کہ مین باوجود اس کے کہ آپ بہادر شخص ہون ہر بات پر رو کیون دیتا ہون اسکی وجہ یہی ہے کہ افسوس پیاری صفیہ کے دل کو بڑا صدمہ ہوئے گا جب وہ میرے مرنے کی خبر سنے گی اور اسی بیقراریون کا خیال کرکے مین بیتاب ہو جاتا ہون۔

ری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں ۔

سالار ۔ بے شک تمہاری داستان عجیب دردناک داستان ہے مگر یہ تو
ے ہو کہ تم سے جابر شخص کو پا کے چھوڑ دینا حماقت ہی نہیں اپنے بادشاہ کی
انی بھی ہے یہ تو کسی طرح ممکن نہیں کہ ہم تمکو چھوڑ دیں ۔

ف ۔ میں ان لوگوں میں نہیں جو موت سے ڈرتے ہیں آپ مجھے بیشک قتل
یجئے اور جلد قتل کیجئے تاکہ مجھے بھی ان عذابوں سے نجات ملے ۔ میں رہائی کی
سے درخواست بھی نہیں کرتا ہوں ۔

سالار ۔ جب یہ فیصلہ ہو گیا کہ ہم تمکو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے تو تمہیں بتاؤ
ور کیا تدبیر کیجائے ۔

ف ۔ تدبیر یہی ہے اور میں تو کہہ چکا کہ موت سب سے اچھی تدبیر ہے ۔

سالار ۔ تم میں سچی اور شریفانہ شجاعت ہے جس سے یقین ہے کہ تم قول کے
کے ہو گے اگر تم پھر یہاں چلے آنے اور خود اپنے تئیں گرفتار کرا دینے کا وعدہ کرو
ہو سکتا ہے کہ ہم آج رات بھر کے لئے چھوڑ دیں کہ جاؤ اور جا کے اپنی معشوقہ سے
ت ہو آؤ لیکن تمہیں مضبوط اقرار کرنا ہوگا کہ غائب
نہ جاؤ گے ۔

ف ۔ اگر آپکو میرے غائب ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اب مجھے چھوڑ کر ہی کیوں دیتے ہیں

سالار ۔ بیشک اندیشہ ہے مگر اس صورت میں یہ اندیشہ نہ رہے گا جب تم واپسی
قرار کر جاؤ گے کیونکہ ہمارے خیال میں سچا شجاع اور شریف آدمی جھوٹا اور وعدہ فراموش نہیں ہو سکتا

ف ۔ مگر

کچھ سوچنے لگتا ہے ۔

سالار ۔ غور اور فکر کیسی اگر تم وعدہ کرو گے تو ہم تمکو ابھی رہا کر دینگے صرف ایک رات کیلئے

ف ۔ اچھا میں عہد کرتا ہوں ضرور چلا آؤں گا ۔

سالار ۔ اب میں تمہارے رہا کر دینے میں کوئی عذر نہیں جاؤ اور اپنی معشوقہ سے
اور صبح کو رخصت ہو کے چلے آؤ ۔

یوسف چھوڑ لیا جاتا ہے اور ایک طرف چلا جاتا ہے ۔

پانچواں سین

زینب کا مکان ۔ بیرونی حصہ

قاضی ابو یحیٰ ۔ مروان بن عثمان ۔ یزید بن ہرثمہ محمد بن زکریا ایک وقت بیٹھے ہیں

محمد بن زکریا ۔ (قاضی ابو یحیٰ سے) شاید آپ مجھے وقت سے کسی قدر پہلے ملاقات
یوسف کا ابھی پتہ تک نہیں آخر ہم لوگوں کو کب تک انتظار کرنا پڑیگا ؟

ابو یحییٰ ۔ یوسف نے اس وقت تک نہ آئے پر مجھے خود حیرت ہے نہیں معلوم کیا
اتفاق ہوا کہ وقت معین سے دو گھنٹے زیادہ گذر گئے ہیں اور ابھی تک نہ آئے میں
جانتا ہوں کہ کسی ایسے ہی کام میں پھنس گئے ورنہ انکو تو کوئی معمولی چیز نہیں
روک سکتی تھی ۔

مروان بن عثمان ۔ قاضی صاحب آپ بڑے خوش نصیب شخص ہیں ۔
خدا اس عقد میں برکت دے یوسف کی ناموری اب ہسپانیہ عظمٰی کے حدود سے
باہر نکل گئی ۔

یزید بن ہرثمہ ۔ مجھے تو حیرت ہے معاملہ کیوں منعکس ہوا ۔ اور اہل اسلام پہ
زوال کیوں آگیا ۔ اس سے کہ یوسف ایسے اولوالعزم شخص کے لئے اندلس ہی کی ۔
سرزمین جولان گاہ نہیں رہ سکتی ایسے شخص کو مالک فرنج کی تمام سرزمین طے کرنا چاہیے
خدا جانے ہماری کیا شامت اعمال ہے کہ اس فخر غرناطہ کا غرناطہ کی دیواروں سے
باہر قدم نہیں نکل سکتا ۔

محمد بن زکریا ۔ ہاں یوسف کی سپہگری کا حال میں نے سنا ہے کہ اس نے
سرزمین ہسپانیہ کو افرنجیوں کے ہاتھ سے بچانے میں بڑی سرگرمی سے داد شجاعت دی

یزید بن ہرثمہ ۔ جناب مولانا میں تو اکثر لڑائیوں میں یوسف کی شجاعت کا تماشہ
دیکھ چکا ہوں حقیقت میں ایسی شجاعت نہ دیکھی ہے اور نہ سنی ہے ایک نوجوان
ناتجربہ کاری کے عالم الولہ کے ساتھ ایسا بہادر اور شجاع ہو بڑی حیرت کی بات
ہے آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یوسف نے جب دشمنوں پر حملہ کیا ہے انکی آنکھیں ان
گی ہیں اور وہ بجلی کی طرح اون سے اتر گئے ۔

خیمہ تک اس تیزی سے پہونچ گیا ہے کہ کیا موافق اور کیا مخالف سب
عش عش کر گئے۔ ایک بار یوسف نے مجھ اسی ساحرانہ پھرتی سے دشمنون
کے سردار فوج کا سر کاٹ لیا ہے کہ شکست کھا چکنے پر مسلمان غالب ہو گئے اور
دم زدن مین تمام عیسائیون کو کاٹ کے ڈالدیا اس قسم کی شجاعت تو قصہ کہانیون
مین بھی کم سنی گئی ہے۔

محمد بن زکریا۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ۔

مروان بن عثمان۔ انھین اوصاف کے خیال سے مین تو قاضی صاحب کو
مبارکباد دیتا ہون ایکی صاحبزادی سے زیادہ کون خوش قسمت ہوگا جکو ایسا
نامور نوجوان اپنے عقد مین قبول کرے۔

یزید بن ہرثمہ (مروان کے کان مین چپکے سے) مگر مین نے تو سنا ہے کہ یوسف کسی
اور لڑکی پر عاشق تھا اور اس لڑکی ہی نے یوسف کو لڑائی پر آمادہ کیا یوسف
قاضی صاحب کی بیٹی سے عقد کرنے پر کیونکر راضی ہو گیا ہے"

مروان۔ تم اس لڑکی کو جانتے ہو جسپر یوسف عاشق تھا اگر یوسف نے اس لڑکی
سے اب بد عہدی کی تو بیشک وہ بیوفا شخص ہے"

یزید۔ اس لڑکی کو تو مین نہین جانتا مگر یہ تو آپ نے بھی سنا ہوگا کہ یوسف کو غرناطہ کی
کسی دوشیزہ ہی نے لڑائی پر آمادہ کیا ہے"

مروان۔ ہان۔ یہ تو مین نے بھی سنا تھا مگر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ کوئی
اور لڑکی تھی کیا عجب کہ قاضی صاحب کی صاحبزادی پر عاشق ہو اور اسی نے یہ
شریفانہ امتحان لیا ہو۔

یزید۔ لیکن اگر یہی لڑکی ہوتی تو یوسف آنے مین انتظار نہ دکھلاتا ظاہر ہے
کہ معشوقہ کا شوق عاشق کو ہر گھڑی بیتاب رکھتا ہے"

مروان۔ ہان تمھارا یہ خیال صحیح ہے اور کیا عجب کہ یوسف ٹال جائے اور نہ
آئے۔ شاید قاضی صاحب نے دلاسا دے کے اور پھسلا کے
اوسے راضی کر لیا ہوگا اور عین وقت پر یوسف
بدلا لنا چاہتا ہے"

شہید وفا

محمد بن زکریا۔ آپ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں با آواز بلند گفتگو کیجئے کہ ہماری بھی دلچسپی ہو
پیر مرد۔ کچھ نہیں یہی ذکر تھا کہ غرناطہ پر کیسی تباہی آگئی اور عام طور پر لوگ کس تطوعیت
سے خاندان برباد ہوئے جاتے ہیں؟

محمد بن زکریا۔ جی ہاں یہ ہم لوگوں کی شامت اعمال ہے۔
جب ہم لوگوں میں عیش و عشرت کا بازار
گرم ہوا اور ہماری نیتوں سے وہ خلوص دینی نکل گیا تو خدا نے بھی وعدہ پورا کیا
اور ہمارے ساتھ وہی کیا جو پروردگار عالم ہر عشرت پسند قوم کے ساتھ کرتا
رہا ہے۔

قاضی ابو یحییٰ۔ جناب ہم لوگوں کو تو کچھ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اپنے گھروں
میں چھپے بیٹھے ہیں اور شاید شرافت کے پاس سے یا کسی مصلحت سے ہمسے چند ان
تعرض بھی نہیں کیا جاتا اگر کسی وقت آپ شہر کی دو ایک سڑکوں کی سیر کریں تو معلوم
ہو کہ ہر طرف کیسی تباہی برس گئی ہے آج میں گھڑی بھر کو باہر نکلا تھا افسوس یہ میں
بھی دھوکا ہوتا تھا کہ یہ وہی ہمارا غرناطہ ہے یا کوئی اور شہر ہے۔

محمد بن زکریا۔ افسوس صد ہزار افسوس آخر ناطہ پر قیامت آگئی (دو ہاتھ اٹھا کر) خدایا
اپنے بندوں پر رحم کر انمیں سب خرابیاں ہیں ناشکرے گنہگار ہیں۔ مگر اتنا
ضرور ہے کہ سب مسلمان اور سب تیری توحید کی شہادت دیتے ہیں اب انکے
سب لوگ لگے با آواز بلند آمین آمین۔!!

محمد بن زکریا۔ یہ بہت برا ہوا دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے عیسائی لوگ مسلمان کے قدیم
دشمن ہیں اب انکو اپنی آرزو میں پوری کرنیکا موقعہ ہے مسلمانوں سے وہ بہت بری طرح انتقام
لیں گے پیر مرد جی ہاں۔ اب تو ہم انکی رعایا ہیں وہ جیسا برتاؤ چاہیں ہمارے ساتھ کریں
چاہیں سب کو قتل کر ڈالیں اور چاہیں فیاضی اور رحمدلی سے کام لیکر چھوڑ دیں

قاضی ابو یحییٰ۔ مگر ہم نے اپنی حکومت کے زمانہ میں عیسائیوں کے ساتھ بہت
اچھا برتاؤ کیا وہ ہمارا کوئی ظلم نہیں ثابت کر سکتے یہ اور بات ہے کہ لڑائی کیلئے جب
ہم حدود فرانسہ پر چڑھ گئے تو ہم نے ان کے سپاہیوں کو بیدریغ قتل کیا لڑائی
کے وقت سب ہی ایسا کرتے ہیں۔

کہتے ہیں دیکھنا تو اس امر کا ہے کہ جب انکے ملک پر ہم حاکم ہوگئے اور رعایا کو
کو امان دیدیگئی اسکے بعد ہم نے ظلم نہیں کئے
محمد بن زکریا ؛۔ اب تو جو وہ کہیں وہی سچ ہے اگر ہنے کوئی ظلم نہ بھی کیا تو بھی اگر
وہ کہیں تو ہم ہر طرح ظالم ہیں ؛۔
یزید ؛۔ میرے نزدیک تو موسیٰ کی رائے صحیح تھی سب سلمان کو لڑ کے مرجانا
چاہیے تھا ؛۔
مروان ؛۔ اب تو سب کہیں گے مگر جس وقت موسیٰ نے یہ تقریر کرکے قصر حمرا
مین چارون طرف دیکھا تھا اسوقت سب کے سر جھکے ہوئے تھے اور ایک بھی تو تھا
جو اسکا ساتھ دینے پر آمادہ ہوا ہو ؛۔
محمد بن زکریا ؛۔ (اکتا کر) اب تو بہت دیر ہوئی قاضی صاحب مجھے اسوقت
ضرورت بھی ہے اور یہ زمانہ ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم لوگ گھر سے زیادہ دیر تک غائب
رہیں تمام شہر لٹ رہا ہے بہتر ہو اگر اسوقت مجھے آپ اجازت دیں ۔ اور وعدہ کرتا ہون
کہ آپ جس وقت بلائیں گے پھر حاضر ہوجاؤن گا ؛۔
مروان ؛۔ ہان میرے نزدیک بھی یہی مناسب ہے ہم لوگ بیٹھے تو یہان ہین مگر
خوف لگا ہے کہ کہیں ہمارے گھر نہ لٹ گئے ہون اب اسوقت آپ سب صاحبونکو
رخصت کر دیجیے اگر یوسف آجائیں تو پھر بلا بھیجے گا ؛۔
قاضی ابو یحییٰ ؛۔ تھوڑی دیر انتظار کر لیجیے ۔ مین ایک ہی دفعہ تکلیف دینے
سے زیادہ نادم ہون دوبارہ قدم رنجہ کی تکلیف دی تو اور
زیادہ گستاخی ہوگی
محمد بن زکریا ؛۔ ہم لوگ آپکے خادم ہین جب فرمایئے گا حاضر ہونگے تکلیف کیسی
آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا ہمارے لیے موجب فخر ہے
یوسف آجاتا ہے مگر بہت ملول ہے اور چہرہ اترا ہوا ہے ۔
محمد بن زکریا ؛۔ مرحبا آپنے تو آج بہت انتظار دکھایا ۔ مزاج تو اچھا ہے ؟
یوسف ۔ الحمد للہ ؛۔
محمد بن زکریا ؛۔ لیکن آپ اسقدر افسردہ اور ملول کیون ہین ؟ یہ کیا چہرا اترا ہوا ہے

پرحسرت برس رہی ہے باز لئیے تو کیا ہوا گیا۔ آخر آپ کو صدمہ کس بات کا ہے مسرور ہوجیے کہ آپ کی شادی کا وقت ہے۔ اس وقت انسان کو خندہ پیشانی اور مسرور رہنا چاہیے"

یوسف ۔ اسکو کیا کرون کہ قسمت برسر عداوت ہے۔ افسوس آپ کو بیفائدہ تکلیف ہوئی۔ اور پھر میرے انتظار مین اور زیادہ وقت ضائع ہوا۔ مگر اب مین نہایت ندامت سے گذارش کرتا ہون کہ افسوس اسوقت مین معذور ہون۔ آج عقد نہین ہو سکتا کل یا پرسون پھر دیکھا جائیگا"

قاضی ابو یحیٰ ۔ (بعد حیرت سے) کیون؟ معلوم تو ہو کہ کون ایسا سبب مانع ہے۔ ہم لوگ اسکے دفعیہ کی کوشش کرینگے"

یوسف ۔ (آہ سرد کھینچ کے) اسکی کوشش سے کچھ نہین ہوسکتا۔ تقدیر سے لڑنے مین جس طرح مین بے دست وپا ہون آپ بھی ہین"

قاضی ابو یحیٰ ۔ اچھا تو پہلے اندر آؤ۔ پھر جو مناسب ہو کرنا"

یوسف ۔ جناب قاضی صاحب۔ یہان وہان سب جگہ برابر ہے آپ سب صاحبون کو اب بیکار تکلیف دینے سے کیا فائدہ۔ ابھی مین یہ عرض کرتا ہون کہ تھوڑی دیر کے بعد جب مین اصل حال عرض کرونگا۔ تو آپ بھی تسلیم کرینگے کہ اسوقت نہ ہونا ہی ضروری تھا۔ بلکہ آپ خوش ہونگے کہ خوب ہوا جو نکاح نہ ہوا۔ اب آپ سب صاحبون کو رخصت کر دیجیے بیکار تکلیف دینے سے کیا فائدہ"

مرداس ۔ (یزید کے کان مین) مین سمجھتا تھا۔ یوسف کسی اور لڑکی پر عاشق ہے قاضی صاحب [illegible] سمجھتے ہین کہ اپنی بیٹی اسکے گلے باندھ دین"

یزید ۔ ہان شاید۔ مگر یوسف کی افسردگی سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور مضمون ہے اب خدا جانے کیا بات ہے کچھ سمجھ مین نہین آیا۔ جو کچھ ہوگا دو چار روز مین معلوم ہی ہو جائیگا"

قاضی صاحب ۔ اچھا آپ لوگون کو تکلیف دینے پر مین نادم ہون سب چونکہ یہان کوئی کام نہین رہا لہٰذا اگر آپ چاہین تشریف لیجائین"

قاضی صاحب :- (دل مین) کیا بات ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ کیا یوسف
انکار ہے ؟ مگر اسکا تو یقین نہین آتا۔ عشق مین ایسا نہین ہوتا۔ مگر ہان شاید
اسکی طبیعت بدلگئی ہو۔ افسوس میری صفیہ پر بڑا ظلم ہوا۔ جس وقت وہ سنیگی۔
کہ یہ سب لوگ پھر گئے تو اسکے دل پر کتنی بڑی چوٹ لگے گی۔ مین بھی اندر چلون
شاید معلوم ہو کہ یوسف نے کیون انکار کردیا مگر ابھی جانا مناسب نہین صفیہ
خود یوسف سے پوچھے گی۔ اور میرے سامنے اوس سے پوچھا نہ جائیگا۔
اچھا ذرا مین گھر ہو آؤن صفیہ کی مان کو زبردستی مین نے وہین رکھا۔ وہ بیٹھی
گھبراتی ہونگی۔ منتظر ہونگی کہ مین اونھین مبارکباد دون اور صفیہ کے نکاح کی
خوشخبری سناؤن اگرچہ مین انھین ایک صدمہ۔
ہی پہونچاؤن گا"
مگر جانا چاہیے کہ کمبل والون نے لوٹ نہ لیا ہو"
اٹھکے چلے جاتے ہین

چھٹا سین

زینب کا مکان اندرونی حصہ
زینب اور صفیہ بیٹھی ہین "

زینب :- (صفیہ سے) بیٹی کوئی گھبرانے کی بات نہین۔ یوسف اب آتے
ہونگے کسی کام مین پھنس گئے ہونگے۔ وہ خود دیر نہ لگاتے "
صفیہ :- یہ تو مین جانتی ہون کہ ان سے جہانتک بنے گا جلدی ہی آجائے
مگر ایسا نہو یہ لوگ بیٹھے بیٹھے اکتا کے چلے جائین مجھے کسی اور کا خوف نہین
اپنی قسمت سے ڈرتی ہون۔ سب طرف سے آرزو پوری ہونے کی امید
میرا یوسف بھی مجھ سے موافق ہے۔ مگر مجھے اپنی قسمت سے ڈر معلوم ہوتا
کیون زینب وہ نہ آئے تو کیا ہوگا"
زینب :- کیسی باتین کرتی ہو۔ اپنے ساتھ مجھے بھی ستی کیون بنا دیتی ہو

نہ کیوں آئینگے یہیں رہتے ہیں۔ یہی مکان ہے نہ آئینگے تو جائینگے کہاں ؟"

صفیہ " اچھا تو پھر دیر کیوں لگی۔ میں نہ مانونگی۔ میری قسمت نے کوئی شگوفہ چھوڑا "

زینب :۔ صفیہ۔ میں تمھیں اتنا خفقانی نہیں جانتی تھی۔ ہزار سمجھاؤ کسیطرح سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ وہ انسان کیا جس میں ذرا تحمل نہ ہو۔ اب تم ایسی ننھی بھی نہیں ہو کہ برا بھلا نہ سمجھو۔ کہدیا آتے ہونگے۔ کسی دوست کے یہاں باتوں میں دیر شاید لگے دکان لگا کر) ہاں آگئے۔ باہر لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں۔ وہ کیا آواز آرہی ہے۔

صفیہ :۔ (دل میں خوش ہوکر) اب جان میں جان آئی۔ زینب سنو دیکھو کیا باتیں کرتے ہیں "

زینب :۔ اب شرمیلی بن کے بیٹھو۔ تھوڑی دیر میں لوگ پوچھنے آئیں گے دیکھا جائیگا

صفیہ :۔ تقدیر ہی نے مجھے بے شرم بنا دیا۔ اب شرم کہاں جب آئینگے دیکھا جائیگا

زینب :۔ چلو وہاں چلکے بیٹھو۔ ایسیہاں ٹھہرنا تمھیں مناسب نہیں تمھارے ابا جان ہی آجائیں تو اپنے دل میں کیا کہیں گے "

صفیہ :۔ اچھا چلو۔ مگر مجھ سے تو بچلا نہ بیٹھا جائے گا۔ جبتک کوئی مارے باندھے بیٹھی رہونگی "

زینب :۔ نہیں تمھیں شرم کی ادا سے بیٹھنا چاہیے "

صفیہ " ہاں بیٹھی رہونگی۔ مگر کہیں وہ آئیں تو "

زینب :۔ تم چپ رہو اب زیادہ باتیں نہ کرو "

زینب صفیہ کو ایک مقام پر خاموش بٹھادیتی ہے اور صفیہ گردن جھکا کے بیٹھتی ہے "

صفیہ " زینب ابھی تک کوئی نہیں آیا۔ اب کبتک سمٹ سمٹ کے بیٹھی رہوں "

زینب " آتے آتے آئینگے۔ آخر وہاں بھی تو تھوڑا بہت کام ہے گھبراؤ نہیں "

صفیہ :۔ تم کسی تدبیر سے بلاؤ کہ جلدی آئیں "

زینب :۔ اب آیا ہی سمجھو۔ باہر سلام علیک کی کئی آوازیں آئیں۔ ہاں ادھر کوئی آ ہوگا۔ (کچھ آہٹ پا کر) لو صفیہ سنبھلو دیکھو تم نہ پوچھنے شاید کوئی

نہیں وہ تو خود یوسف ہے" (حیرت سے) یوسف تم کیوں چلے آئے۔ نکاح سے فراغت ہولیتی تو آتے"

یوسف :- "افسوس! زینب اب نکاح نہیں ہو سکتا۔ ایسی قسمت کہاں آرہ کہاں! میری آرزو اور پوری ہو"

صفیہ :- "کیا۔ آخر کیا ہوا؟ ہائے میں تو پہلے ہی گھبرا رہی تھی۔ خدا کے لئے۔ جلدی کہو۔ زیادہ صبر کی طاقت نہیں ہے"

زینب :- اور ہاں تمہاری یہ حالت کیا ہو رہی ہے۔ چہرے پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں منھ ذرا سا نکل آیا ہے۔

یوسف :- آہ۔ اس کا حال نہ پوچھو۔ قسمت نے ترس کھایا جو اتنی اجازت دیدی کہ تم سے ملنے آیا ہوں یہی غنیمت سمجھو۔ بس رخصت۔ اور مجھے یہ خیال کر کے رخصت کرو کہ اب کبھی نہ ملوں گا"

زینب :- کیا کہتے ہو۔ کچھ اس طرح کہو کہ سمجھ میں آ جائے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا۔ آخر کیا ہوا کیوں اسقدر مایوس ہو؟

یوسف :- پیاری صفیہ! تم دونوں سن لو کہ اب میں آزاد شخص نہیں ہوں مجھ پر اب میرا اختیار نہیں۔ جن عیسائیوں کے ہاتھ میں قید ہوں۔ اب اُن کا غلام ہوں افسوس! اب آزادی کہاں" روسنے لگتا ہے۔

صفیہ :- (بیتاب ہو کر) یوسف! میرے یوسف! کیا ہوا کیا! عیسائیوں سے تم سے کیا تعلق اُن ظالموں سے کیا علاقہ! میری سمجھ میں خاک بھی نہیں آیا کہ تم کیونکر عیسائیوں کے غلام ہوئے؟

یوسف :- پیاری صفیہ طمع نے مجھے خراب کیا۔ غرناطہ کی سڑکوں پر میں سیر کرتا چلا جاتا تھا ایک طرف تو میری حسرت غرناطہ کی تباہی و بربادی دیکھ دیکھ کے بڑھتی جاتی تھی دوسری طرف یہ خیال مجھے اور پریشان کئے ہوئے تھا کہ آج شادی کا دن ہے اور میرے پاس ایک پیسہ نہیں۔ انھیں خیالات میں تھا کہ سامنے سے کیسٹل والوں کے کچھ سوار نظر آئے۔ جو لوٹ مار کا بہت سا مال لئے چلے آتے تھے۔ میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ اسباب ان۔

لوگون سے لوٹ مار کے چھین لون گا۔ اُن پر حملہ کر دیا مین نے کئی سوارون کو قتل کیا
اور قریب تھا کہ وہ لوگ بھاگ جائین کہ اتنے مین اُن کا ایک پورا رسالہ آگیا۔ مجبوراً
مین نے سب سے مقابلہ کیا اور بڑی دیر تک اُن لوگون کو قتل کرتا رہا۔ آخر زخمی
بھی ہوا۔ اور عیسائیون نے کمند ڈال کے مجھے گرفتار بھی کر لیا۔ پیاری صفیہ
اتنی خطا تو ضرور ہے کہ بے سمجھے بوجھے مین نے اُن پر حملہ کر دیا۔ مگر اب تو جو قسمت
مین تھا وہ ہوا۔ صفیہ۔ اس طرح مین گرفتار ہوا۔ اور میری آزادی یون چھینی گئی۔
اور اسطرح مین عیسائیون کا قیدی بنا۔ اور میرے گلے مین غلامی کی رسی ڈال دی گئی
اُن سوارون نے مجھے عیسائیون کے سپہ سالار کے
سامنے پیش کیا وہ شخص بڑا رحمدل تھا۔ میرا حال سُنکے اسے مجھ پر ترس آگیا اور
نہایت رحمدلی سے مجھے اجازت دی کہ پیاری صفیہ مین تمھاری زیارت کر آؤن اور
تم سے رخصت ہو لون۔ اُس نے صاف صاف کہدیا کہ ہم تمکو زندہ نہین چھوڑ سکتے
کیونکہ تم نے ہمارے صدہا آدمیون کو قتل کیا۔ لیکن ہان اتنا ہو سکتا ہے کہ ایک
رات کے لئے تمکو اتنی مہلت دیدی جائے کہ اپنی معشوقہ سے جا کے رخصت ہو آؤ۔

زینب: "تو اُن لوگون کے سوار حراست کے لئے تمھارے ساتھ آئے ہونگے"

یوسف: "نہین مین تنہا آیا ہون۔ عیسائیون کے سردار نے میری بڑی قدر کی۔
اُسنے کہا چونکہ تم مین شجاعت ہے لہذا راستبازی بھی ہوگی۔ حراست کی کوئی ضرورت
نہین اگر تم وعدہ کر لو کہ پھر یہان آکے اپنے تئین قید کرا دوگے تو مین تمکو چھوڑ دون
آخر اُسکے کہنے کے بموجب مین نے واپسی کا عہد کیا اور عہد کر کے پیاری صفیہ۔
تمھاری زیارت کو آیا ہون"

صفیہ: "(کانپتی ہوئی آواز سے) پھر اب کیا ہوگا؟ شاید میری اور تمھاری موت
اسی حیلے سے ہے۔ یوسف کیا اب اُن ظالمون کے ہاتھ سے نجات پانیکی کوئی صورت
نہین؟ دیکھو اگر کوئی تدبیر ہو تو بہتر ورنہ صاف کہدو کہ مین اس شہادت کے لئے
تیار ہو جاؤن۔ جو میرے یوسف کو نصیب ہوگی! آہ تقدیر نے کسوقت آرزوئین
خاک مین ملائی ہین"

زینب: "میرے نزدیک تو تم اب نہ جاؤ وہ لوگ کیا کر لین گے۔ لڑائی مین

فا... ب ہی فریب اور حیلہ کرتے ہین - دشمن کے ہاتھ سے نجات مل گئی تو اسکیلئے فردت
م جان بوجھ کے موت کے منھ مین چلے جاؤ تم یہین چھپکے بیٹھے رہو -
سف :- زینب وہ باتین بتاؤ جو کسی معزز آدمی سے کرنیکی ہون - ہان یہ سچ ہے
لڑائی فریب ہی کا نام ہے اور دشمن کے مقابلہ مین اُس قسم کے معاملات جائز ہوجاتے
ن مگر یہ بدعہدی اور قول سے پھرجانا کسی حالت مین نہین جائز ہے - یہ نہین -
ہن ہے کہ اب مین سچ کو نہ جاؤن گا - یہ جانتا ہون کہ جاتے ہی قتل
ہونگا مگر جاؤن گا ضرور "
صفیہ :- (یوسف سے لپٹ کر) ہائے دیکھو قسمت نے میرے اور تمھارے ساتھ
کیسی دشمنی کی! مجھے معلوم تھا کہ وہ لاعلاج ہے - مگر زبان پر لاتے ڈرتی تھی -
آہ! جب کبھی کوئی ایسا جملہ میری زبان سے نکلا زینب نے مجھے سٹر بنایا - اب سب
کو معلوم ہو گیا ہاے! اب تو کوئی تدبیر نہین ذہن مین آتی - یوسف مین یہ نہین
کہتی کہ تم میرے لیے بدعہد بنو اور اپنے دامن مین عہدشکنی کا دھبا لگاؤ -
لیکن ہان یہ ضرور کہونگی کہ تم مجھے بھی اپنے ساتھ لئے چلو - آہ جو میرے
یوسف کا مقتل ہوگا "
یوسف :- صفیہ! میرے لیے تم اسقدر حیران کیون ہوتی ہو تمھارے والد تمھاری
والدہ تمھارے عزیز و اقارب اور سب سے زیادہ بی بی زینب سب تمھارا دل بہلانیکو کافی ہین
میری قسمت بُری تھی - میں تمھارے قابل نہ تھا - اب میرے خیال کو اپنے دل سے بھلا دو
تم تو معشوق ہو - اور تم نے سُنا ہوگا کہ حسین اپنے دلدادون کے خیال کو ہمیشہ
دل سے مٹا دیتے ہین میری آرزو ہے کہ تم بھی ویسا ہی کرو جو تمھارے حسن و جمال اور
تمھاری اس دلربا صورت کے شایان ہے "
صفیہ :- بھلادون! تمھارے خیال کو دل سے بھلا دون! کیونکر بھلا دون یا کسی
کو کوئی ایسی تدبیر معلوم ہو تو للہ بتا دے - یوسف مین تمھاری عاشق ہون -
تمھاری صورت بلکہ اُس سے زیادہ تمھارے اوصاف پر فدا ہون - اور آہ! تم چاہو
نہ دیکھو لوگ دیکھ لینگے کہ مین تم پر فدا ہو گئی -
یوسف :- صفیہ ہم تم مسلمان ہین خدا کے وعدون پر ہمارے دلون کو تقویت ہوتی ہے

تم بھی اسی بات وعدون پر اسرار کئے بیٹھے ہو۔ بس روز وہ مولف القلوب جب

مین ہمکو اور تمکو دونون کو ملائیگا۔ اُس روز مل جائینگے۔ اب اس وقت تم صبر کرو اور

مجھے جانے دو کہ عیسائیون کے ہاتھ سے قتل ہوجاؤن"

صفیہ :- مجھ سے تو یہ نہ ہوگا کہ یہان دنیا مین تمھارا ساتھ چھوڑ دون۔ خدا نے مجھے

دل ہی ایسا بے صبر دیا ہے اسکو کیا کرون۔ آخر تم کیون زیادہ اصرار کرتے ہو۔ مجھے

کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے بعد مین بھی بیسیون کے ہاتھ سے قتل کرڈالی

جاؤنگی"

یوسف :- زینب! کچھ تمھین انھین سمجھاؤ"

زینب :- مین کیا خاک سمجھاؤن۔ صفیہ کی طبیعت سے تم بخوبی واقف ہو جب

تمھارا ہی کہنا نہین مانتی تو میرا کہنا کیون ماننے لگی۔ اگر تمھین صفیہ کے ساتھ ہمدردی

ہے تو یہی کام کرو جو مین نے کہا کہ اب نہ جاؤ۔ آخر وہ کیا کرینگے"

یوسف :- نہین یہ تو نہ ہوگا۔ جو زبان سے کہہ آیا ہون اُس کے خلاف

نہ کرونگا"

صفیہ :- ہان ہان مین بھی کہتی ہون کہ خلاف نہ کرو۔ مین بھی اپنی زندگی سے

اب عاجز ہوگئی ہون۔ کمبخت نے گھڑی بھر بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔

صبح کو تم چلو اور مجھے اپنے ساتھ لیتے چلو"

یوسف :- یہ مجھ سے ہوسکیگا کہ تمکو بے چلکر ایسے ظالمون کے پھندے مین پھنسا

دون جو ترس کھانا کیسا کسی کی محبت کا بھی اندازہ نہین کرسکتے"

صفیہ :- خیر یہ تو ہونا ہی ہے کہ تمھارے بعد مین بھی زندگی سے دست بردار ہوجاؤنگی

یہ کبھی خیال مین بھی نہ لانا تمھاری صفیہ تمھارے بعد زندہ بیٹھی رہیگی۔ اور جب یہی

ہوگا تو مین بھی انھین ظالمون کے ہاتھ سے جام شہادت کیون نہ قبول کرون جو

تمھین مجھ سے جدا کرینگے۔ ہان اگر میرا قتل ہونا تم سے نہ دیکھا جائے تو مین اقرار

کرتی ہون کہ تمھارے بعد اپنی جان دونگی۔ مگر للہ یوسف مجھے اپنے ساتھ ہی لئے چلو

آہ! تم میری التجاؤن کا خیال نہین کرتے ہو اور رات گذری جاتی ہے۔ پہری بھر

اور باقی ہے (ہاتھ جوڑ کے) للہ خدا کے لیے یہ درخواست قبول کرو مین تم سے وعدہ

کرتی ہون اور اس کا وعدہ غالباً تمکو بھی یقین ہوگا۔ کہ اسکے بعد پھر مین تم سے کسی بات کی درخواست نہ کرونگی"

یوسف :- (زینب سے) زینب دیکھتی ہو یہ کسقدر پریشان کر رہی ہین ہائے اس امر کو مین کیونکر گوارا کرون۔ کہ خدانخواستہ ان کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک کیا جائے جیسا سلوک میرے ساتھ کیا جاتا ہے"

زینب :- افسوس۔ مین تم دونون کو وہان جانے سے منع کرتی ہون۔ لیکن ہان اسکا مجھے بھی یقین ہے کہ تمھارے بعد صفیہ ایک گھڑی بھر بھی دنیا مین نہین رہ سکتی۔ مین اسکی محبت کا خوب اندازہ کر چکی ہون۔ مین سچ کہتی ہون کہ تم کو اسکی محبت اور اسکی بیتابانہ عشق کی قدر نہین۔ جتنی محبت اسے تمھارے ساتھ ہے اسکی عشر عشیر بھی تمھارے دل مین نہین ہے"

یوسف - (جھنجلا کر) تم بھی اُلٹے مجھی کو الزام دیتی ہو۔ یہ میری قسمت! پیاری صفیہ کی محبت کا قدردان مین جب ہوتا جبکہ اسے قتل گاہ مین لے جا کے کھڑا کر دیتا ہان ایسی محبت مجھے نہین ہے اور خدا نہ کرے ہو۔ چاہے کچھ ہو مجھ سے تو یہ نہ ہوگا"

زینب :- نہین مین یہ کہتی۔ آخر تم ہی کیون جاتے ہو؟ جان بچانے کے لیے انسان کیا کچھ نہین کرتا۔ آسان ترکیب ہے نہ تم جاؤ نہ یہ جائین بلکہ الٹا اور تمکو تو اپنی جان اور زیادہ عزیز ہونا چاہیے۔ کیونکہ ایک نازنین اور شریف لڑکی کی جان بھی اسکے ساتھ وابستہ ہے"

یوسف :- کیا کہتی ہو؟ مسلمانون کی جرأت اور سپہگری تو خاک مین مل چکی اب تم چاہتی ہو کہ وفاداری اور اپنے عہد پر قائم رہنے کا جو وصف اب تک اُن مین باقی تسلیم کیا جاتا ہے وہ مٹ جائے؟ اگرچہ اب ادبار کے ہاتھون تمکو اسکے بھی سیکڑون نمونے نظر آجائینگے۔ اور ایسے وعدہ فراموش اور جھوٹے مسلمان تم بہت جلدی غرناطہ مین پاؤ گی۔ مگر مین نہین چاہتا کہ اسکی ابتدا مجھ سے ہو۔ مین پھر کہتا ہون کہ اپنے قول سے ہرگز نہ پھرونگا۔ عیسائیون کے سوا سے جو وعدہ کیا ہون اُس کو ضرور پورا کرونگا"

زینب :- اب تمھین اختیار ہے پھر مجھسے کیا مطلب۔ تم جاؤ اور صفیہ مجھے ناحق بیچ مین گھسیٹنے سے فائدہ؟ مجھے تم دونون سے ایک محبت ہوگئی ہے۔ اسکی وجہسے دل نہین مانتا اور بے بولے بھی نہین رہا جاتا۔ لیکن اب مجھے کوئی عذر نہین جو تمھارے دل مین آئے کرو۔"

صفیہ :- زینب انہین یہ مین بھی نہین پسند کرتی کہ اُنکے قول مین خدانخواستہ کوئی فرق آئے۔"

زینب :- پھر کیا ہے صبح کو اُنکے ساتھ تم بھی چلی جاؤ۔"

صفیہ :- آہ یہ تو کہتی ہون۔ مگر افسوس یہ نہین مانتے تمھین انھین راضی کرو۔"

زینب :- تم ہی کہو۔ میری بھلا وہ کیون سننے لگے۔"

یوسف :- زینب برا ماننے کی بات نہین۔ یہ میری زندگی کی آخری سبب ہے اب اس وقت خدا کے لیے خفا نہو۔ مگر ہان اس مین زیادہ اصرار کرو کہ مین خود نام مین بدعہدی کی بنیاد ڈالون۔ مین تمھارا انتہا سے زیادہ ممنون ہون۔ مجھپر تمھارے بہت بڑے بڑے احسان ہین۔ خدا کے لیے میری صفیہ کو سمجھاؤ کہ اس ارادے سے باز آئین۔ آہ! آجکی رات کسقدر چھوٹی ہے۔ صبح کو اب ایک ہی گھنٹہ باقی رہگیا۔"

صفیہ :- ہائے اسی سے تو کہتی ہون کہ جلدی اجازت دیدو۔ تاکہ وہان جب آؤن تو بے تمھاری رضامندی کے نہ آؤن۔"

یوسف :- کیا مصیبت کی بات ہے کیونکر اپنے کس دل سے اجازت دون۔"

صفیہ :- اچھا اسوقت خوش ہوگے جب مین تمھاری اجازت کے بغیر چلی آؤنگی۔"

یوسف :- مجھے یہ نہ ہوگا کہ تمکو ایسے ہلاکت کے مقام پر مین اپنے ساتھ لے چلون میرے بعد تمکو اختیار ہوگا۔ چاہنا چلی آنا اور چاہنا یہان زینب سے دل بہلا لینا۔"

صفیہ :- افسوس اب یہ پانچ برس کی عمر کرتے وقت میرے دل مین خیال ہوتا۔ کہ مین نے اپنے یوسف کو ناراض کیا اور انکے حکم کی مخالفت کی۔ مگر آہ اب بھی۔"

قسمت میں نہیں ہے۔ یوسف اگر تم چاہو تو میں اس ارض مطلق ہو سکتی ہوں مگر ہائے
کیا کروں تقدیر نے مجھ سے بھی خلاف کر دیا

یوسف: صفیہ تمہاری یہ باتیں جلاد کی خونخوار تلوار سے زیادہ میرے دل میں
زخم ڈال رہی ہیں۔ رخصت چاہتا ہوں [illegible] اجازت چاہتا ہوں تم میرے بعد تم بھی آنا مگر میرے
ساتھ نہ چلو۔ آہ اب رخصت۔ صبح ہوگئی۔ شب تم سے آپ میں ہمیشہ کے لیے
جدا ہوتا ہوں۔ پیاری صفیہ الوداع۔ ایک مرتبہ [illegible] ہائے ہماری داستان
دنیا میں یاد رہے گی اور ہم تم [illegible]

رونے لگتا ہے

صفیہ: [illegible] پہنچ کے اتنی جلد رخصت ہو گئی۔ آہ آسمان بھی دشمن ہو گیا آہ
عاشقوں کو [illegible] پیارے یوسف
(رونے لگتی ہے) جب تم نے اپنے اوپر ستم کی اجازت دی ہے تو اتنا اور
[illegible] ساتھ ہی چلوں۔ یہ زندگی کی چند گھڑیاں جو باقی ہیں
ہیں جلدی [illegible] گذر رہیں

یوسف: نہیں نہیں صفیہ ایسا نہ ہوگا۔ بس اب بلنے دو۔ پیاری صفیہ اب زندگی کی
سب امیدیں خاک میں مل گئیں مجھے امید ہے کہ میری اس وقت کی [illegible]
[illegible] (ایک نہایت گرمجوشی کا بوسہ لیکر) زندگی بھر میں یہ پہلی خطا ہے
اور یہی پہلی بھی خطا ہے۔ اسے معاف کر دینا۔ اس سے زیادہ کی جرات نہیں کر سکتا
صفیہ [illegible] ہو کے [illegible]
رخسار [illegible]

اب اجازت دو وقت آگیا۔ جاتا ہوں

صفیہ [illegible]

نہیں صفیہ مجھے استقلال [illegible] وقت
جو استقلال کی [illegible] استقلال سے [illegible] آہ [illegible]
اپنا حکم میری بات لگا دیا۔ پیاری [illegible]
[illegible]

زینب :- (کچھ دیر سنانے میں لینے کے بعد) بی صفیہ! جانتی ہوں کہ اسوقت
تمہارا دل تمہارے قابو میں نہیں۔ مگر کب تک؟ اب صبر کرو۔ بی خدا تمہیں صبر کا اجر دیگا!
(آنسو پونچھکر) بس اب رو چکیں"

صفیہ :- زینب۔ اب میں دو تین گھڑی کی مہمان ہوں۔ تمہاری باتوں سے میرا دل
اور دکھتا ہے۔ للہ مجھے نہ سناؤ۔ اور اب میں کیا کروں! ہائے! ہائے!"

قاضی ابو یحییٰ آجاتے ہیں اور صفیہ کو اس بیتابی سے
روتے دیکھکر متعجب ہوتے ہیں۔

قاضی ابو یحییٰ :- صفیہ! بیٹی! (متعجب ہو کر) کیا ہوا؟ خدا کے لیے بتاؤ بیٹی تیرے لیے میں
میں اپنی جان لڑا دونگا اور تیری آرزو پوری کردونگا۔ ہائے! کچھ زبان سے تو کہہ!
مجھے روتے دیکھکر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے"

صفیہ :- ابا جان! کچھ نہیں ہو سکتا۔ آپ ہی کے امکان میں ہوتا تو میں یوں نہ روتی۔ اب
تو کچھ نہیں ہو سکتا! آہ کیا کروں"

قاضی ابو یحییٰ :- زینب خدا کے لیے کچھ تمہیں بتاؤ مجھے تو خفقان ہوا جاتا ہے"

زینب :- قاضی صاحب حقیقت میں آپ کچھ نہیں کر سکتے میں بھی گھنٹہ بھر سے بک بک
رہی ہوں۔ اور اب آخر مجھے بھی یقین ہو گیا کہ صفیہ کی تقدیر ہی بگڑی
ہوئی ہے"

قاضی ابو یحییٰ :- (جھلا کر) اچھا میں یہ کب کہتا ہوں کہ تم مجھے تدبیر بتاؤ اپنی
رائے سے۔ خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ ہوا کیا۔ آخر ماجرا کیا ہے"

زینب :- قاضی صاحب بڑا بھاری قصہ ہے میں کہاں تک بیان کرونگی۔ ابھی سنئے
یوسف اسوقت رات کو کسی شغل پر جا رہے تھے کہ عیسائی سواروں نے گھیر لیا انھوں نے
مقابلہ کرکے بہتوں کو مار ڈالا اور قریب تھا کہ سب کو بھگا دیں۔
اتنے میں عیسائیوں کا ایک پورا رسالہ آگیا۔ اور دم بھر میں یوسف کو گرفتار کر لیا۔
کیمپ والوں کے سردار نے یوسف کا حال پوچھا انھوں نے بیان کیا تو اسکو
ترس آیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم پھر اسکے اپنے شیخ کے قتل کر دینے کا اقرار کرو تو میں
رات بھر کے لیے تمکو چھوڑ دوں کہ جاؤ اپنی معشوقہ سے رخصت ہو آؤ۔

اس اقرار پر یوسف لائے تھے - اور اسی وجہ سے آتے ہی سب لوگوں کو پھر دیا رات
بھر میں سمجھا لیا تھا - مگر ان پر نصیحت نہ کارگر ہوئی - آخر اس وقت صفیہ کو روتے
چھوڑ کر چلے گئے - اور وہیں گئے ہیں - جہاں یقیناً مار ڈالے
جائیں گے "

قاضی صاحب حیرت زدہ بیٹھے رہ جاتے ہیں "

قاضی ابو یحیٰ :- (کچھ دیر کے بعد) آخر انھیں جانا ہی کیا ضرور تھا - اب ان ظالموں
کے ہاتھ سے نجات مل گئی تھی تو پھر کیوں چلے گئے "؟

زینب :- رات بھر میں نے بہت سمجھایا - مگر وہ کیوں ماننے لگے تھے - انھوں نے کہا کہ
میں وعدہ خلافی ہرگز نہ کرونگا "

قاضی ابو یحیٰ :- پھر کیا کیا جائے ان لوگوں کے ہاتھ سے نجات نہایت دشوار ہے
اور یوسف سے ایسے شخص کا جس نے ہزاروں مسیحیوں کو خاک و خون میں
ملا دیا - اب انکے بعد زندگی بیکار ہے - میں وہیں جاتا ہوں - دیکھو
کیا ہوتا ہے "

قاضی ابو یحیٰ چلے جاتے ہیں -

صفیہ :- زینب اب میرے چلنے کا وقت بھی آ گیا - آہ تم کو میں اپنی ماں سمجھتی تھی -
میرے مرنے کا بڑا قلق ہوگا مگر کسی نہ کسی طرح صبر آ ہی جائیگا -
تم میری اماں جان کی دلدہی کرنا - اور وہ تمھاری دلدہی کرینگی "

زینب چلا چلا کے رونے لگتی ہے "

زینب :- (ہچکیاں بھر بھر کے) صفیہ! اللہ اس ارادے سے باز آؤ - آہ کیا کہوں
تو سمجھانے کا بھی ہوش نہیں رہا "

صفیہ :- زینب پھر یہ کہتی میں بیوفا نہیں ہوں - سارے غرناطہ نے اور تمام دنیا
نے جس طرح یوسف کو جنگ میں لڑتے اور جہاد کرتے دیکھا ویسے ہی سب آج دیکھ لینگے
کہ صفیہ بھی ویسی ہی باوفا ہے جیسا کہ اس کا عاشق راستباز تھا -
بس اب جاتی ہوں ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے "

صفیہ مردانے لباس سے آراستہ ہو کر اور نہایت خوشنمائی سے عربی

عباسہ بادۂ مکر طرسے نکلتی ہے۔ زینب او سلیے پیچھے روانہ ہوتی ہے۔

غرناطہ کے باہر سپہ سالار افواج کسٹیل کا خیمگاہ

سپہ سالار چند افسران فوج کے بیچ مین بیٹھا ہے اور دل مین سوچتا ہے

سپہ سالار "(خود بخود) ہان اُس کا کیا نام تھا؟ یوسف حقیقت مین بڑا بہادر شخص ہے ایسی جرأت بہت کم دیکھی گئی ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ ابھی نوجوان ہے۔ بہادری کے علاوہ اُسکی صورت بھی دلفریب ہے۔ اسوقت آنے کا وعدہ کر گیا ہے میرے نزدیک تو وہ ضرور آئے گا۔ مگر نہ آتا تو اچھا تھا۔ واقعی دنیا مین بڑے بڑے سنگدل ہین۔ وہ لوگ بھی ہین۔ جنھین اُسکی حالت اور صورت پر ذرا بھی ترس نہ آیا۔ بلکہ میری رحمدلی دیکھ کے بادشاہ کی خدمت مین دوڑے گئے۔ اور وہان دربار مین جڑ دی کہ مین اُس کا طرفدار ہون۔ ایک کاغذ ہاتھ مین اٹھا کر۔ یہ شاہی حکمنامہ آیا ہے کہ اس عرب نوجوان کی فوراً گردن ماری جائے۔ ورنہ مور دعتاب شاہی قرار پاؤن گا۔ کیا کرون۔ اگر وہ آگیا۔ تو بڑا غضب ہوجائیگا۔ اب تو میرے نزدیک اُسکی رہائی کی کوئی صورت نہین"

خادم آتا ہے"

خادم "حضور وہ عربی نوجوان یوسف جو کل خود حاضر ہونیکا وعدہ کر گیا تھا حاضر ہوا ہے"

سپہ سالار "افسوس اچھا اُسے میرے سامنے لاؤ"

(خود بخود) "بڑا غضب ہوا۔ اب اس نوجوان کو کسی طرح نجات نہین مل سکتی۔ میرا تو ارادہ تھا کہ اسکی راستبازی کا امتحان کر کے چھوڑ دونگا۔ یہان تقدیر نے اور مضمون پیش کر دیا۔

خادم یوسف کو لے آتا ہے"

یوسف "حسب وعدہ مین حاضر ہون اب جو حکم میرے حق مین نافذ کیا جائے

اسکی پابندی سکے لئے تیار ہون ؀

سپہ سالار دیر تک یوسف کی صورت دیکھتا ہے ؀

سپہ سالار (کچھ دیر کے بعد) یوسف! کیا حقیقت مین تم اپنی زندگی سے بیزار ہوا اور کیا کوئی تمھارا ایسا دوست نہ تھا جو تمھین یہان آنے سے منع کرتا۔ افسوس تم نے یہان آکے اپنی جان سے ہاتھ دھوئے۔ اگرچہ یہان بہت سے لوگ بیٹھے ہین مگر اب مین صاف صاف کہدیتا ہون۔ یوسف! میرے نزدیک تمھارے قتل کرنے سے زیادہ کوئی ظلم نہین۔ مین نے تمھارے ساتھ ہمدردی کا ارادہ کیا تھا۔ ٹھیرائی تھی کہ تمھاری راستبازی کا امتحان لے کے تمھین رہا کرونگا ؀ لیکن اسکو کیا کرون کہ تمھاری موت کا وقت آہی گیا تھا۔ اب میرا کچھ زور نہین چل سکتا۔ خدا جانے میرے قصد سے کون آگاہ ہوگیا کہ اس نے حضور بادشاہ کی خدمت مین عرض کردیا۔ اور وہان سے ابھی حکمنامہ آیا ہے کہ تمکو بے تامل قتل کرڈالون۔ اب تمھین بتاؤ۔ کہ مین کیا کرسکتا ہون۔ آہ! اس ظلم کا مجھے زندگی بھر صدمہ رہیگا ؀

یوسف (رو کے) آپکی اس ہمدردی کا مین مشکور ہون۔ مگر اس کو آپ کیا کیجے کہ میری قسمت ہی مین یہ حسرتناک موت لکھی تھی۔ اور رہا یہ کہ مین کیونکر آیا میرے نزدیک قتل ہو جانا آسان ہے اور عہد سے انحراف کرنا ناممکن ہے اب آپ میرے لیے زیادہ ملول نہ ہوجئے میرے سوگوار ان کا رونا میرے لیے کافی ہے بلکہ اصل تو یہ ہے ان کی آہ وزاری میری موت سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہے اب آپ جلدی کرین اور حکم دین کہ میرے قتل کا بندوبست کیا جائے۔ نہین آپ اپنے اوپر ہرگز الزام نہ لیجے ؀

سپہ سالار (رو کے) اے شریف نوجوان یہ صرف تمھاری نوعمری کا نتیجہ تھا جو تم چلے آئے کوئی تجربہ کار سپاہی ہوتا تو ہرگز نہ آتا۔ آخر زندگی سے کیون اسقدر بیزار ہو۔ ہان تم اپنی معشوقہ سے جب اسوقت رخصت ہوئے ہونگے کیونکر رخصت کیا اور کہا۔ شاید اسکی آنکھون مین تو دنیا اندھیر ہوگی سچ ہے کہ تمھین اس نے یہان آنے کیون دیا ؀

یوسف:۔ وہ تو کسی طرح نہین آنے دیتی تھی۔ مین زبردستی اُسے تڑپتا چھوڑ کے
لایا۔ کیا عرض کرون کہ اوسکی کیا حالت ہے۔

سپہ سالار:۔ افسوس! تم نے بڑی سنگدلی کی! اور آہ۔ تم سے زیادہ سنگدلی
میرے ہاتھون ظاہر ہوگی۔ یوسف مین معذور ہون۔ اب تمھارے چھوڑنیکی
کوئی تدبیر میرے امکان مین نہین ہے۔

یوسف:۔ آپ نے تو میرے حال پر بڑا رحم کیا۔ میری تقدیر مین یہ لکھا تھا۔
مین ایک بات کی التجا کرتا ہون۔ اگر آپ اُسکا وعدہ کرین تو مین بڑی خوشی سے
جان دون۔

سپہ سالار:۔ وہ کیا۔ بلا تامل بیان کرو۔ تم جو کچھ کہوگے اسکو بخوشی خاطر پورا کرونگا۔

یوسف:۔ کوئی تعجب نہین کہ میری معشوقہ بھی تھوڑی دیر مین یہان آکے موجود
ہوجائے۔ کیونکہ میرے بعد وہ بھی اپنی جان دینے پر امادہ ہے۔ مین آپ سے
منت سے عرض کرتا ہون کہ جہان تک ہو سکے آپ اوسکے بچانے کی کوشش کرین
افسوس آپکا زور نہ چلیگا۔

مگر آپ اسے بچا دین تو بعد مرنے کے بھی شاد ہونگا۔

سپہ سالار:۔ اس امر پر مطمئن ہو۔ مین اُسے بچاؤن۔ مگر یوسف اگر وہ
نہ بچی تو تمھاری موت پر ہر شخص کے آنسو بہہ پڑینگے۔ اور جو تمھاری موت
کو دیکھیگا۔ عمر بھر اسکے دل سے حسرت نہ نکلیگی۔

ایک فوجی افسر سے:۔ جاؤ۔ انتظام کرو کہ پانچسو سوار آگے حاضر ہون اور
دو گز بھر کے فاصلہ پر کھڑے ہو کے حلقہ باندھین تاکہ اہل غرناطہ مین سے کسی
کو حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔ اور جلاد کو حکم دو کہ تلوار لے کے حاضر ہو۔

فوجی افسر:۔ (با ادب) ابھی انتظام ہوا جاتا ہے۔

سپہ سالار:۔ (یوسف سے) یوسف مجھے معاف کرنا۔ صرف شاہی حکم نے مجبور
کردیا۔ افسوس!

یوسف:۔ آپ نادم نہ کرین۔ بس اب عجلت سے کام لیجیے۔ تقدیر کا فیصلہ
جو کچھ ہو جلدی ظاہر ہو۔

سپہ سالار:- اچھا یوسف تم کو کسی بات کی تمنا ہے؟ اگر دل میں کوئی آرزو ہو تو صاف صاف بیان کردو۔ رہائی یا زندگی کے سوا اور جس بات کی آرزو ہوگی میں بسرو چشم پوری کردونگا"

یوسف:- یوں تو دل میں آرزوئیں بھری ہیں۔ مگر اب مجھے کسی بات کی تمنا یا آرزو تمنا یا آرزو جو کچھ ہے وہ اسی قدر ہے کہ براہ عنایت آپ میرے قتل میں جلدی کریں"

سپہ سالار:- اچھا تم کسی کو کچھ وصیت کرنا چاہتے ہو"

یوسف:- کچھ نہیں"

سپہ سالار:- تو اب چلو"

سپہ سالار کی زبان سے یہ جملہ نکلتے ہی لوگ اکے یوسف کو باندھ لیتے ہیں اور قتلگاہ میں جو وہاں سے کچھ دور ہے لیجاتے ہیں عیسائی سپاہی ننگی تلواریں لئے چاروں طرف کھڑے ہیں اور انکے بعد کچھ فاصلے پر تماشائی کھڑے ہیں جن میں سے اکثر آنسو بہا رہے ہیں۔

سپہ سالار:- (قتلگاہ میں پہنچ کے) یوسف اب تمھاری زندگی کی آخری ہے لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ تمھارے چہرے سے کوئی علامت حزن وملال کی نہیں ظاہر ہوتی۔ ایسا استقلال کبھی میری نظر سے نہیں گذرا"

یوسف:- مجھے کس بات کا ملال ہو۔ عیسائیوں کے ہاتھ قتل ہونا میرے لئے علامت فخر ہے۔ موت مسلمان کے لئے اعلے درجہ کی کامیابی ہے۔ ہمارے ہادی برحق کا قول ہے۔ بس اسی سے خیال کرلو کہ مسلمان کو دنیا چھوڑنے کا کیا غم ہوسکتا ہے۔ میں اس قالب عنصری کو چھوڑتے ہی جام شہادت پیونگا۔ ادھر زندگی ابدی وسرمدی حاصل ہوگی اُدھر خدا کے فضل وکرم سے امید ہے کہ اُسکی رحمت اور مغفرت پیشوائی کرکے مجھے جنت میں لے جائیگی۔ آہ پیاری معشوقہ سے چھوٹنے کا غم! یہ غم مجھے بیتاب کئے دیتا ہے۔ مگر خدا کی ذات سے امید ہے کہ اس زندگی میں خدا یہ غم کھودے گا۔ پیاری صفیہ میں تمکو خدا سے لونگا"

سپہ سالار۔ بیشک ان ہی خیالات کی وجہ سے ایک مسلمان کو جان دینے کی زیادہ جرأت ہوتی ہے مگر یوسف تمہارا لفسن اور لوگون سے بڑھا ہوا ہے کسی اور مسلمان کو اس استقلال سے جان دیتے نہین دیکھا۔ افسوس کس دل سے کہون یوسف اب وقت آگیا ،، (ایک اونچی تپائی کیطرف جو آگے رکھی تھی اشارہ کرکے) اس تپائی پر سر رکھدو ،،

یوسف۔ ایک بات کا مین آرزومند ہون۔

سپہ سالار۔ وہ کیا ؟ ،،

یوسف۔ مجھے تھوڑا پانی منگوا دیا جائے کہ وضو کرلون اور دو رکعت نماز پڑھ لینے کی اجازت دیدی جائے۔

سپہ سالار۔ بہتر۔

سپہ سالار کے خدام دوڑ کے پانی لاتے ہین اور یوسف وضو کرکے نہایت خلوص سے دو رکعت نماز پڑھتا ہے

یوسف۔ نماز سے فارغ ہوکر) اب مین خدا کی راہ مین جان دینے پر آمادہ ہون اسوقت جتنے لوگ کھڑے ہین اگر مینے انکا کوئی قصور کیا ہو تو مجھے معاف کردین۔ جہاد مین میرے ہاتھ سے عیسائیون پر جو زیادتی ہوئی میرے نزدیک وہ گناہ نہین ہے

اس کے سوا اور کوئی کیا گناہ ہو تو معافی کا خواستگار ہون (،، چارون طرف دیکھکر دنیا۔ تو انسان کو بہت پیاری معلوم ہوتی ہے اور تری جدائی سکو ناگوار ہوتی ہے مگر چونکہ خدا کی راہ مین زندگی سے ہاتھ دھوتا ہون لہذا تجھ سے رخصت ہوتے وقت نہایت اطمینان اور استقلال سے کام لیتا ہون۔

سب سے رخصت) آسمان کیطرف دیکھکر اور دعا کیلیے ہاتھ اٹھاکر) رب العالمین ساری آرزوئین اس حرت بندون کو چھوڑ کر تیرے پاس آتی ہین اسکا تو یقین ہے کہ ان کے ساتھ تو اچھا سلوک کریگا۔ مگر اس زندگی کی پچھلی گھڑی مین تجھ سے استقلال کا خواستگار ہون۔ مجھے ہمت دے کہ نہایت اطمینان اور استقلال سے کام لون ،،

جھک جاتا ہے اور گھٹنے ٹیک کے تپائی پر سر رکھدیتا ہے جلاد اپنی
برہنہ شمشیر کو پورے زور سے بلند کرتا ہے ناگہان تماشائیون کے
ہجوم سے ایک ضعیف العمر شخص افتان و خیزان جلاتا ہوا آتا ہے

ضعیف العمر۔ ٹھیرو! ٹھیرو! ذرا مجھے آلینے دو"

سپہ سالار۔ یہ کون شخص ہے؟ (اپنے ہمراہیون کی طرف خطاب کرکے) کوئی
پہچانتا ہے۔

دو چار آدمی "حضور! ہم لوگون نے تو اس کی صورت آجتک کبھی نہین
دیکھی۔

ضعیف العمر" "فریب اکبر" کیا ہو سکتا ہے کہ اس نوجوان کے عوض تم لوگ
مجھے قتل کر ڈالو"

سپہ سالار۔ نہین کیونکر ہو سکتا ہے۔ کسی بے جرم کو لیکے ہم ایک مجرم کو نہین
رہا کر سکتے۔

ضعیف العمر۔ مجرم کون نہین؟ غرناطہ مین جو مسلمان ہے وہ تمھاری الجرم ہی ہے

سپہ سالار۔ اس نوجوان نے ہمارے بہادر سپاہیونکو قتل کیا ہے جن کے خون
کا معاوضہ اس شخص کے قتل کرنے کے سوا ہمکو لندکسی طرح نہین ملا سکتا۔

ضعیف العمر۔ کیا یہ بھی نہین ہو سکتا کہ اس نوجوان کے عوض ہم جس قدر
چاہو زر فدیہ لے لو۔

سپہ سالار" اس بارہ مین تحریک ہو چکی اور مجھے معلوم ہے کہ حضور شاہ کیسٹل کو
منظور نہین اس نوجوان سے ہمارے سپاہیون کو ایسا صدمہ نہین پہونچا کہ روپیہ
ہے ان کے آنسو تھم سکین"

ضعیف العمر" آہ! ظالمو! اگرچہ دونون باتین نہین منظور ہین تو یہ تو ہو سکتا ہے
تو مجھے اس کے ساتھ قتل کر ڈالو"

سپہ العمر" نہین یہ بھی نہین ہو سکتا ہم ایک بے گناہ کے خون سے اپنی تلوار کو
آلودہ نہین کر سکتے"

ضعیف العمر" ہزارون بیگناہ قتل ہو گئے ہزارون بچے یتیم ہو گئے ہزارون عورتین

بیوہ ہوگئیں نہ رون خاندانوں کی عصمت شعار خاتونیں بے والی وارث ہوگئیں
اور تمھاری تلوار و ہمیں بیگناہ کا خون نہیں لگا! شرماؤ اس خدا سے جو تمہیں جہنم
نوجوان کا قتل کوئی سیون ظلم نہیں ہے گھر گھر میں اسکا ماتم ہو گا۔ اور افسوس ابھی
ظالم میں کسی کو خبر نہیں - اگر معلوم ہو جائے تو سب لوگ آکے حملہ کر دیں یا تو اسے
چھڑا لیجائیں یا سب کے سب قتل ہو جائیں۔

سپہ سالار۔ تمھاری ان بیباکیوں سے یہ ہوگا کہ یہ نوجوان رہا کر دیا جائے
اور تم بھی اس کے ساتھ قتل کئے جاؤ۔

ضعیف العمر اپنی قبا کے دامن سے ایک برہنہ تلوار نکالتا ہے
اور سپہ سالار پر حملہ کرتا ہے۔

بہت سے عیسائی " گھرا کے " نیا! لیا! کون ہے تضا اس کے سر پر کھیل
رہی ہے۔

سپہ سالار زخمی ہوتا ہے۔ جلاد مارا جاتا ہے۔ اور
ضعیف العمر گرفتار کر لیا جاتا ہے "

سپہ سالار۔ (یوسف سے) یوسف! ذرا سر اٹھاؤ۔

یوسف۔ نہیں میں اب دنیا کی منحوس صورت نہ دیکھوں گا۔ جس چیز کو چھوڑ دیا
پھر اوسکی طرف متوجہ ہوتے سے کیا فائدہ!

سپہ سالار۔ دیکھو یہ تمھارے پاس کون آیا ہے۔

یوسف سر اٹھا کے دیکھتا ہے اور ضعیف العمر
کے سامنے ادب سے جھک جاتا ہے

یوسف۔ قاضی صاحب آپ کہاں! آپنے اس ضعیفی پر یہ کیا ظلم کیا؟

قاضی ابو یحیے۔ یوسف! تمھارے بعد جینا بیجا ہے۔ اس عمر کے صدمے سے
مجھے یہی اچھا معلوم ہوا کہ تمھارے ساتھ ہی میں بھی دنیا کو خیرباد کہوں۔

یوسف۔ اہ! میں کیسا لعنت جان ہوں کہ ایسے ایسے سامان حسرت دیکھتا ہوں
اور زندہ ہوں افسوس! یہ بھی ایک وقت ہے کہ آپ عیسائیوں کے ہاتھ میں۔

گرفتار ہین اور مین کھڑا اسیر دیکھ رہا ہون جلاد کو اپ ہی قتل کیا!

قاضی ابویحیے - ہان مین ہی نے قتل کیا۔

یوسف - مجھے تو خیال تھا کہ پیاری صفیہ کا صدمہ مرتے وقت دل مین لیجاؤن گا اب دو صدمے ہوگئے! افسوس! کیا کرون بے بس ہون

سپہ سالار " یوسف یہ کون شخص ہین اس ضعیفی مین انھون نے بڑی جرأت کی۔

یوسف - یہ شہر غرناطہ کے مشہور قاضی ہین۔ قاضی ابویحیے! افسوس میری محبت نے ان کے ساتھ بھی دشمنی کی "

ایک دوسرا جلاد بلوایا جاتا ہے "

سپہ سالار " یوسف اور قاضی صاحب سے " اب تم دونون کی تمنا ایک ساتھ پوری ہوگی۔ دونون تپائی پر اپنے سر رکھدو "

یوسف " قاضی صاحب سے " قاضی صاحب اپنے مجھے بہت بڑا صدمہ دیا خیر مگر اب مجھے پہلے قتل ہو لینے دیجئے کہ آپ کی موت مجھے نظر نہ آئے۔

قاضی ابویحیے - نہین یوسف مجھے بھی ساتھ ہی قتل ہونے دو "

قاضی صاحب اور یوسف دونون گھٹنے ٹیک کے تپائی پر برابر سر رکھدیتے ہین۔

جلاد " تلوار کھینچکے " تمام اہل قسطیل گواہ رہو کہ ان دونون کو مین سپہ سالار افواج قسطیل کے حکم سے قتل کرتا ہون اگر نہ مجرم ہون تو انکے قتل کا مواخذہ میری گردن پر نہین ہے اور حضور " سپہ سالار قسطیل کیطرف دیکھکر " آپ پھر اجازت دین تاکہ مین بری الذمہ ہو جاؤن

سپہ سالار " ہان مین اجازت دیتا ہون - بلکہ حسب فرمان شاہی تمکو حکم دیتا ہون کہ ان کو فوراً قتل کر ڈالو۔

جلاد ایک ہی تلوار مین دونو کا کام تمام کر دیتا ہے - یوسف اور ابویحیے کے سر کٹ کے تپائی کے نیچے گر پڑتے ہین اور دھڑ تڑپنے لگتے ہین چارون طرف ایک سکوت ہو جاتا ہے اور اسی سکوت کے عالم مین تماشا ہیون کے ہجوم مین سے رونے کی اوازین سنی جاتی ہین "

سپہ سالار۔ حسرت کے لہجے مین نوجوان کے مارے جانیکا مجھے بھی بہت صدمہ ہوا اگرچہ یہی دبدبہ قائم کرنے کے لئے ضرور ہے کہ وہ لوگ قتل کئے جائین جنکے ذمہ تھوڑا بھی جرم بغاوت ثابت ہو مگر ایسے شریف راستباز اور خوشرو نوجوان کو بچا دینا چاہیے عام فتوحات کے وقت قاعدہ ہے کہ کامیاب فریق کے لوگ بڑا ظلم کرتے ہین اور انکا وہ ظلم جائز خیال کیا جاتا ہے لیکن انہین دو چار ہی خون ایسے ہوتے ہین جو اس فریق کامیابی پر خاک ڈالدیتے ہین اور قیامت تک کیلئے اوسے ذلیل کردیتے ہین یوسف کا مارا جانا ایسا واقعہ ہے کہ قیامت تک لوگ یاد کرین گے اور بھلوگون کو ظالم کہین گے تاریخ ہمارے اس ظلم کو ابھار کے دکھائیگی۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے جو ہونا تھا ہو چکا۔

تماشائیون کے ہجوم سے ایک نوجوان نمایان ہوتا ہے۔
اور آتے ہی سپہ سالار پر حملہ کرتا ہے مگر سپہ سالار اسکے وار کو
خالی دیتا ہے اور جو لوگ اسے احود کرنا چاہتے ہین انہین سے
کئی اس کے ہاتھ سے مارے جاتے ہین۔

نوجوان ۔ ہاے ظالم نصرانیو مجھے تم سے لڑنا اور مقابلہ کرنا نہین منظور ہے اور یہ ممکن نہین کہ تم مجھے زندہ گرفتار کرسکو۔ اس لئے کہ مین جان دینے کیلئے آیا ہون زیادہ احتیاط ہو تو مجھے گھیرے رہو تا کہ مین جس کام کے لئے آیا ہون وہ پورا ہو جائے۔

سپہ سالار ۔ (اپنے لوگون سے) اچھا چھوڑ دو دیکھو یہ شخص کیا کرتا ہے مگر گھیرے رہنا خبردار نکل کے جلنے نہ پائے۔

نوجوان قاضی ابو یحیی اور یوسف کی لاشون کے پاس جاتا ہے
دونون کے سر جو دور پڑے ہوے تھے ان کو لاکے
جسمون سے جوڑکے رکھتا ہے ۔

نوجوان ۔ یوسف کی لاش کی طرف خطاب کرکے آہ! تم وفادار تھے دونون اپنے دل کے سچے اور ارادے کے پورے تھے دونون نے وفاداری راستبازی اور نیکنامی کے ساتھ جان دی تم دونون کو خدا نے اپنے پاس بلا لیا تھا خدا کے

نام پر اپنی جانون کی قربانی چڑھائی اور خدا نے قبول کی آہ میری آرزوئین کسقدر جلد تازہ ہوجاتین ان دونون جسمون مین پھر جان آجاتی - پیارے یوسف تیری صورت ویسی دلربا ہے مرنے کے بعد بھی تیرے حسن کی شعاعین میرے دل کی آنکھون کو خیرہ کیے دیتی ہین آہ اخدا تجھے جنت نصیب کرے تو بہت اچھا گیا اور اپنے چاہنے والون کو بہت بڑے امتحان مین چھوڑ گیا - آہ آنکھا خشک رو دن - اب تو آنسو خشک ہوگئے اور خون جو محبت کی گرمی مین پھرا تھا رگون مین خشک ہوکے بالکل ختم ہوگیا - پیارے یوسف بند کرنا تم نے کیجیے کہ تمھارے سرھانے کون کھڑا ہے آہ! تمھاری صفیہ آتی ہے "

اتنا کہہ کے نوجوان پگڑی سر سے پھینکدیتا ہے اور عبا اتار کے ڈالتا ہے زنانہ ریشمی قمیص گلے مین اور طلائی کام کی خمار سر پر ڈالتا ہے اور لمبے لمبے بال چارون طرف شانون پر بکھر جاتے ہین "

دونون گر نہ پہچانا ہو تو اب پہچان لو! آہ اب تم سے یون ملاقات نہین ہوسکتی کہ میرے لیے تم آنکھین کھولو بلکہ اگر مین تم سے ملنا چاہون تو خود مجھے آنکھین بند کرکے تمھارے برابر لیٹ جانا چاہیے - پیارے یوسف - تمھین بہت دیر میرا انتظار کرنا پڑا - گھبراؤ نہین - بس اب آتی ہون "

صفیہ آنسو پونچھ ڈالتی ہے اور تمام حاضرین کیطرف متوجہ ہوتی ہے

اے ظالم کافرو - اور اے وہ نوجوان ظالمون کا تماشہ دیکھ رہے ہو تم کو شاید نہ معلوم ہوگا کہ یہ مظلوم کون تھا - اور مین کون ہون - اور وہ ضعیف العمر شخص کون تھا جس نے خود اپنی جان دی - سنو وہ یوسف جسکی جرأت نے عیسائیون کو صدہا شکستین دین اور جسکی تلوار دیکھ کے تمھارے کپتان کے دل مین وحشت سما جاتی کہ جسکو غرناطہ کی کسی لڑائی نے جہاز پر بٹھا دیا تھا - اور جس کے نام سے غرناطہ کا ہر بچہ اور ہر عورت واقف ہے آہ! یہ وہی مظلوم وہ خوشرو نوجوان جسکی لاش سے بھی عجب حسن دلربا کے نمونے ظاہر ہوتے ہین وہی یوسف تھا یوسف کی معشوقہ جو پردہ کی بیٹھنے والی بھی اسے "

آج بے پردہ دیکھ لو آہ! وہ کم بخت صفیہ مین ہی ہون جس نے یوسف کو لڑائی پر بھیجا تھا۔ ہائے میرا قدر دان اور میرا پردہ دار خاک پر پڑا ہے اور مین تم سب کے سامنے کھڑی آنسو بہا رہی ہون۔ اس زمانہ کو یاد کرو جب تم کیسے خود امیر المومنین میری صورت دیکھنے کے مشتاق تھے اور نہین دیکھ سکتے تھے۔ آہ! وہی مین آج بے ننگ و ناموس ہو کے اس میدان مین آئی ہون۔

اے اہل غرناطہ! میرے کہنے سے اور میرے عشق کے جوش مین یوسف نے جیسی بہادری دکھائی اس کے تم سب گواہ رہو۔ اور تم مین سے اکثرون نے یوسف کی جنگ آزمائیون کا تماشہ بھی دیکھا ہوگا

آیندہ پوچھنے والون کو تمھاری ہی زبانی معلوم ہوگا کہ یوسف کا عشق کیسا سچا تھا اور اس نے پاکبازی سے غرناطہ کی ایک لڑکی کی شرط پوری کی۔ تم ہی اب یہ بھی دیکھو کہ اسکی معشوقہ صفیہ کیسی وفادار تھی اور اس نے اس استقلال سے اپنے عاشق پر اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ یا یون کہو کہ اوس کا ساتھ دیا یوسف کی داستان جس کسی سے بیان کرتا اس کے سامنے میری اس وفاداری کا حال بھی بیان کر دینا۔

بس اب رخصت!!!

اسکے بعد صفیہ جھکتی ہے
اور یوسف کی لاش سے
لپٹ کے پیشانی کا ایک بوسہ لیتی ہے

صفیہ! اس گرمجوشی کے بوسہ کا جواب ہے جس نے مجھے شرما دیا تھا۔ یوسف کی لاش کے برابر بیٹھ کے اور اس کے سینہ کی طرف جھک کے آرزو پوری کرنے دی چھری!!!

چھری نکالکر دو دفعہ سینہ مین بھونک لیتی ہے اور یوسف کے سینے پر گر پڑتی ہے!!!

سپہ سالار۔ (گھبرا کے) افسوس! اس لڑکی کی تقدیر نے مجھے بیخود بنا دیا کہ مجھے

خیال ہی نہ رہا اور اوسنے اپنا کام تمام کر دیا آہ! یوسف کی وصیت کا خیال بھی نہ رہا
اپنے خدام سے "دیکھو اس لڑکی مین کچھ جان ہو تو جلدی اٹھاؤ افسوس! یوسف
نے مجھ سے ایسی راستبازی کا برتاو کیا اور مینے ایسی غفلت ظاہر کی!
جلدی اٹھاؤ دیکھو زندہ ہے یا مر گئی۔

سپہ سالار کے خادم دیکھتے ہین اور بالکل بیجان پاتے ہین

ایک خادم "حضور کچھ نہین رہا ہاتھ پاؤن مین ذرا یونہی سی گرمی باقی ہے
اور ایک منٹ مین یہ بھی نہ ہوگی"

سپہ سالار۔ یہ غمناک حادثہ ہماری کامیابی کو خاک مین ملائے دیتا ہے"

تماشائیون سے نکل کے زینب آتی ہے
اور ڈاڑھین مار مار کے روتی ہے

زینب۔ آہ اس عشق کے رازدار وہین اکیلی مین ہی باقی رہ گئی۔ خدا ظالمون سے
بدلے مجھ مین اتنی جرات نہین کہ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالون۔ یوسف
شہید وفا تھا آہ وفاداری نے اسکی جان لی۔ نہیں یوسف ہی نہین۔ صفیہ
بی شہید وفا ہے"

سپہ سالار بیشک یہ دونون شہید وفا تھے"

خوش الحانین سب دیکھنے والے رونے لگتے ہین اور عیسائی
اور مسلمان دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہو جاتے ہین

زینب "لوگو جو کچھ ہونا تھا ہوا۔ اب دونون شہیدان وفا کے حق مین دعاے
مغفرت کرو"

سب لوگ۔ ہم سب لوگ گواہ ہین کہ یہ دونون عاشق و معشوق شہیدان وفا
ہین خدا دونون کی مغفرت کرے اور اس عالم مین دونون ایک دوسرے کے وصل
سے کامران رہین۔

تازہ ترین ناول

تصانیف مرزا فدا علی صاحب خنجر لکھنوی

انقلاب کلکتہ

اس کتاب میں بعض ہندو فسادات کے ہولناک نظارے اور کشیدگی و تعصب کے ناخوشگوار نتائج و اثرات مسلسل شگفتہ کی تاریخی نقطۂ نظر سے تشریح اور ایک جوان ہندو بیوی کی المناک زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے فن جاسوسی کے اعلیٰ نکات اور جرائم پیشہ بدمعاشوں کے افعال شنیعہ کا پردہ فاش کیا گیا ہے ۱۲/

وطن پرست

جس میں جولائی آف آرک پرجوش حامیہ وطن کے ان تاریخی کارہائے عجیبہ کو جو پندرہویں صدی عیسوی کے آغاز میں مملکت فرانس کی بگڑی ہوئی حالت سدھارنے کے لیے عمل پذیر ہوئے تھے بطرز افسانہ نہایت خوبی اور دلچسپ عنوان سے بیان کیا گیا ہے قیمت فی جلد ۸/

خونی بیوی

جاسوسی کا ایک نہایت ہی دلچسپ ناول بدمعاشوں کی حیرت انگیز چالاکی مولانا نور محمد صاحب کا قتل ہولناک واردات [illegible] ماہر جاسوس کی سرتوڑ کوششیں اور قاتل کا سراغ لگانا اور قاتل کا اپنی بیوی کے ہاتھوں لکھنؤ کے [illegible] اسٹیشن پر [illegible] اس طرح سے بیان کیا ہے کہ پوری کتاب ختم کیے بغیر ناول [illegible] قیمت فی جلد صرف ۸/

خونی وارثہ

جس میں محکمہ پولیس کے افسر اعلیٰ کا ذہنی و دماغی [illegible] جس خاک اڑاتے ہوئے لیڈر [illegible] ثابت کرنے کی کوشش کی [illegible] دماغ کو شمع عقل سے روشن کرکے [illegible] لیکن خوش قسمت انسان خدا کی عطا کی ہوئی نعمت [illegible] صرف کرنے کے لیے [illegible] تباہ و برباد [illegible] ساتھ قصہ کی دلچسپی [illegible] مشہور جاسوس کا [illegible] کی اعلیٰ جاسوسی کا حال نہایت پرلطف طریقہ سے بیان کیا گیا ہے قیمت فی جلد صرف ۱۲/

مظلوم پارسن

ایک نوجوان تجربہ کار پارسن کی [illegible] اہم پیچیدہ بدمعاشوں کی سفاکیاں پولیس کی حیرانی [illegible] مشہور جاسوس کی اعلیٰ جاسوسی کے ساتھ مختصر الفاظ میں بیان کی گئی ہے ناول [illegible] چھوٹا ہوا اتنا ہی حیرت خیز و عبرت ناک ہے قیمت ۴/

شوقین لڑکا

ایک نہایت ہی دلچسپ [illegible] ناول جس میں نیکی کی شرافت بزرگی اور [illegible] نیک [illegible] اثرات [illegible] دوستی و دشمنی کی غرض [illegible] صحیح مفہوم کا نہایت خوبی سے نقشہ کھینچا گیا ہے ناول نہایت پر اثر اور دلچسپ ہے قیمت فی جلد ۸/

قاضی [illegible] احمد اینڈ کمپنی لاہور پنجاب